ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

از تصانیف مقبول اہل السنن مولانا محمد ابو الحسن مصنف فیض الباری شرح اردو صحیح البخاری کے

# فقہ محمدیہ کلاں ۱۳۱۷ھ

حصہ اول ملقب بہ

# طریقہ احمدیہ ۱۸۹۹ء

بفرمایش خادم اہل اللہ فقیر اللہ عفا اللہ عنہ وعن والدیہ رزقہ اللہ ایمانا کاملا ورزقا واسعا

در مطبع محمدی واقع لاہور فقیر اللہ طبع نمود

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# اطلاع ضروری

از مصنف کتاب ہذا مولوی محمد ابو الحسن مصنف فیض الباری شرح بخاری اردو و ظفر المبین حصہ اول دوم وغیرہ

مخفی نہ رہے کہ اس سے پہلے بھی ایک کتاب مسمی بہ فقہ محمدیہ حصہ اول چھپی ہے لیکن اس کتاب فقہ محمدیہ جدید کو اُسپر کئی وجہ سے ترجیح ہے وجہ اول یہ ہے کہ وہ نہایت تھوڑی سی اجزا پر بخط جلی ختم ہے کل مسائل ضروری اُسمین نہین ہین اور یہ باوجود درآورد گنجان تحریر کے قریب تیرہ جزو پر ختم ہے جسمین مفصل کل مسائل عبادات مع دلائل صحیحہ درج ہین یہ اظہر من الشمس ہے جو اس سے زیادہ اسمین (۴۰) باب ہین وجہ دوم یہ کہ فقہ محمدیہ سابق کے بہت مسائل خلاف تحقیق ہین چنانچہ اول یہ ہے کہ اسکے صفحہ ۳ مین لکھا ہے کہ پانی خواہ تھوڑا ہو خواہ بہت نجاست کے پڑنے کے سبب سے اگر اُسکا رنگ بگڑ جاوے یا اُسکا مزہ خراب ہوجاوے یا اسمین بو آنے لگے تو وہ پانی ناپاک ہی ہے انتھی حالانکہ یہ مسئلہ خلاف ہے اسلیے کہ قلتین کی حدیث اس سے بالکل باطل ہوجاتی ہے اور قید قلتین کی بالکل لغو ہوجاتی ہے حالانکہ مولف خود اسکا قائل ہے اور اُسکے بعد اُسنے قلتین کی قید جائز رکھی ہے اور نیز اُسکے صفحہ ۳ مین لکھا ہے کہ جو پانی کہ بقدر قلتین یعنے بقدر اڑہائی مشک کے ہو اُسمین وضو کرنا جائز ہے وضو کے اعضا کا پانی اُسکے اندر گرنے سے ناپاک نہین ہوتا لیکن جنابت کی حالت مین اسکے اندر بیٹھ رہنا منع ہے انتھی۔ حالانکہ یہ مسئلہ اسکا بھی بالکل غلط ہے اسلیے کہ قلتین کا مقدار پانچ مشک کے برابر ہوتا ہے اڑہائی مشک کے برابر نہین ہوتا اور نیز جو پانی کہ بقدر قلتین کے ہو اُسکے اندر جنابت کے سبب سے بیٹھ رہنا بھی درست ہے اور وہ پانی اس سے ناپاک نہین ہوتا بلکہ مستعمل بھی نہین ہوتا کہ دوسرے کو اُسکا استعمال کرنا درست نہ ہو بلکہ اگر پانی قلتین سے کم ہو اور کوئی اُسکے اندر بیٹھ رہا وے جنابت کے سبب سے تو بھی وہ پانی ناپاک نہین ہوتا بلکہ اُسکا غسل درست ہوجاتا ہے ہان البتہ وہ پانی مستعمل ہوجاتا ہے دوسرے کو استعمال کرنا اُسکا درست نہین ہوتا جیسے کہ فتح الباری کے صفحہ ۲۰۱ مین لکھا ہے اور نیز فقہ محمدیہ سابق کے صفحہ ۴ مین لکھا ہو کہ اگر استنجے کیلیے

تین ڈھیلے نہ ملین تو دو بھی کافی ہین انتھے ۔ حالانکہ یہ مسئلہ اُسکا بھی غلط ہی اسلیے کہ استنجے کے
لیے تین ڈھیلون کا ہونا شرط ہے اور تین سے کم کے ساتھ استنجا کرنا درست نہین جیسے کہ نیل الاوطار
کے صفحہ ... اور فتح الباری کے صفحہ ۱۲۹ اور شرح صحیح مسلم کے صفحہ ۱۳۱ مین لکھا ہی اور نیز اُسکے صفحہ ... مین
لکھا ہی کہ عورتون کو پانی سے استنجا کرنا ضرور ہے انتھے حالانکہ یہ مسئلہ بھی اُسکا غلط ہی اسلیے کہ
حدیثون مین عورت اور مرد مین کچھ فرق نہین بلکہ حدیثون کا عموم سب کو شامل ہے اور نیز مؤلف نے
نیل الاوطار جلد اول کے صفحہ ... کا پتہ دیا ہے حالانکہ اس صفحہ مین اس بات کا کہین نام و نشان بھی نہین
لکھا ہی شائق اسکا مطالعہ کرے اور نیز اُسکے صفحہ ... مین لکھا ہے کہ جہان تک ممکن ہو طاق ڈھیلے
لیوے اور جو طاق نہ لے تو گناہ نہین انتھے حالانکہ یہ مسئلہ اُسکا بھی غلط ہے اسلیے کہ لفظ حتی الامکان
طاق کے وجوب کو چاہتا ہے اور نیز اُسکے صفحہ ... مین لکھا ہے کہ پیشاب کے وقت داہنے ہاتھ سے ذکر
پکڑنا اور داہنے ہاتھ سے پائخانے مین ڈھیلے پونچھنے درست نہین انتھے حالانکہ یہ مسئلہ اسکا بھی
خلاف تحقیق ہے اسلیے کہ پیشاب کے وقت داہنے ہاتھ سے ذکر پکڑنا اور استنجا کرنا جمہور علماء کے نزدیک حرام
نہین بلکہ مکروہ تنزیہی ہے جیسے کہ شرح صحیح مسلم کے صفحہ ۱۳۱ مین لکھا ہے اور نیز فقہ محمدیہ سابق کے
... مین لکھا ہی کہ اگر جوتی کو گندگی لگ جاوے تو زمین پر رگڑنے سے پاک ہو جاتی ہی انتھے حالانکہ
یہ مسئلہ اُسکا بھی خلاف تحقیق ہے اسلیے کہ قسطلانی مین لکھا ہے کہ اگر گندگی تر ہو اور جوتی کو
لگ جاوے تو بدون دھونے کے جوتا پاک نہین ہوتا نہ شافعیہ کے نزدیک اور نہ حنفیہ وغیرہ کے نزدیک اور
بخاری مین ابن عباس سے روایت ہی کہ اگر کوئی گندگی پر چلے اور گندگی تر ہو تو اسکو دھو ڈالے
اور اگر خشک ہو تو دھونے کی حاجت نہین انتھے اور نیز اُسکے صفحہ ایضا مین لکھا ہے کہ اگر عورت کا
دامن ناپاک جگہ پر چلنے سے ناپاک ہو جاوے تو مٹی پر چلنے سے پاک ہو جاتا ہے انتھے حالانکہ یہ مسئلہ
اسکا بھی غلط ہی اسلیے کہ طیبی نے کہا کہ اجماع ہے اسپر کہ اگر تر نجاست بدن یا کپڑے کو لگی ہو تو
بدون دھونے کے پاک نہین ہوتا اور اسی طرح اکثر مسائل اسکے خلاف تحقیق ہین لیکن چند مسائل
کو بطور نمونہ خروار کے لکھ دیا کہ باقی کو اسپر قیاس کرنا چاہیے فان العاقل تکفیہ الاشارۃ ۔

وجہ سوم یہ کہ یہ کتاب فقہ محمدیہ جدید اس بسط اور تفصیل اور تحقیق کے ساتھ لکھی گئی ہے کہ اگر دونوں کا مقابلہ کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ فقہ محمدیہ سابق بہ نسبت اسکی کچھ چیز بھی نہین کہ نہ تو اُسمین کسی مسئلے کی توضیح ہے اور نہ کسی مسئلے کی تفصیل وجہ چہارم یہ کہ یہ فقہ محمدیہ سابق فقہ محمدیہ سے پانچ چھ گنا زیادہ ہے اور سابق کے کل باب ۶۵ ہین اور اس کتاب جدید کے کل باب ۱۰۵ ہین اور ہر ہر باب مین اس قدر کوشش اور تفہیم کے ساتھ مسائل درج کیے گئے ہین کہ جسکے پاس یہ کتاب ہوگی اسکو تمام عبادات کے کسی مسئلے کے پوچھنے کی حاجت نہ پڑیگی اور نہ کسی بڑی کتاب کے دیکھنے کی ضرورت ہوگی الا ماشاء اللہ بخلاف فقہ محمدیہ سابق کے کہ اُس سے آدمی کی حاجت پوری نہین ہوتی بلکہ بہت مسائل کی حاجت باقی رہتی ہے وجہ پنجم یہ کہ اس کتاب فقہ محمدیہ جدید مین ایسا کوئی مسئلہ نہین کہ وہ متروک العمل ہو بلکہ ہر مسئلہ اُسکا ائمہ دین مین معمول چلا آیا ہے یا تو کل ائمہ مین یا اکثر ائمہ مین یا بعض مین بلکہ اُسکے مسائل کے ساتھ مذاہب صحابہ اور تابعین اور اقوال ائمہ دین کے بیان کیے گئے ہین تا معلوم ہو کہ اُسکے سب مسائل معمول ہین متروک اور منسوخ نہین جیسے کہ علماء سلف اور خلف کا دستور ہے اور نیز معلوم ہو کہ کون مسئلہ اسکا اتفاقی ہے اور کون اختلافی ہے اور نیز ہر جگہ مین محقق مسئلے کو ترجیح دی اور غیر محقق کو مرجوح ٹھیرایا اور نیز جو مسائل کہ امام ابوحنیفہ وغیرہ کے عبادات مین حدیث کی مخالف تھے انہین سے اکثر کو اپنے اپنے موقع پر بیان کیا بخلاف فقہ محمدیہ سابق کے کہ اُسمین ان چیزون مین سے ایک چیز بھی نہین نہ تو اُسمین مذاہب اصحاب اور تابعین کے منقول ہین اور نہ اقوال ائمہ دین کے اور نہ اُسمین صحیح اور ضعیف کی کچھ تمیز ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کونسا مسئلہ اتفاقی ہے اور کون اختلافی ہے اور نہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ امام ابوحنیفہ وغیرہ کا عبادات مین کون کون مسئلہ مخالف ہے اور کون سا موافق ہے وجہ ششم یہ کہ اس کتاب فقہ محمدیہ جدید کے سب مسائل با ترتیب لکھے گئے ہین یعنی پہلی جائز چیزین لکھی گئی ہین اور پیچھے ناجائز یا بالعکس اُسکے الا ماشاء اللہ بخلاف فقہ محمدیہ سابق کے کہ اُسمین کسی باب کے مسائل بھی با ترتیب نہین لکھے گئے بلکہ سب غلط اور بیترتیب ہین کوئی مسئلہ کہین اور کوئی کہین وجہ ہفتم

یہ کہ اس کتاب جدید مین بعض بعض جگہہ مین بقدر ضرورت کے مخالفین کی دلیلون اور اعتراضون
کے جواب بہت عمدہ اور دندان شکن دیے گئے بخلاف فقہ محمدیہ سابق کے کہ اسمین ان باتون
کا نام نشان نہین غرض کہ اس کتاب فقہ محمدیہ جدید کو فقہ محمدیہ سابق پر کئی درجے فوقیت ہوگی
کہ یہ کتاب اُس کتاب سابق سے چھہ سات گنا زیادہ ہی کہ وہ بنسبت اسکی کچھہ بھی نہین اور اسکے
بدے مین اُسکا کچھہ بھی وزن نہین پس اہل اسلام کو چاہیئے کہ اسکو نقد جان سے خرید کر اپنے
گلے کا تعویذ بنا دین تاکہ آخرت مین عذاب دوزخ سے نجات پا دین۔

# فہرست مطالب کتاب فقہ محمدیہ حصہ اوّل


| مطالب کتاب | صفحہ | مطالب کتاب | صفحہ |
|---|---|---|---|
| کتاب پاکی کے بیان مین۔ | ۹ | باب خون حیض کے ناپاک ہونے کے بیان مین | ۳۸ |
| باب پاخانے اور پیشاب کے بیان مین۔ | 〃 | باب پاخانے اور پیشاب کے نجس ہونیکے بیان مین | 〃 |
| باب استنجا کرنے کے بیان مین۔ | ۱۲ | باب آدمی کی منی کی بیان مین۔ | ۴۰ |
| باب احکام پانی کے بیان مین۔ | ۱۹ | باب متفرق نجاستون کے بیان مین۔ | ۴۲ |
| باب بچے اور جوٹھے پانی کے بیان مین۔ | ۲۳ | باب فضیلت وضوئے کے بیان مین۔ | ۴۳ |
| باب مستعمل پانی کے بیان مین۔ | ۲۵ | باب مسواک کرنے کے بیان مین۔ | ۴۴ |
| باب کنوؤن کے بیان مین۔ | ۲۹ | باب وضو کی کیفیت کے بیان مین۔ | ۴۵ |
| باب نجاستون کے بیان مین اور انکے پاک کرنیکا | ۳۰ | باب وضو کی دعاؤن کے بیان مین۔ | ۴۵ |
| باب کتے کے نجس ہونے کے بیان مین | ۳۲ | باب مسح موزون کے بیان مین۔ | ۵۵ |
| باب مردار کے چمڑے کے بیان مین | ۳۵ | باب وضو توڑنے والی چیزون کے بیان مین۔ | ۵۸ |

| مطالب کتاب | صفحہ | مطالب کتاب | صفحہ |
|---|---|---|---|
| باب<br>اس بیان مین کہ بے وضو کیا چیز کرنی | ٦٣ | باب<br>اذان کے بیان مین۔ | ٩٣ |
| جائز ہے اور کیا نہین ہے۔ | | باب<br>اذان کے جواب کے بیان مین۔ | ٩٧ |
| باب<br>غسل واجب کے بیان مین۔ | ٦٤ | باب<br>اذان کی فضیلت کے بیان مین | ١٠٠ |
| باب<br>حکم جنبی کے بیان مین۔ | ٦٩ | باب<br>مسجدون کے بیان مین۔ | ״ |
| باب<br>غسل مسنون کے بیان مین۔ | ٧٠ | باب<br>نماز کی جگہون کے بیان مین۔ | ١٠٨ |
| باب<br>غسل اور وضو کے پانی کے مقدار کے بیان مین | ״ | باب<br>قبلے کے بیان مین۔ | ١١٠ |
| باب<br>تیمم کے بیان مین۔ | ٧٣ | باب<br>ستر ڈھانکنے کے بیان مین | ١١١ |
| باب<br>حیض کے بیان مین۔ | ٧٧ | باب<br>ستر کی طرف دیکھنے کے بیان مین | ١١٣ |
| باب<br>نفاس کے بیان مین۔ | ٨٤ | باب<br>سُترے کے بیان مین۔ | ١١٥ |
| باب<br>استحاضہ کے بیان مین۔ | ״ | باب<br>کیفیتِ نماز کے بیان مین۔ | ١١٨ |
| کتاب<br>وضو کے بیان مین۔ | ٨٧ | باب<br>نیت کے بیان مین۔ | ״ |
| باب<br>نماز کے وقتون کے بیان مین۔ | ״ | باب<br>تکبیر تحریمہ کے بیان مین۔ | ״ |
| باب<br>اول وقت نماز پڑھنے کے بیان مین۔ | ٨٩ | باب<br>تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کے بیان مین | ١٢٠ |
| باب<br>قضا نمازون کے بیان مین۔ | ٩١ | باب<br>ہاتھ باندھنے کے بیان مین۔ | ١٢١ |
| باب<br>نماز کی فضیلت کے بیان مین۔ | ٩٣ | باب<br>تکبیر تحریمہ کے بعد کیا چیز پڑھی جاوے | ١٢٢ |

| صفحہ | مطالب کتاب | صفحہ | مطالب کتاب |
|---|---|---|---|
| ۱۵۸ | باب — امامت کے بیان مین - | ۱۳۴ | باب — نماز مین قرات پڑہنے کے بیان مین - |
| ۱۶۲ | باب — مقتدی کے حق کے بیان مین - | ۱۳۴ | باب — رکوع کے بیان مین - |
| ۱۶۳ | باب — مقتدی پر امام کی متابعت کے واجب ہونے کے بیان مین - | ۱۳۵ | باب — سجدہ کے بیان مین - |
| | | ۱۳۷ | باب — التحیات کے بیان مین |
| ۱۶۵ | باب — مسبوق کے بیان مین - | ۱۳۹ | باب — التحیات کو بعد درود پڑہنے کے بیان مین |
| ۱۶۶ | باب — ایک نماز کو دو بار پڑہنے کے بیان مین | ۱۴۰ | باب — التحیات کے بعد دعا پڑہنے کے بیان مین |
| // | باب — سنتون کے اور انکی فضیلت کے بیان مین | ۱۴۲ | باب — نماز کے بعد مقتدیون کیطرف پہر اور ذکر کرنیکے بیانمین |
| ۱۶۹ | باب — تہجد کی نماز کے بیان مین - | ۱۴۳ | باب — دعا کے وقت ہاتھ اٹہانے کے بیان مین |
| // | باب — وتر کے بیان مین - | ۱۴۴ | باب — نماز کے توڑنے والی چیزون کے بیان مین |
| ۱۷۱ | باب — سواری کی نماز کے بیان مین - | ۱۴۸ | باب — سجدہ سہو کے بیان مین - |
| ۱۷۲ | باب — تہجد کے اُٹھنے کے وقت دعا پڑہنے کے بیان مین - | ۱۵۱ | باب — سجدۂ تلاوت کے بیان - |
| | | ۱۵۳ | باب — اُن وقتوں کے بیان مین جنمین نماز منع ہے |
| ۱۷۳ | باب — رات کی نماز کی ترغیب کے بیان مین - | // | باب — جماعت اور انکی فضیلت کے بیان مین - |
| // | باب — قنوت کے بیان مین - | ۱۵۶ | باب — صفون کے برابر کرنے کے بیان مین - |
| ۱۷۴ | باب — عبادت مین میانہ روی کرنے کے بیان مین | // | باب — مقتدیون کے کہڑے ہونے کی جگہ کے بیان مین |

| مطالب کتاب | صفحہ |
|---|---|
| باب | |
| تراویح کے بیان مین۔ | ١٧۴ |
| باب | |
| چاشت کی نماز کے بیان مین۔ | ١٧٥ |
| باب | |
| نفل نماز کے بیان مین۔ | ١٧٦ |
| باب | |
| نماز استخارہ کے بیان مین۔ | ״ |
| باب | |
| نماز تسبیح کے بیان مین۔ | ١٧٧ |
| باب | |
| نماز سفر کے بیان مین۔ | ״ |
| باب | |
| جمعہ کے بیان مین۔ | ١٨١ |
| باب | |
| جمعہ کے واجب ہونے کے بیان مین۔ | ״ |
| باب | |
| جمعہ کے دن کپڑے اور بدن کے ستھرا کرنے اور خوشبو لگانے اور جمعہ کی طرف اول وقت جانیکے بیان مین | ١٨٢ |
| باب | |
| جمعہ کی نماز اور خطبہ کے بیان مین۔ | ١٨۴ |
| باب | |
| نماز خوف کے بیان مین۔ | ١٨٦ |
| باب | |
| نماز عید کے بیان مین۔ | ١٨٨ |
| باب | |
| سورج گہن کی نماز کے بیان مین۔ | ١٩٠ |
| باب | |
| نماز استسقا کے بیان مین۔ | ١٩١ |
| باب | |
| سجدۂ شکر کے بیان مین۔ | ١٩٢ |

| مطالب کتاب | صفحہ |
|---|---|
| کتاب | |
| جنازون کے بیان مین۔ | ١٩٢ |
| باب | |
| بیماری کے ثواب کے بیان مین۔ | ״ |
| باب | |
| بیمار پرسی کے بیان مین۔ | ١٩۴ |
| باب | |
| موت کی آرزو کرنے اور اسکے ذکر کی فضیلت کے بیان مین۔ | ״ |
| باب | |
| اس بیان مین کہ جسکی موت قریب ہو اسکے پاس کیا کہا جاوے۔ | ١٩٥ |
| باب | |
| مردے کے نہلانے کے بیان مین۔ | ١٩٦ |
| باب | |
| میت کے کفنانے کے بیان مین۔ | ١٩٧ |
| باب | |
| جنازے کے ساتھ جانے کے بیان مین | ١٩٨ |
| باب | |
| جنازے کی نماز کے بیان مین۔ | ١٩٩ |
| باب | |
| مردے کے دفن کرنے کے بیان مین | ٢٠٢ |
| باب | |
| مردے پر رونے کے بیان مین۔ | ٢٠٣ |
| باب | |
| زیارت قبرون کے بیان مین۔ | ״ |
| اور اسمین سماع موتےٰ کا ذکر ہے۔ | ״ |


تمت

کل ۱۰۱ بابین

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ **امابعد** بعض احباب نے فرمایش کی کہ اگر کوئی کتاب فقہ حدیث کی کہ ہر ایک مسئلہ اسکا قرآن یا حدیث سے ثابت ہو اور ضروری مسائل عبادات اور معاملات کے لیئے کافی ہو لکھی جاوے تو نفع عام ہو لہذا اصحاح ستہ وغیرہ کی حدیثوں سے بہت عمدہ طور پر خلاصہ نکالکر یہ کتاب مسمی بہ **فقہ محمدیہ** لکھی گئی اور اسکو تین حصوں پر تقسیم کیا گیا حصہ اول میں مسئلے نماز روزے وغیرہ کے اور حصہ دوم میں مسئلے زکوۃ وغیرہ کے اور حصہ سوم میں مسئلے بیع شراء وغیرہ کے لکھے گئے اللہ تعالے اس سے سب مسلمانوں کو فائدہ پہونچاوے آمین ثم آمین

## کتاب ہے طہارت اور پاکی کے بیان مین

**باب ہے پاخانے اور پیشاب کے بیان مین** جب کوئی آدمی پاخانے جاوے تو مستحب ہے کہ پردہ کرے یعنے کسی چیز کی آڑ میں چھپ کر پاخانے بیٹھے کہ اسکو کوئی نہ دیکھے اور اگر کوئی آڑ نہ ملے تو چاہیئے کہ جمع کرے ایک ڈھیر بالو کا اور اسکی طرف پیٹھ کرکے پاخانے بیٹھے اسلیئے کہ شیطان کھیلتا ہے ساتھ مقعدوں بنی آدم کے یعنے لوگوں کے دلون مین خیال ڈالتا ہے کہ پاخانے بیٹھنے والے کی طرف دیکھیں بس جو کوئی ایسا کرے یعنے پاخانے کے وقت پردہ کرے اسکو ثواب ہے اور جو نہ کرے اسکو عذاب نہین یعنے اگر کوئی آڑ نہ ملے تو صاف میدان مین بھی پاخانے بیٹھنا درست ہے گو لوگ اسکو دیکھتے ہوں **ف** امام نووی رحمہ نے کہا کہ مستحب ہے پردہ کرنا وقت پاخانے کے ساتھ باغ کے یا کسی اونچی جگہ کے اور مانند اسکی کے اسطرح جسکو غائب

ساتھ اُسکے تمام بدن انسان کا دیکھنے والون کی نظرون سے اور یہ سنت مؤکدہ ہے انتہے اور
اسی طرح مستحب ہے کہ جب پاخانے کا ارادہ کرے تو بہت دور جاوے یہان تک کہ کوئی آدمی
اسکو نہ دیکھے اور اسی طرح جب پاخانے کے قریب جاوے تو مستحب ہے کہ بسم اللہ پڑھے کہ بسم اللہ
کہنے سے جنون کی آنکھین اندھی ہوجاتی ہیں آدمی کے ستر کو نہیں دیکھ سکتے اور بعد اسکے
یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ یعنے الٰہی پناہ مانگتا ہون مین
ساتھ تیرے ناپاک جنون اور جنیون سے اس واسطے کہ پاخانے کے وقت جن حاضر ہوتے ہین
اور آدمی کی ایذا کے لیے مستعد رہتے ہین جب یہ دعا پڑھے تو اُنکے شر سے محفوظ رہتا ہے
اور یہ حکم ہر جگہ کیلیے ہے خواہ عمارتون یعنے بنے ہوے پاخانون میں جا کر بیٹھے یا میدان
میں بیٹھے ہر جگہ یہ دعا پڑھے **ف** پاخانے کے وقت یہ دعا پڑھنی مستحب ہے نزدیک سب
علماء کے لیکن پاخانون مین یہ دعا داخل ہونے سے پہلے پڑھے اور میدان مین کپڑا اٹھانے
سے پہلے پڑھے اور یہی ہے مذہب جمہور کا۔ پھر جب پاخانے بیٹھنے لگے تو نہ اٹھاوے کپڑا اپنا
یہانتک کہ نزدیک ہو زمین سے پھر جب نزدیک ہو زمین سے تو پاخانے بیٹھے اپنے بائین
پاؤن پر اور کھڑا کرے اپنے داہنے پاؤن کو یعنے اسلیے کہ اُس سے پاخانہ بہت سہولت کے
ساتھ نکلتا ہے اور جب پاخانے سے فراغت پاوے تو یہ دعا پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ
عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ یعنے سب تعریف اللہ کو ہے کہ دور کی مجھ سے ایذا اور آرام دیا مجھ
کو یعنے اُسکے بند ہونے سے اور مستحب ہے پاخانے بیٹھنا اینٹون پر یعنے تاکہ بدن نجس
سے اوبچا رہے اور گندگی نہ لگے **ف** اور یہی حکم ہے ہر جگہ کا کہ پاؤن رکھنے کی جگہ اونچی
ہو اور پاخانہ پھرنے کی جگہ نیچے ہو کہ ایسی جگہ مین پاخانہ پھرنا مستحب ہے۔ اور جائز ہے
پاخانہ بیٹھنا گھرون مین۔ اور جائز ہے واسطے عورتون کے باہر نکلنا رات کو واسطے
پاخانے کے طرف میدان کی اور نہین جائز ہے مُنہ کرنا طرف قبلے کی اور نہ پیٹھ کرنا طرف
اُسکی وقت پاخانے اور پیشاب کے لیکن یہ حکم صرف میدان کا ہے کہ پاخانے بیٹھنے والے
کی اور قبلے کے درمیان کوئی آڑ نہ ہو اور اگر اُنکے درمیان کوئی آڑ ہو مانند دیوار اور بڑے پتھر
اور لکڑی وغیرہ کی تو پاخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا جائز ہے

**ف** یہ حدیث ابی ایوب انصاری رضی کی مشکوٰۃ باب آداب الخلاء کے پہلے فصل میں ہے ۱۲

**ف** اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا کہ عمارتون مین پائخانے اور پیشاب کے وقت قبلے
کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا جائز ہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی رح اور اسحاق رح کا اور
ایک قول امام احمد رح کا بھی یہی ہے اور یہی قول ہے زیادہ تر قریب طرف صواب کی سبب قوی ہونے
کے ہے کہ اس سے سب حدیثون مین تطبیق ہو جاتی ہے اور بعضے کہتے مین کہ پائخانے
کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا مطلق جائز ہے یعنے خواہ میدان میں ہو یا عمارتون
مین یہ قول عائشہ اور عروہ اور ربیعہ اور داود کا ہے اور بعضے کہتے مین کہ پائخانے کے وقت قبلے
کی طرف منہ کرنا مطلق جائز نہین ہے یعنے خواہ عمارتون مین ہو یا میدان مین ہو یہ قول امام ابو حنیفہ
کا ہے لیکن یہ قول مخالف ہے حدیث کے اور صحیح قول جمہور کا ہے جو پہلا گذرا **ف** امام
نووی رح نے کہا کہ امام شافعی رح کے نزدیک پائخانے کے متعلق کے مسئلے ہین **اول** یہ مسئلہ
کہ عمارتون مین پائخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا اس وقت جائز ہے
جبکہ آڑ سے تین گز کے برابر نزدیک ہو یا اس سے کم ہو اور یہ بھی شرط ہے کہ پردہ کرنے والی چیز
اونچی ہو کہ اسکے نیچے کے بدن کو چھپا لیوے یعنے بقدر دو تہائی گز کے ہو اور اگر پائخانہ بیٹھنے والے کے
اور پردے کے درمیان تین گز سے زیادہ فاصلہ ہو اور یا پردہ دو تہائی گز ہی سے کم ہو تو ایسی
حالت مین پائخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا بالکل جائز نہین **اور دوسرا**
یہ ہے کہ اسکے نزدیک پائخانے کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ دینا جو جائز ہے تو مراد اس سے
یہ ہے کہ مکروہ نہین یہ قول جمہور کا ہے اور مختار یہ بات ہے کہ اگر عمارتون مین پائخانے کے وقت قبلے
سے منہ پھیرنے مین مشقت ہو تو مکروہ نہین والا اولے پرہیز کرنا ہے اس سے واسطے نکلنے کے اختلاف
علماء سے لیکن اسکو مکروہ نہین کہا جاتا **اور تیسرا** مسئلہ یہ ہے کہ جماع کے وقت قبلے کی
طرف منہ کرنا جائز ہے خواہ عمارتون مین ہو یا میدان مین ہو یہ مذہب ہمارا ہے اور یہی ہے مذہب
امام ابو حنیفہ رح اور احمد رح اور داود ظاہری کا اور امام مالک سے بھی ایک روایت مین ہے کہ
جماع کے وقت قبلے کی طرف منہ کرنا درست ہے **اور چوتھا** مسئلہ یہ ہے کہ پائخانے اور
پیشاب کے وقت بیت المقدس کی طرف منہ کرنا حرام نہین بلکہ مکروہ ہے اور یہی حکم ہے اسکی
طرف پیٹھ دینے کا **اور پانچوان** مسئلہ یہ ہے کہ اگر پائخانے اور پیشاب کے وقت

وقت قبلے کی طرف مُنہ کرنے اور پیٹھ دینے سے پرہیز کرے تو استنجا کے وقت اسکی طرف مُنہ
کرنا درست ہے انتہے اور نہین جائز ہے پائخانے بیٹھنا کنارے پانی کے کہ لوگ وہان سے
پانی بھرتے اور غسل کرتے ہون اور نہ کنارے نہر جاری کے - اور اسی طرح نہین جائز ہے
پائخانہ پھرنا راہ مین کہ لوگ وہان سے آتے جاتے ہون اور نہ سایہ مین کہ لوگ اُسمین بیٹھتے
ہون اور آرام پکڑتے ہین **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام خطابی نے
کہا کہ مراد سایہ سے وہ سایہ ہے کہ لوگ وہان اترتے ہون اور آرام پکڑتے ہون یعنے بین کر
سایہ مین لوگ نہ بیٹھتے ہون اُسمین پائخانے بیٹھنا درست ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کھجورون کے باغ مین پائخانے بیٹھے اور اسمین کچھ شک نہین کہ کھجورون کا سایہ ہوتا ہے
اور یہ منع اس واسطے ہے کہ اُس سے مسلمانون کو ایذا پہونچتی ہے ساتھ نجاست اور بو کے
اور اسی طرح نہین جائز ہے پائخانے پھرنا نیچے درخت پھل دار کے - اور نہین جائز ہے
پائخانے مین لے جانا اُس انگوٹھی کا کہ اُسمین اللہ کا نام یا قرآن کھدا ہوا ہو بلکہ پائخانے
کے وقت اُسکو اتار کر رکھ جاوے - اور نہین جائز ہے کلام کرنا وقت پائخانے کے -
**ف** لیکن اجماع ہے اسپر کہ پائخانے کی حالت مین کلام کرنا مکروہ ہے حرام نہین اور
یہی حکم ہے پیشاب کا کہ اُس وقت بھی کلام کرنا مکروہ ہے لیکن اشارہ سے کلام کرنا
درست ہے بلا کراہت اور اسی طرح مکروہ ہے سلام کہنا اُس شخص پر کہ پائخانے بیٹھا ہو یا
پیشاب کرتا ہو اور نہین لائق ہے جواب دینا اسکا **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین کہا
ہے کہ سب علما کا اتفاق ہے اسپر کہ جو پیشاب کرنے والے کو سلام کہے وہ جواب کا مستحق نہین اور
ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ مکروہ ہے سلام کہنا پائخانے اور پیشاب بیٹھنے والے پر اور اگر سلام
کہے تو اسکا جواب دینا مکروہ ہے اور کہتے ہین کہ پائخانے بیٹھنے والے کو ہر قسم کا ذکر کرنا مکروہ
ہے کہتے ہین کہ نہ سبحان اللہ کہے اور نہ لا الہ الا اللہ کہے اور نہ سلام کا جواب دے اور نہ چھینکنے
والے کو جواب دے اور نہ الحمد للہ کہے وقت چھینکنے کے اور نہ جواب دے اذان کا کہتے ہین کہ اسی طرح
جماع کے وقت بھی کوئی ذکر نہ کرے اور اگر ایسے وقتون مین چھینک آوے تو دل مین الحمد للہ کہے
زبان نہ ہلاوے لیکن پیشاب اور جماع کے وقت ذکر کرنا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہین اگر کوئی ایسی

حالت مین اللہ کا ذکر کرے تو گنہگار نہین ہوتا اور اسیطرح پائخانے بیٹھنے والے کو بہی ہر طرح کا
کلام کرنا مکروہ ہے لیکن ضرورت کا وقت اس سے مستثنے ہی کہ مثلاً اگر کوئی کسی اندہے کو دیکہے
کہ کوئین مین گرنے لگا ہے یا کسی سانپ یا بچہو کو دیکہے کہ کسی انسان کو کاٹنے لگا ہے تو
اس صورت مین اُسکو پائخانے اور پیشاب و جماع کی حالت مین کلام کرنا جائز ہے مکروہ
نہین بلکہ واجب ہی اور یہ جو ذکر کیا ہے ہم نے کہ پائخانے اور پیشاب و جماع کی حالت مین اغتیا
سے کلام کرنا مکروہ ہے یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب اکثر علمار کا اور یہی محکی ہو ابن عباس رضہ
اور عطا اور سعید اور عکرمہ سے اور ابراہیم نخعی اور ابن سیرین سے روایت ہی کہ اختیار کی
حالت مین بہی کلام کرنا درست ہی انتہے - اور جب کوئی پیشاب کا ارادہ کرے تو چاہیئے کہ
تلاش کرے واسطے اُسکے جگہہ نرم یعنے تاکہ کوئی چھینٹ اُسکے بدن یا کپڑے پر نہ پڑے اور لازم
ہے کہ بچاوے اپنے تئین پیشاب سے اور اگر پیشاب اصل محل کے سوا کسی اور جگہہ بدن یا کپڑے
پر پڑے تو واجب ہے دہونا اُسکا پانی سے ڈہیلون سے خشک کرنا کافی نہین اور مستحب ہے
کہ پردہ کرے ساتہہ کسی چیز کے تاکہ کوئی آدمی اُسکے ستر کو نہ دیکہے اور جب پائخانے یا پیشاب
بیٹہے تو نہ پکڑے ذکر اپنے کو داہنے ہاتہہ اپنے سے یعنے بلکہ اُسکو اپنے بائین ہاتہہ سے
پکڑے کہ پیشاب کے وقت اُس کو داہنے ہاتہہ سے پکڑنا مکروہ ہے لیکن پیشاب کے سوا
اور وقتون مین اُسکو داہنے ہاتہہ سے پکڑنا بہی درست ہے **ف** امام نووی رحمہ اللہ
نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ پائخانے اور پیشاب کے وقت اپنے ذکر کو داہنے
ہاتہہ سے پکڑنا مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہین اور یہی ہے مذہب جمہور علمار کا - انتہے - اور
جب پیشاب کر چکے تو چاہیئے کہ دوہے ذکر اپنے کو تین بار یعنے تاکہ پیشاب کا قطرہ سوراخ
مین باقی نہ رہے کہ اُس سے کپڑا اور بدن آلودہ ہو اور جائز ہے پیشاب کرنا نزدیک دوسرے
آدمی کے کہ پیچہے کہڑا ہو یعنے اُسکی طرف پیٹہہ کرنا پیشاب کر کے درست ہی ساتہہ اس
طرح کے کہ ڈہانکے پیٹہہ اپنی کو ساتہہ کنارے تہ بند کے - اور اسی طرح جائز ہی نزدیک
ہونا بول کرنے والے سے - اور جائز ہے پیشاب کرنا کہڑے ہو کر یعنے جب کہ امن
ہو اُس کی چھینٹون سے **ف** امام ترمذی رح نے کہا کہ یہی قول ہے ایک جماعت

اہل علم کا کہ کہڑے ہوکر پیشاب کرنا درست ہی اور امام نووی رحمہ نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے
کہ ابن منذر نے کہا کہ کہڑے ہوکر پیشاب کرنے مین علماء کو اختلاف ہے حضرت عمر رضہ اور
ابن عمر رضہ اور زید بن ثابت اور سہل بن سعد رضہ سے روایت ہی کہ انہون نے کہڑے ہوکر
پیشاب کیا اور یہی روایت ہی انس رضہ اور علی رضہ اور ابی ہریرہ رضہ سے اور یہی فعل ہے ابن سیرین
اور عروہ کا اور ابن مسعود رضہ اور شعبی رح وغیرہ کہتے ہین کہ کہڑے ہوکر پیشاب کرنا مکروہ ہے اور امام
مالک رح نے کہا کہ جس مکان مین چھینٹون کے پڑنے کا خوف ہو اُسمین کہڑے ہوکر پیشاب
کرنا مکروہ ہے اور جس مکان مین چھینٹون کے پڑنے کا خوف نہ ہو اُسمین مکروہ نہین انتہے
اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ کہڑے ہوکر پیشاب کرنا درست ہے بلا کراہت یعنے خواہ کوئی عذر ہو یا
نہ ہو اور منع مین کوئی چیز ثابت نہین ہوئی انتہے اور اسی طرح جائز ہے پیشاب کرنا رات کو
باسن مین اور نہین جائز ہے پیشاب کرنا غسل خانے مین یعنے اس لیے کہ غسل کرنے کے
وقت اُس کے دل مین وسوسہ پیدا ہوگا کہ شاید کوئی چھینٹ ازمکر بدن یا کپڑے پر پڑگئی ہو
**ف** اور یہی مذہب ہے ایک جماعت اہل علم کا کہ غسل خانے مین پیشاب کرنا درست نہین
اور بعضے کہتے ہین کہ اگر غسل خانے کا پانی جاری ہو تو اُسمین پیشاب کرنا درست ہی اور نہین
جائز ہے پیشاب کرنا مسجد مین اور نہین جائز ہے پیشاب کرنا سوراخ مین یعنے تاکہ مبادا کوئی
جانور اُسمین سے نکل کر کاٹ کہاوے۔ **باب ہی استنجا کرنے کے بیان مین**
جب کوئی پائخانے سے فراغت پاوے تو واجب ہے کہ پاک کرے قبل اور دبر اپنی کو خواہ
ڈہیلون سے ہو یا پانی سے یعنے اگر صرف ڈہیلون سے استنجا کرے بغیر پانی کے تو وہی
کفایت کرتا ہے بعد اُسکے پانی کے ساتھ استنجا کرنے کی حاجت نہین رہتی اور اگر صرف
پانی سے استنجا کرے بغیر ڈہیلون کے تو وہ بہی کفایت کرتا ہے **ف** امام ترمذی
نے کہا کہ یہی قول ہے اکثر اہل علم کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضہ وغیرہ سے
اور جو اُنکے بعد ہین کہ فقط ڈہیلون کے ساتھ استنجا کرنا کفایت کرتا ہے اگرچہ نہ استنجا
کرے بعد اُسکے ساتھ پانی کے جبکہ صاف کردے نشان پائخانے اور پیشاب کا اور ساتھ
اسی کے قائل ہین ثوری اور ابن مبارک اور شافعی رح اور احمد رح اور اسحاق رح انتہے لیکن اگر

ڈھیلون سے استنجا کرے تو واجب ہے کہ تین ڈھیلون سے کرے تین سے کم نہ ہون اور اگر تین ڈھیلون سے صفائی حاصل نہ ہو تو واجب ہے استنجا کرنا ساتھہ زیادہ کے تین سے یہان تک کہ صفائی حاصل ہو لیکن مستحب ہے اس وقت کہ طاق ڈھیلے لیوے یعنے پانچ ہون یا سات وغیرہ ہون ف اور یہی ہے قول امام شافعیؒ اور احمدؒ اور اہل حدیث کا کہ استنجے مین تین ڈھیلون کا ہونا شرط ہے اس سے کم نا جائز نہین ساتھہ رعایت صفائی کے اور جب تین سے صفائی حاصل نہ ہووے تو تین سے زیادہ کے ساتھہ استنجا کیا جاوے یہان تک کہ صفائی حاصل ہو اور مستحب ہے اس وقت کہ طاق ڈھیلے ہون واجب نہین واسطے زیادتی کے کہ ابوداؤد مین ہے کہ جو طاق ڈھیلے نہ لیوے اُسکو کچھہ گناہ نہین اور امام خطابی نے کہا کہ ڈھیلون کے ساتھہ استنجا کرنے مین دو چیزون کا ہونا شرط ہے ایک استنجے کے محل کا صاف ہونا اور دوسرا عدد کا شرط ہونا یعنے تین ڈھیلے ہون اس سے کم نہ ہون اور مقصود ساتھہ تین پتھرون کے تین بار پونچھنا ہے اور یہ ایک پتھر کے ساتھہ بھی حاصل ہو سکتا ہے جبکہ اُسکے تین کنارے ہون اور دلیل اسکی صحت پر یہ ہے کہ اگر کوئی کسی پتھر کے ایک کنارے کے ساتھہ استنجا کرکے پھینکدے اور پھر دوسرا کوئی آدمی اُسکی دوسری طرف کو ساتھہ استنجا کرے تو درست ہے نزدیک سب علما کے آپسمین کسی کو اختلاف نہین لنتتے۔ اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مذہب ہمارا یہ ہے کہ اگر ڈھیلون کے ساتھہ استنجا کرے تو ضرور ہے کہ نجاست کی ذات کو دور کرے اور ضرور ہے کہ تین بار پونچھے اس سے کم نہ پونچھے اور اگر ایک بار یا دو بار پونچھنے سے ہی نجاست کی ذات دور ہو جاوے تو پھر بھی تیسری بار پونچھنا واجب ہے یہ قول احمد بن حنبل اور اسحاق اور ابو ثور کا ہے اور داؤد نے کہا کہ واجب فقط صفا کرنا ہے پس اگر صرف ایک ڈھیلے سے صفائی حاصل ہو جاوے تو کافی ہے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ اگر کسی پتھر کے تین کنارے ہون اور اُسکی تینون طرفون سے دبر کو تین بار پونچھے تو یہی کافی ہے اس واسطے کہ مراد تین ڈھیلون سے تین بار پونچھنا ہے لیکن تین ڈھیلون کے ساتھہ استنجا کرنا افضل ہے ایک ڈھیلے سے کہ اُسکے تین کنارے ہون اور اگر قبل اور دبر دونو کا استنجا کرے تو واجب ہے چھہ بار پونچھنا یعنے ہر ایک کو تین تین بار پونچھے اور افضل یہ ہے کہ چھہ ڈھیلون سے پونچھے یعنے تین سے قبل کو پونچھے اور تین سے دبر کو پونچھے

اور اگر کسی ڈھیلے کے چھ کنارے ہون اور ہر ایک کو تین تین کنارون سے تین تین بار پونچھے
تو یہ بھی کفایت کرتا ہے اور اگر کوئی کپڑا سخت ہو کہ اسکی ایک طرف کے ساتھ استنجا کرنے
سے دوسری طرف تری نہ پونچے تو جائز ہے استنجا کرنا ساتھ ایک طرف اُسکی کے اور بعض
اہل ظاہر کہتے ہین کہ استنجے کے واسطے ڈھیلے متعین ہین اُنکے سوا اور کسی چیز سے استنجا کرنا
کافی نہین لیکن تمام علما کا یہ مذہب ہے کہ کپڑے اور لکڑی سے بھی استنجا کرنا جائز ہے اور
مقصود اُس سے نجاست کا دور کرنا ہے اور یہ ڈھیلون کے سوا اور چیز سے بھی حاصل ہو سکتا ہے
اور دلالت کرتی ہے اسپر یہ بات کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہڈی اور لید کے ساتھ
استنجا کرنے سے منع فرمایا اور اگر ڈھیلے متعین ہوتے تو ڈھیلون کے سوا اور سب چیزون سے
منع فرماتے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ جائز ہے استنجا کرنا ساتھ ہر جمی ہوئی چیز کے کہ پاک
ہو اور نجاست کی ذات کو دور کرنے والی ہو اور نہ حرمت والی ہو اور نہ کسی حیوان کی جز ہو
اور استنجے کے واسطے ایک جنس کا ہونا شرط نہین بلکہ جائز ہے کہ دبر کا استنجا ڈھیلون سے
کرے اور قبل کا استنجا کپڑے وغیرہ سے کرے اور یہ بھی جائز ہے کہ استنجا کرے قبل یا دبر کا
ساتھ ایک ڈھیلے اور دو حصہ ہیون کے انتہے ۔ اور حنفیہ کہتے ہیں کہ استنجے کے واسطے تین ڈھیلون
کا ہونا شرط نہین بلکہ مسنون بھی نہین جتنے ڈھیلون سے استنجا کرے درست ہے تین ہون یا کم
وبیش ہون جفت ہون یا طاق ہون لیکن قول اُنکا مخالف ہے حدیث کے ۔ اور اگر استنجے
کے وقت ذکر کو زمین سے پونچھ ڈالے تو یہ بھی درست ہے لیکن ضرور ہے کہ تین بار پونچھے ۔
اور مستحب ہے استنجا کرنا ساتھ پانی کے یعنے بعد ڈھیلے لینے کے **ف** امام نووی نے کہا
کہ جمہور علما سلف و خلف کا اور اماموں اہل فتوی کا اجماع ہے اسپر کہ افضل جمع کرنا ہے درمیان ڈھیلون
اور پانی کے یعنے پاخانے کے بعد پہلے ڈھیلون سے استنجا کرے پھر بعد اُسکے پانی سے استنجا کرے اور اگر دونو
مین سے فقط ایک ہی چیز کے ساتھ استنجا کرے تو یہ بھی جائز ہے خواہ دوسری چیز موجود ہو یا نہ ہو پس فقط
ڈھیلون کے ساتھ استنجا کرنا جائز ہے اگرچہ پانی موجود ہو اور بالعکس بھی درست ہے لیکن اگر صرف ایک
ہی چیز سے استنجا کرنا چاہے تو پانی کے ساتھ استنجا افضل ہے صرف ڈھیلون کے ساتھ استنجا کرنے
سے واسطے کہ پانی محل معلوم کو حقیقتہً پاک کر دیتا ہے بخلاف ڈھیلون کے کہ اُنکے ساتھ استنجا

کرنا محل کو پاک نہین کرتا بلکہ وہ صرف نجاست کو ہلکا اور خشک کر دیتا ہے پس جائز ہے نماز ساتہہ اُس نجاست کے کہ نماز کے جائز ہونے کے لیے وہ نجاست معاف کی گئی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ پانی سے استنجا کرنا جائز نہین یہ قول ابن حبیب مالکی کا ہے لیکن یہ قول اُسکا مخالف ہر حدیث کے اور اجماع سلف اور خلف کے اور جائز ہے پائخانے کے وقت ساتہہ لے جانا پانی کا واسطے استنجے کے ۔ اور جائز ہے خادم کو لے جانا پانی اور ڈہیلوں کا ساتہہ مخدوم لینے کے وقت پائخانے کے اور حاضر کرنا اُس چیز کا کہ استنجا کرے وہ ساتہہ اُس کے تاکہ نہ محتاج ہو طرف طلب اُسکی کی جبکہ فارغ ہو پائخانے سے ۔

**ف** اور اسی طرح جائز ہے شاگرد کو یہ کہ لے جاوے پانی اور ڈہیلے ساتہہ استاد اپنے کے اور اسی طرح جائز ہے پائخانے کے وقت ساتہہ لے جانا لاٹہی کا کہ اُس کے ایک کنارہ لوہا لگا ہوا ہو یعنے تاکہ نماز کے وقت اُس سے سترہ بناوے یا استنجے کے لیے ڈہیلے اوکہاڑنے کے کام مین آوے وغیر ذلک ۔ اور مکروہ ہے استنجا کرنا داہنے ہاتہہ سے بلکہ بائین ہاتہہ سے کرے **ف** اور عمل اسی پر ہے نزدیک اہل علم کے کہ داہنے ہاتہہ سے استنجا کرنا مکروہ ہے لیکن جمہور کے نزدیک یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہین اور بعض اہل ظاہر کہتے ہین کہ داہنے ہاتہہ سے استنجا کرنا حرام ہے لیکن یہ اختلاف اسی وقت ہے جب کہ ہاتہہ کسی چیز کے ساتہہ مباشر ہو مانند پانی وغیرہ کی اور اگر کوئی آلہ نہ ہو فقط ہاتہہ ہی کے ساتہہ پائخانہ پونچہے بغیر پانی اور ڈہیلوں کے تو یہ بالاتفاق درست نہین خواہ داہنے ہاتہہ سے استنجا کرے یا بائین ہاتہہ سے انتہے ۔ اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ مستحب ہے کہ استنجے کے کسی کام مین داہنے ہاتہہ سے مدد نہ لیوے پس اگر پانی کے ساتہہ استنجا کرے تو داہنے ہاتہہ سے پانی ڈالے اور بائین ہاتہہ سے استنجا کرے اور اگر پتہرون کے ساتہہ استنجا کرے اور دبر کا استنجا ہو تو بائین ہاتہہ سے استنجا کرے اور اگر قبل کا استنجا ہو اور پتہر کا زمین پر رکہنا یا پاؤن کے درمیان رکہنا ممکن ہو تو بائین ہاتہہ سے ذکر کو پکڑ کر پتہر پر استنجا کرے اور اگر پتہر اوٹہانے کی ضرورت پڑے تو داہنے ہاتہہ سے پتہر اوٹہا دے اور بائین ہاتہہ سے اُسپر استنجا کرے اور داہنے

ہاتھ کو نہ ہلاوے انتھے ۔ اور نہین جائز ہے استنجا کرنا ساتھ لید اور ہڈی کے اور نہ رز
حاصل ہوتی ساتھ انکے پاکی کہ جائز ہو ساتھ اسکے نماز یہان تک استنجا کرے ساتھ
ڈہیلون یا پانی کے **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ لید سے
استنجا کرنا اس واسطے منع ہے کہ وہ نجس ہے اور مراد اس سے جنس نجاست کی ہے یعنے
ہر نجاست کا یہی حکم ہے کہ اس سے استنجا کرنا درست نہین پس اگر نجاست سے استنجا
کرے تو استنجا صحیح نہین ہوگا برابر ہے کہ نجاست جمی ہوئی ہو یا پتلی ہو بلکہ واجب ہے
استنجا کرنا بعد اسکے ساتھ پانی کے اور نہین کافی ہے اس وقت استنجا کرنا ساتھ ڈہیلو ن
کے اس واسطے کہ وہ جگہہ ناپاک ہوگئی ہے ساتھ نجاست اجنبی کے اور ہڈی سے استنجا کرنا
اس واسطے منع ہے کہ وہ جنون کے طعام مین سے ہی پس ملحق ہونگی ساتھ اسکے سب چیزین
کہانے کی جنکو آدمی کہاتے ہین کہ انسے استنجا کرنا بطریق اولے درست نہین ہوگا اور
اسی طرح ملحق ہونگی ساتھ اسکے سب چیزین حرمت والی مانند جزو حیوان کی اور ورق
کتابون علم وغیرہ کی کہ انسے بہی استنجا کرنا درست نہین ہوگا اور اگر کسی کہانے کی چیز
یا کسی حرمت والی پاک چیز سے استنجا کرے تو استنجا صحیح نہین ہوگا لیکن کافی ہے
بعد اسکے استنجا کرنا ساتھ ڈہیلون کے جبکہ پہلے استنجے سے نجاست نہ دور ہوئی انتھے
اور اسی طرح کوئلے سے بہی استنجا کرنا درست نہین ۔ اور انکے سوا اور سب چیزون سے استنجا
کرنا درست ہی ۔ اور چہوٹے استنجے کا حکم بہی مانند بڑے استنجے کی ہے کہ افضل یہ ہے کہ
ڈہیلے اور پانی دونو سے کرے ۔ اور اگر صرف ایک ہی چیز سے استنجا کرے تو یہ بہی کفایت
کرتا ہے لیکن صرف پانی کے ساتھ استنجا کرنا افضل ہے استنجا کرنے سے ساتھ تنہا ڈہیلون
کے ۔ اور اگر پیشاب اپنے محل کے سوا کسی اور جگہہ بدن یا کپڑے پر پڑے اور یا اپنے محل
سے تجاوز کرکے ادہر ادہر پہیل جاوے تو واجب ہے دہونا اسکا پانی سے اور اسکو مٹی سے
خشک کرنا بالاجماع کافی نہین کذا قالہ الطیبی **ف** اور یہی حکم ہے سب نجاستون کا
کہ انسے پرہیز کرنا لازم ہے اگر بدن یا کپڑے پر کسی جگہہ پڑ جاوین تو واجب ہی دہونا انکا
پانی سے اور خشک کرنا اسکا مٹی سے کافی نہین **ف** اور عورتون کے استنجے کا حکم

ہی مانند استنجے مردون کے ہے یعنے افضل ہے کہ ڈہیلے اور پانی دونو سے استنجا کرین
اور اگر صرف ایک ہی چیز سے استنجا کرین تو یہی کافی ہے لیکن صرف پانی سے استنجا
کرنا افضل ہے صرف ڈہیلون کے ساتھہ استنجا کرنے سے اور اگر پیشاب عورت کی شرمگاہ
سے تجاوز کرکے ادہر ادہر پہیل جاوے تو واجب ہے دہونا اسکا پانی سے اور نہین کافی ہے
خشک کرنا اسکا مٹی سے اور اسی طرح نہین جائز ہے عورت کو یہ کہ لگاوے داہنا ہاتھہ اپنا
قبل یا دبر اپنے کو وقت پائخانے اور پیشاب کے اور نہ استنجا کرنا داہنے ہاتھہ سے کما مر۔
اور جب کوئی پانی سے استنجا کرے تو مستحب ہے کہ بعد اسکے اپنا بایان ہاتھہ اچھی طرح مٹی سے
مانجکر دہووے کہ اس سے ہاتھہ خوب پاک و صاف ہوتا ہے گندگی کا اثر باقی نہین
رہتا اور اسی طرح اگر ڈہیلے لینے کے وقت ہاتھہ کو نجاست لگجاوے تو اس وقت بہی
مستحب ہے کہ اسکو مٹی سے ملکر دہووے اور نہین کفایت کرتا دور کرنا اسکا بغیر پانی کے
یعنے اسکو پانی سے دہونا ضرور ہے مٹی سے خشک کرنا کافی نہین۔ اور اگر ڈہیلے لینے کے
وقت ہاتھہ کو نجاست نہ لگے تو جب بہی اسکو مٹی سے ملکر دہونا جائز ہے گو مستحب نہ ہو
لیکن پانی کے ساتھہ استنجا کرنے کے بعد ہاتھہ کو مٹی سے ملکر دہونا ہر حال مین مستحب ہے اور
اگر صرف پانی سے دہو ڈالے تو یہ بہی جائز ہے۔ اور اسی طرح جب غسل جنابت کے وقت اپنے ستر
کو دہووے تو اس وقت بہی مستحب ہے کہ اپنے ہاتھہ کو مٹی سے ملکر دہووے۔ اور جب پانی سے
استنجا کرے تو مستحب ہے کہ بعد اسکے اپنے بدن اور تہبند پر ایک چھینٹا پانی کا دے یعنے اسلیئے
اگر بدن پر کچھہ تری معلوم ہو تو شبہہ نہ پڑے کہ شاید یہ پیشاب کا قطرہ ہے بلکہ جانے کہ یہ اسی
پانی کی تری ہے

## باب احکام پانی کے بیان مین

جب پانی مقدار دو
قلون کے ہو (قلون ہجر کے سے کہ نام ہے ایک شہر کا عرب مین) یعنے بقدر پانچ مشک کے
ہو تو وہ پانی کثیر ہے یعنے اسکا حکم بہت پانی کا ہے کہ کسی پلید چیز کے پڑنے سے ناپاک نہین
ہوتا بلکہ پاک ہے غسل اور وضو کرنا اس سے جائز ہے خواہ اسکے اندر بیٹھہ کر غسل اور وضو کرے
یا اسکے کنارے بیٹھہ کر کرے اور خواہ غسل فرض ہو یا نفل ہو جب تک کہ نہ بگڑے رنگ اسکا
یا مزہ اسکا یا بو اسکی **ف** اور یہی ہے قول امام شافعی رح اور امام احمد رح اور

اسحاق کا کہتے ہین کہ پانی جب مقدار دو قلون کے ہو تو کوئی چیز اسکو پلید نہین کرتی جبتک
کہ نہ بگڑے رنگ اسکا یا مزہ اسکا یا بو اسکی اور کہتے ہین کہ وہ پانی مقدار پانچ مشک کے
ہوتا ہے۔ اور اگر نجاست کی پڑنے سے کوئی صفت اسکی بگڑ جاوے تو وہ پانی بالاتفاق
ناپاک ہو جاتا ہے اسکو استعمال کرنا ہرگز درست نہین اور اگر پانی دو قلون کے مقدار سے
کم ہو تو وہ پانی قلیل کا حکم رکہتا ہے یعنے تہوڑا ہے کہ پلید چیز کے پڑنے سے فوڑا ناپاک
ہو جاتا ہے خواہ اسکا رنگ و مزہ بگڑے یا نہ بگڑے اور جب تک کہ اس مین کوئی نجاست
نہ پڑے تب تک اسکو استعمال کرنا درست ہے لیکن اسکے اندر بیٹھ کر نہانا درست نہین
بلکہ اس کے کنارے بیٹھ کر اس مین سے ہاتھ کے ساتھ پانی اٹھا اٹھا کر استعمال کرے
اور اگر اس کے اندر بیٹھ کر نہا وے یعنے جنابت سے تو اسکا غسل درست ہوگا لیکن وہ
پانی مستعمل ہو جاوے گا بعد اسکے دوسرے کو استعمال کرنا اسکا درست نہ ہوگا کما سیاتی
اور اگر کسی ناپاک چیز کے پڑنے سے کوئی صفت اسکی بگڑ جاوے تو وہ پانی ناپاک نہین ہوتا
لیکن وضو کرنا اس سے درست نہین مانند سرکہ وغیرہ پتلی چیزون کے اور اگر بہت
دیر ٹہیرنے کی وجہ سے کوئی صفت اسکی بگڑ جاوے تو وہ پانی بہی ناپاک نہین
ہو جاتا **ف** اکثر علماء کے نزدیک حکم ساتھہ پاک اور ناپاک ہونے پانی کے موقوف
ہے اوپر تغیر اور عدم تغیر اسکے یعنے اگر نجاست کی پڑنے سے کوئی صفت اسکی نہ بگڑے تو
وہ پانی پاک ہے خواہ قلتین کے برابر ہو یا اس سے کم ہو اور اگر کوئی صفت اسکی بگڑ
جاوے تو وہ پانی ناپاک ہو جاتا ہے خواہ قلتین کے برابر ہو یا کم ہو لیکن زیادہ ترصیح اور
قوی اس باب مین مقدار قلتین کا ہے اور جو حدیثین کہ پانی کے باب مین عام اور مطلق
وارد ہوئی ہین وہ مخصوص اور مقید ہین ساتھہ حدیث قلتین کے جیسے کہ امام شافعی رح
وغیرہ کا قول ہے اور پانی مین پیشاب کرنے سے جو نہی وارد ہوئی ہے تو وہ محمول ہے قلیل پانی
پر جو مقدار قلتین سے کم ہو کما سیاتی اور سو نے سے اٹہکر پانی مین ڈالنے سے پہلے ہاتہ
دہو نیکا جو حکم ہے تو وہ امر محمول ہے استحباب پر کما سیاتی انشاء اللہ تعالے
اور نہین جائز ہے پیشاب کرنا کہڑے پانی مین جو کہ جاری نہ ہو **ف** فتح الباری مین

لکھا ہے کہ یہ محمول ہے قلیل پانی پر یعنے جو کہ قلتین سے کم ہو اور برابر ہے کہ پیشاب آدمی کا
ہو یا کسی اور حیوان کا لنتہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہ نہی بعضی
پانیون مین واسطے تحریم کے ہے اور بعض مین واسطے تنزیہ کے ہے پس اگر پانی کثیر
ہو اور جاری ہو تو اسمین پیشاب کرنا حرام نہین واسطے مفہوم اس حدیث کے ولیکن
اولے یہ ہے پرہیز کرنا ہے اس سے اور اگر پانی تہوڑا ہو اور جاری ہو تو مختار یہ ہے کہ اُس مین
پیشاب کرنا حرام ہے اس واسطے کہ پیشاب اُسکو مکروہ اور ناپاک کر دیتا ہے اور یہی ہے
مشہور قول امام شافعی رح وغیرہ کا اسلیے کہ دوسرا کوئی آدمی بے خبر اُسکو استعمال کریگا
حالانکہ وہ ناپاک ہے اور اگر پانی بہت ہو اور کہڑا ہو تو ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ اُسمین پیشاب
کرنا مکروہ ہے حرام نہین اور اگر حرام کہا جاوے تو یہ بہی بعید نہین اسواسطے کہ اکثر محققین
اہل اصول کے نزدیک نہی حرمت کو مقتضی ہے اور اُس مین یہ بہی ہے کہ آدمی اُس
سے کراہت کرتا ہے اور اکثر اوقات اُسکے نجس ہونے تک نوبت پہونچتی ہے اور رفتہ
رفتہ بالاجماع ناپاک ہو جاتا ہے واسطے بگڑ جانے اُسکے کے اور یا ناپاک ہو جاتا ہے
نزدیک امام ابو حنیفہ رح وغیرہ کے کہ اگر کسی گڑہے مین اس قدر پانی ہو کہ اُسکی ایک
طرف ہلانے سے دوسری دوسری طرف ہلجاوے تو وہ نجاست کو پڑنے سے ناپاک
ہو جاتا ہے یعنے خواہ قلیل پانی ہو یا کثیر ہو اور ایسا ہی جو پانی کہ تہوڑا ہو اور کہڑا ہو سو ہمارے
بعض اصحاب کہتے ہین کہ اُس مین پیشاب کرنا مکروہ ہے لیکن مختار یہ ہے کہ اُسمین بہی
پیشاب کرنا حرام ہے اسواسطے کہ وہ اُسکو ناپاک کر دیتا ہے اور اُسکی مائیت کو تلف کر دیتا ہے
اور نیز کوئی غیر آدمی بے خبری سے اُسکو استعمال کریگا حالانکہ وہ نجس ہے اور ہمارے اصحاب کہتے
ہین کہ پانی مین جس طرح کہ پیشاب کرنا جائز نہین اُسی طرح اُسمین پائخانے پہرنا بہی جائز
نہین بلکہ اُس سے بہی زیادہ تر قبیح ہے اور اسی طرح کسی باسن مین پیشاب کرکے پانی مین
ڈالنا بہی درست نہین اور اسی طرح نہین جائز ہے پیشاب کرنا کنارے نہر کے کہ بہ کر
اُس مین چلا جاوے پس یہ سب ناجائز ہے اُس تفصیل سے جو اوپر گذری اور نہین
خلاف ہے اسمین کسی کو علماء مین سے مگر جو ملکے ہے داؤد سے کہ نہی خاص ہے بیچ پیشاب

[illegible]

انسان کے کہ ہوا اُسمین کرے اور یہ کہ پانی مین پاخانہ پہرنا حرام نہین اور اسی طرح
پاس مین پیشاب کرکے پانی مین ڈالنا بہی حرام نہین اور اسی طرح نہر کے کنارے پیشاب
کرنا بہی حرام نہین لیکن یہ قول اُسکا مخالف ہے اجماع کے اور اگر کوئی شخص استنجا
کرنے کے لیے پانی مین غوطہ مارے اور پانی تہوڑا ہو کہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک
ہوجاتا ہے تو ایسے پانی مین غوطہ مارنا حرام ہے کہ اُس سے نجاست مین آلودہ ہونا اور
پانی کا ناپاک ہونا لازم آتا ہے اور اگر پانی بہت ہو کہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہوتا
ہو اور جاری ہو تو اُس مین استنجے کے لیے غوطہ مارنا درست ہے اور اگر پانی بہت ہو اور
کہڑا ہو تو اسمین بہی استنجے کے لیے غوطہ مارنا حرام نہین اور نہ اُسکی کراہت ظاہر ہوتی ہے
نتیجے اور نہین پلید ہوتا کہانا پانی ساتہ پڑنے اُس جانور کے کہ اُسکا لہو نہ ہو یعنے مانند
مچہر اور مکہی وغیرہ کی پس جائز ہے کہانا اُسکا اور پینا اُسکا اور وضو کرنا اُس سے یعنے
خواہ وہ پانی قلیل ہو یا کثیر ہو۔ اور اسی طرح نہین پلید ہوتا پانی ساتہ پڑنے جانور
مردار کے خواہ وہ جانور حلال ہو یا حرام یعنے خواہ پانی قلتین کے برابر ہو یا کم ہو اور اسی
طرح نہین پلید ہوتا پانی ساتہ پڑنے ہڈی مردار کے مانند دانت اور ہڈی ہاتہی وغیرہ کے
ف اور اسی پر عمل ہے اکثر علماء سلف کا اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ رح کا کہ اُنکے نزدیک
سب جانورون کی ہڈیمین پاک ہین اور یہی قول ہے امام مالک رح کا جبکہ ذبح کیا جاوے حرام
جانور ساتہ بسم اللہ کے۔ اور پلید ہوجاتا ہے گہی پڑنے چوہے کے سے بیچ اُسکے لیکن اگر چوہا
گہی مین مرجاوے یعنے اور گہی جما ہوا ہو تو چوہے کو اور جو گہی کہ اُسکے آس پاس ہو اُٹہا کر
پہینک دیا جاوے کہ وہ ناپاک ہوجاتا ہے اور جائز ہے کہانا باقی گہی کا کہ وہ پاک ہے
اور اگر گہی پگہلا ہوا ہو تو سب گہی ناپاک ہوجاتا ہے اُسکا کہانا درست نہین ف اور
یہی ہے مذہب جمہور کا کہ اگر گہی جما ہوا ہو تو سب ناپاک نہین ہوتا بلکہ صرف وہی ناپاک
ہوتا ہے جو اُسکے آس پاس ہو اور اگر گہی پگہلا ہوا ہو تو سب ناپاک ہوجاتا ہے اُسکا کہانا ہرگز درست
نہین اور یہی حکم ہے پانی کا کہ اگر چوہا اُسمین مرجاوے تو سب پانی ناپاک ہوجاتا ہے
یعنے جب کہ کم ہو مقدار قلتین سے اور یہی حکم ہے ہر نجاست کا کہ پڑے گہی مین کہ اگر

جما ہوا ہو تو صرف آس پاس کا گھی ناپاک ہوتا ہے اور اگر پگھلا ہوا ہو تو سب ناپاک ہو جاتا ہے

## باب ہے جوٹھے اور بچے پانی کے بیان مین

آدمی کا جوٹھا پاک ہے اور جائز ہے استعمال کرنا اُسکا مسلمان کا ہو یا کافر کا **ف** امام نووی رحمہ نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مسلمان پاک ہے خواہ زندہ ہو یا مردہ ہو اور زندہ پس اُسکے پاک ہونے پر تو سب مسلمانون کا اجماع ہو چکا ہے یہان تک کہ جب بچہ عورت کے فرج سے باہر نکلے اور اُسپر فرج کی رطوبت ہو تو وہ بہی پاک ہے ساتھہ اجماع مسلمانون کے اور اور مردہ پس اُسمین علما کو اختلاف ہے اور امام شافعی رحمہ کے اسمین دو قول ہین اور صحیح یہ ہے کہ وہ بہی پاک ہے اور اور کافر پس حکم اسکا پاکی اور پلیدی مین مانند حکم مسلمان کے ہے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور علما کا سلف اور خلف سے اور یہ جو خدای تعالی نے فرمایا کہ مشرکین نجس ہین تو مراد اس سے نجاست اعتقاد اُنکے کی ہے یہ مراد نہین کہ اُنکے اعضا ناپاک ہین مانند پائخانے اور پیشاب کی اور جب ثابت ہوا کہ آدمی پاک ہے مسلمان ہو یا کافر تو پسینہ اُسکا اور لعاب اُسکا بہی پاک ہوگا برابر ہے کہ بے وضو ہو یا جنبی ہو یا حیض والی ہو یا نفاس والی ہو اور یہ سب پاک ہے ساتھہ اجماع مسلمین کے اور یہی حکم ہے کہ بہیڑئے کے بدن اور کپڑون اور لعاب کا کہ وہ بہی پاک ہین یہان تک یقین حاصل ہو ساتہہ نجاست کے پس جائز ہے نماز پڑہنی اُنکے کپڑون مین اور جائز ہے کہانا ساتھہ اُنکے پتلی چیز سے جبکہ ڈبوو ین اُس مین ہاتہہ اپنے اور دلائل اُسکے سنت اور اجماع امت سے مشہور ہین انتہے اور نیز جب بلی اور گدہے وغیرہ کا جوٹھا پاک ہے تو آدمی کا جوٹھا بطریق اولے پاک ہوگا گو وہ کافر ہو اور اسی طرح جائز ہے استعمال کرنا بچے پانی غیر کے کا یعنے اگر کسی باسن مین قلتین سے کم پانی ہو اور اُس مین سے کوئی شخص ہاتھہ کے ساتھہ پانی اٹھا اٹھا کر کناری استعمال کرے یعنے غسل یا وضو کرے تو جو پانی کہ اُسکے غسل اور وضو سے باقی بچے وہ پانی مستعمل نہین ہوتا کہ دوسرے کو اُسکا استعمال کرنا درست نہ ہو بلکہ وہ پانی پاک ہے دوسرے آدمی کو اُسکا استعمال کرنا درست ہے پس جائز ہے عورت کو وضو کرنا ساتھہ اُس پانی کے کہ بچے وضو مرد کے سے اور جائز ہے وضو کرنا ساتھہ اُس پانی کے کہ بچے وضو عورت کے سے

ف امام نووی رحمۃ اللہ نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اُسپر تنہا نا مرد اور عورت کا اکیٹھے
ایک برتن سے ایک وقت مین بس جائز ہے ساتہہ اجماع سب مسلمانون کے واسطے
ان حدیثون کے جو اس باب مین آئی ہین اور اسی طرح عورت کو مرد کے بچے پانی کا استعما
کرنا بہی بالاجماع جائز ہے کسی کو اسمین اختلاف نہین اور اسی طرح مرد کو عورت کے بچے
پانی کا استعمال کرنا بہی جائز ہے نزدیک ہمارے اور نزدیک مالک رہ اور ابو حنیفہ رہ اور جمہور علما
کے برابر ہے کہ عورت نے اُسکو تنہا استعمال کیا ہو یا کسی کے ساتہہ ملکر استعمال کیا ہو اور
یہی ایک قول ہے امام احمد رہ کا اور ایک قول انکا اور داؤد کا یہ ہے کہ اگر عورت نے اسکو
تنہا استعمال کیا ہو تو مرد کو اُسکا استعمال کرنا درست نہین اور مختار وہی ہے جو کہا جمہور نے
واسطے ان حدیثون صحیح کے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بی بیون کے ساتہہ غسل کیا
اور ہر ایک نے دوسرے کے بچے پانی کو استعمال کیا اور ثابت ہو چکا ہے دوسری حدیث میں
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعض بی بیون کے بچے پانی کے ساتہہ غسل کیا روایت
کی یہ حدیث ابو داؤد اور ترمذی اور نسائی اور اصحاب سنن نے اور ترمذی نے کہا کہ یہہ
حدیث حسن صحیح ہے اور حدیث نہی کی محمول ہے کراہت تنزیہی پر اور یا مراد اُس سے
وہ پانی ہے کہ اعضا سے گرے کہ اُسکو استعمال کرنا درست نہین اور یا وہ حدیث ضعیف
ہو انتہے اور اسی طرح جائز ہے استعمال کرنا اُس پانی کا کہ بچے کافر سے مرد ہو یا عورت
اور اسی طرح جائز ہے استعمال کرنا پانی اہل کتاب کا بغیر تحقیق کے ف امام شافعی
کے نزدیک مشرک کے پانی سے بہی وضو کرنا درست ہے جبکہ نہ معلوم ہوا اُسمین کوئی نجاست
اور جوٹہا بلی کا پاک ہے اور جائز ہے وضو کرنا ساتہہ جوٹہے اُسکے ف یعنی
جبکہ کم ہو مقدار قلتین سے اور یہی قول ہے اکثر اصحاب اور تابعین کا اور جو اُنکے بعد ہین
مثل شافعی اور اسحاق کی کہ بلی کے جوٹہے کا کچہہ ڈر نہین اور جائز ہے کہانا پینا اُسکا اور اسیطرح
گدہے کا جوٹہا بہی پاک ہے ف اور یہی قول ہے ائمہ اربعہ کا اور اسی طرح پاک ہے جوٹہا کل
درندے چارپایون کا اور جائز ہے استعمال کرنا اُسکا واسطے غسل اور وضو وغیرہ کے
یعنے خواہ قلتین کے برابر ہو یا کم ہو کذا قال الشوکانی      اور اسی طرح پاک ہے وہ پانی

کہ پڑے اُسمین مکھی اور مر جاوے یا غوطہ دے اُسکو جائز ہے وضو کرنا ساتھ اُسکے اور ایسی
طرح جائز ہے وضو کرنا ساتھ گرم پانی کے کہ آگ سے گرم کیا ہوا ہو **ف** سب علماء کا اتفاق
ہے اسپر کہ گرم پانی سے وضو کرنا جائز ہے مگر مجاہد سے منقول ہے کہ جائز نہین۔ اور ایسی
طرح جائز ہے وضو کرنا ساتھ پانی دریا یعنے سمندر کے **ف** امام ترمذی نے کہا کہ یہی
ہے قول اکثر فقہاء کا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے کہ دریا کے پانی کا استعمال
کرنا جائز ہے اور بعضے کہتے ہین کہ اسکو استعمال کرنا مکروہ ہے۔ لیکن نہین جائز ہے وضو
کرنا ساتھ نچوڑ کھجور کے اور نہ ساتھ نشے والی چیز کے **ف** فتح الباری مین لکھا ہے کہ یہی
ہے قول امام شافعی اور احمد اور اسحاق اور جمہور علماء کا کہ نچوڑ کھجور کے ساتھ وضو کرنا کسی
حال مین درست نہین یعنے خواہ پانی ملے یا نہ ملے اور امام ابوحنیفہ رہ کہتے ہین کہ نچوڑ کھجور کے
ساتھ وضو کرنا درست ہی جبکہ نہ ملے پانی اور باہر ہو شہر سے لیکن یہ قول اُنکا مخالف ہی آیۃ
فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا کی کہ وہ دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اگر پانی
نہ ملے تو تیمم متعین ہی اور چونکہ نچوڑ کھجور کا پانی نہین اسلیئے اُس سے وضو کرنا درست نہین اور
نچوڑ کھجور کے ساتھ وضو کرنے کی حدیث بالاتفاق ضعیف ہی اور یا محمول ہے اُس پانی پر
کہ نہ بگڑی ہو کوئی صفت اُسکی لیکن جائز ہے پینا نچوڑ کھجور کا جب تک کہ نہ پہونچے
حد نشے کو اور ایسی طرح نہین جائز ہے وضو کرنا سرکہ وغیرہ پتلی چیزون سے کہ انکو بھی
پانی نہین کہا جاتا اور ایسی طرح نہین جائز ہے وضو کرنا ساتھ اُس پانی کے کہ سورج کی
گرمی سے گرم ہوا ہو۔ اور ایسی طرح نہین جائز ہے وضو کرنا ساتھ جوٹھے کتے کے یعنے
جبکہ پانی کم ہو مقدار قلتین سے اگرچہ نہ بگڑی کوئی صفت اُسکی **باب ہی مستعمل**
**پانی کے بیان مین** صحیح مسلم مین ابوہریرہ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت ہے
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہ نہاوے کوئی ٹہیرے ہوئے پانی مین راوی نے کہا
کہ کسطرح کرے اے ابوہریرہ کہا پانی اٹھا اٹھا کر نکالے پہر استعمال کرے شیخ امام ابن حجر نے
فتح الباری مین لکھا ہی کہ اگر کسی حوض یا باسن مین قلیل پانی ہو یعنے کم ہو قلتین سے اور اُسکے
اندر جنبی کوئی غسل کرے یعنے بغیر اسکے کہ اسمین سے ہاتھ کے ساتھ پانی اوٹھا اوٹھا کر

کنارے استعمال کرے تو وہ پانی مستعمل ہو جاتا ہے اور اسی طرح جو پانی کہ وضو کے
وقت اعضا سے گرے، یا اثر باقی رہے وہ بہی مستعمل ہے اور امام نووی نے شرح مسلم
مین کہا ہے کہ علما ہمارے اصحاب وغیرہ کہتے ہین کہ کہڑے پانی مین نہانا مکروہ ہے خواہ تہوڑا ہو یا
بہت اور اسی طرح مکروہ ہے نہانا نہر جاری مین امام شافعی نے کہا کہ جنبی آدمی کو کوئین
مین نہانا مکروہ ہے خواہ جاری ہو یا کہڑا ہو اور اسی طرح کہڑے پانی مین جو کہ جاری نہو بہی
نہانا مکروہ ہے خواہ بہت ہو یا تہوڑا ہو اور یہ مکروہ تنزیہی ہے تحریمی نہین پس اگر اسمین
جنابت کے سبب سے نہاوے تو آیا پانی مستعمل ہوتا ہے یا نہین سو اسمین تفصیل ہے اور وہ
ہے کہ اگر پانی قلتین کے برابر یا زیادہ ہو تو وہ پانی مستعمل نہین ہوتا اگرچہ غسل کرین اُس
مین کئی جماعتین مختلف وقتون مین اور اگر پانی قلتین سے کم ہو اور جنبی بغیر نیت
غسل کے اُسمین غوطہ مارے اور پہر جب پانی کے تلے ہو تو غسل کی نیت کرے تو اُسکا
غسل صحیح ہے اور وہ جنابت سے پاک ہو جاتا ہے لیکن وہ پانی مستعمل ہو جاتا ہے
اور اگر کوئی شخص پانی مین مثلاً گہٹنون تک اترے اور پہر باقی بدن کے ڈبونے سے پہلے
غسل کی نیت کرے تو وہ پانی فوراً مستعمل ہو جاتا ہے دوسرے کو استعمال کرنا
اُسکا درست نہین ہوتا اور وہ شخص جنابت سے پاک ہو جاتا ہے گہٹنون تک جنابت سے
تو بالاتفاق پاک ہو جاتا ہے اور باقی بدن بہی صحیح اور مختار مذہب پر پاک ہو جاتا ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ باقی بدن اُسکا جنابت سے پاک نہین ہوتا لیکن صحیح قول پہلا ہے
کہ باقی بدن بہی جنابت سے پاک ہو جاتا ہے اور یہ اُس وقت ہے جبکہ سر سے پاؤن
تک پانی کے اندر غوطہ مارے پانی مین نکلنے سے پہلے اور اگر گہٹنون تک پانی مین اتر کر
اور پہر پانی سے باہر نکل آوے اور پہر لیجا سکے اُس پانی مین سے غسل کرنا چاہیے تو یہ
بالاتفاق درست نہین اور اگر بعد اسکے اُس پانی سے غسل کرے تو جنابت سے بالاتفاق
پاک نہین ہوگا اور اگر پانی قلتین سے کم ہو اور دو آدمی یکبارگی اسمین غوطہ مارین پہر
یکبارگی غسل جنابت کی نیت کرین تو دونو جنابت سے پاک ہو جاوینگے اور پانی مستعمل
ہو جاویگا اور اگر ایک نے دوسرے سے پہلے نیت کرے تو پہلے نیت کرنے والا جنابت سے

پاک ہوجاوے گا اور دوسرا ساتھی اُسکا جنابت سے پاک نہین ہوتا کہ وہ پانی بہ نسبت اُسکے مستعمل ہوجاتا ہے صحیح مذہب پر اور اگر دونو اُسمین گھٹنون تک تر ہون اور یکبارگی غسل جنابت نیت کرین تو گھٹنون تک جنابت سے دونو پاک ہوجاتے ہین اور باقی بدن اُنکے کر جنابت رفع نہین ہوتی انتہے اور حکم پانی مستعمل کا یہ ہے کہ وہ پانی پاک ہے اگر کپڑے پر یا بدن پر پڑجاوے تو کپڑا اور بدن اُس سے ناپاک نہین ہوتا ............

.................... اور اسی طرح اگر کوئی اُسکو قصدًا اپنے بدن یا کپڑے پر ملے تو بہی کچہہ مضائقہ نہین اور یہی حکم ہے اُس پانی کا کہ اُسمین کلی کرکے ڈالی گئی ہو کہ وہ بہی پاک ہے اگر بدن یا کپڑے پر پڑجاوے تو کچہہ مضائقہ نہین بلکہ جائز ہے پینا اُس پانی کا اور ملنا اُسکا بدن اور کپڑے پر واسطے حاصل کرنے تبرک کے اور یہی حکم ہے اُس پانی کا کہ اُس مین لب ملی ہوئی ہو ف شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین لکہا ہے کہ سب اہل علم کا اجماع ہے اسپر کہ جو پانی کہ وضو کے وقت اعضا سے بدن یا کپڑے پر گرے یا اعضا پر باقی رہے وہ پانی پاک ہے پس یہ قوی دلیل ہے اسپر کہ مستعمل پانی پاک ہے اور امام ابو حنیفہ سے روایت ہے کہ مستعمل پانی پاک کنندہ نہین پس اگر کوئی اُس سے غسل یا وضو کرے تو اُسکا غسل اور وضو صحیح نہین ہوتا اور اُس سے پاکی حاصل نہین ہوتی - اور یہی حکم ہے اُس پانی کا کہ دہوئے جاوین ساتہہ اُسکے بال آدمی کے کہ وہ بہی پاک ہے اور پاک کنندہ نہین لیکن جائز ہے وضو کرنا ساتہہ پانی سواک کے یعنے اگر کوئی سواک کا سر پانی مین ڈبو کر سواک کو دے اور پہر بعد اُسکے اُسی پانی سے وضو کرے تو درست ہے کہ سواک ڈبونے سے پانی مستعمل نہین ہوتا - اور اسیطرح اگر پانی قلتین سے کم ہو اور اسمین سے ہاتہہ کے ساتہہ پانی اُٹہا اُٹہا کر کنارے استعمال کرے تو باقی پانی مستعمل نہین ہوتا بلکہ پاک ہے غسل اور وضو کرنا اُس سے جائز ہے لیکن مستحب ہے کہ پانی کے باسن کو جہکا کر پہلے اپنے ہاتہہ کو تین بار دہو لیوے اور اگر پانی اُٹہانے کے لیئے اس مین بے دہوئے ہاتہہ ڈالے تو بہی کچہہ مضائقہ نہین اور پانی اُس سے مستعمل نہین ہوتا مگر یہ شرط ہے کہ جنابت

کے سوا اُس کے ہاتھ پر کوئی نجاست نہ لگی ہو۔ اور اسی طرح اگر کوئی شخص نیند سے اُٹھے تو مستحب ہے کہ پانی مین ڈالنے سے پہلے اپنے ہاتھون کو تین بار دہو لیوے بے دہوئے ہاتھ پانی مین ڈالنے مکروہ ہین اس لیئے کہ احتمال ہے کہ سوتے وقت ہاتھ کسی ناپاک جگہہ مین لگ گیا ہو لیکن اگر بے دہوئے ہاتھ پانی مین ڈالے تو اُس سے پانی مستعمل نہین ہوتا **ف** امام شافعی رح اور جمہور علماء کے نزدیک پانی مین ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھ دہونے مستحب ہین اور امام احمد رح کے نزدیک واجب ہین لیکن اگر بے دہوئے ہاتھ پانی مین ڈالے تو پانی مستعمل نہین ہوتا۔ اور امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث سے بہت مسائل معلوم ہوتے ہین جو ثابت ہین بیچ مذہب ہمارے اور مذہب جمہور کے ایک یہ کہ اگر پانی قلتین سے کم ہو تو نجاست کے پڑنے سے ناپاک ہو جاتا ہے اگرچہ نجاست قلیل ہو اور پانی کی کسی صفت کو نہ بگاڑے اس واسطے کہ جو سوتے وقت ہاتھ کو نجاست لگے اور نظر نہ آوے وہ بہت ہی تہوڑی ہوتی ہے اور عرب کے پاس قلتین سے بہت چہوٹے ہوتے تہے بلکہ اُنکے قریب بہی نہ ہوتے تہے دوم یہ کہ پانی کے باسن مین بے دہوئے ہاتھ ڈالنے مکروہ ہین اور اس پر سب کا اجماع ہے لیکن جمہور علماء متقدمین اور متاخرین کا یہ مذہب ہے کہ یہ نہی تنزیہی ہے تحریمی نہین اور اگر کوئی بے دہوئے ہاتھ پانی مین ڈالے تو پانی ناپاک نہین ہوتا پہر مذہب ہمارا اور محققین کا یہ ہے کہ یہ حکم تین بار ہاتھ دہونے کا سونے سے اُٹھنے کے ساتھ خاص نہین بلکہ معتبر اسمین شک ہے کہ شاید ہاتھ کو نجاست لگ گئی ہو پس جبکہ ہاتھ کی نجاست مین شک ہو تب ہی بے دہوئے ہاتھ پانی مین نہ ڈالنے مکروہ ہونگے برابر ہے کہ رات کے سونے سے اُٹھے یا دن کے سونے سے اُٹھے یا سونے کے سوا اور کسی طرح سے شک پڑے اور یہی ہے مذہب جمہور علماء کا اور امام احمد رح سے حکایت ہے کہ اگر رات کو سونے سے اُٹھے تو مکروہ تحریمی ہے اور اگر دن کو سونے سے اُٹھے تو مکروہ تنزیہی ہے اور یہی ہے قول داؤد ظاہری کا لیکن یہ قول سخت ضعیف ہے اس واسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علت نہی کی شک فرمایا ہے اور شک

عام ہے خواہ سونے سے پیدا ہو یا جاگنے سے اور خواہ رات کے سونے سے ہو یا دن کے
سونے سے اور یہ سب اُسی وقت ہے جبکہ ہاتھہ کی نجاست مین شک ہو اور اگر ہاتھہ کی پاکی مین
یقین ہو تو ہمارے جمہور اصحاب کے نزدیک بے دہوئے ہاتھہ پانی مین ڈالنے مکروہ
نہین بلکہ اُسکو اختیار ہے کہ خواہ اُس مین دہوکر ہاتھہ ڈالے یا بے دہوئے ڈالے اور
ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ اگر باسن بڑا ہو کہ اُسکو اُٹہانا اور جھکانا ممکن نہ ہو اور کوئی
چھوٹا باسن اُس مین پانی اُٹہانے کے لیئے موجود نہ ہو تو اُس وقت ہاتھہ دہونے کا
طریق یہ ہے کہ مُنہ کے ساتھہ پانی اُٹہاکر ہاتھون کو دہووے اور یا پاک کپڑے کا کنارہ
بھگوکر اُس سے ہاتھون کو دہووے اور یا کسی غیر سے مدد چاہے انتھے اور اسی طرح
اگر بڑے باسن مین سے چھوٹے باسن پاک کے ساتھہ پانی اُٹہاوے بغیر اسکے کہ ہاتھہ پانی
مین ڈالے تو یہ مکروہ نہین اور اگر ہاتھہ مین نجاست کا یقین ہو تو اُس وقت بے دہوئے ہاتھہ
پانی مین ڈالنے حرام ہین اگر پانی مین ہاتھہ ڈالے تو پانی ناپاک ہو جاویگا۔ اور جائز ہے
غسل کرنا ساتھہ پانی زمزم کے اور جائز ہے استعمال کرنا اُسکا واسطے رفع حدث کے۔

**باب ہے باسنون کے بیان مین** جائز ہے غسل کرنا اور وضو کرنا تغار سے اور
لگن سے اور پیلے سے اور طشت سے اور مشک سے اور چھاگل سے اور لاکہہ باسن سے اور غنی
باسن سے اور کدو کے تونبے سے۔ اور اسی طرح جائز ہے غسل کرنا اور وضو کرنا تانبے کے
باسن سے اور پیتل کے باسن سے اور لکڑی کے باسن سے اور پتھر کے باسن سے اور مردار کے
چمڑے کے باسن سے یعنے جبکہ رنگا ہوا ہو اسلیئے کہ مردار کا چمڑا جب رنگا جاوے تو پاک
ہو جاتا ہے۔ اور اسی طرح جائز ہے غسل کرنا اور وضو کرنا شیشے اور لوہے اور مٹی وغیرہ
ہر قسم کے باسنون سے اور جائز ہے استعمال کرنا انکا کہانے پینے مین ہر طرح سے لیکن
نہین جائز ہے استعمال کرنا چاندی سونے کے باسنون کا اور نہین جائز ہے غسل کرنا
اُنسے اور نہ وضو کرنا لیکن اگر کوئی باسن جسکا استعمال کرنا جائز ہے ٹوٹ جاوے اور اُسکو
چاندی کی تار سے باندہا جاوے تو اُس سے وضو کرنا درست ہے۔ اور اسی طرح نہین جائز
ہے غسل کرنا اور وضو کرنا مردار کے چمڑے کے باسنون سے جو رنگا ہوا ہو یعنے اس واسطے

کہ مردار کا چمڑا ناپاک ہے ۔ اور اسی طرح نہین جائز ہے استعمال کرنا باسنون اہل کتاب کا
یعنے اس واسطے کہ وہ ناپاک ہین کہ وہ اُنمین خنزیر پکاتے ہین اور شراب پیتے ہین اور یہی
حکم ہے سب کفار کا اور اُن لوگون کا کہ اپنے باسنون مین نجاستین ڈالکر کہانے پکانے
مین مانند مردار وغیرہ کی کہ اُنکے باسنون کو استعمال کرنا بالکل درست نہین لیکن اگر انکے باسنو
کے سوا اور کوئی باسن نملے تو انکو دہوکر استعمال کرنا درست ہے اور بے دہوئے انکو استعمال کرنا
درست نہین یقین کا فرق ہے جس باسن مین پلیدی کا احتمال ہو اُسکو بے دہوئے استعمال
کرنا درست ہے ۔

## باب بیچ بیان نجاستون کے اور پاک کرنے اُنکے

کے نہین جائز ہے پیشاب کرنا مسجد مین اور نہ پائخانے پہرنا **ف** اور یہی حکم ہے کل
نجاستون کا کہ مسجد مین کسی نجاست کا ڈالنا درست نہین اور اگر مسجد نجاست کے پڑنے سے
ناپاک ہو جاوے تو واجب ہے پاک کرنا اُسکا ساتھ پانی کے اور پاک کرنے کیلئے پانی معین ہے
اور یہی حکم ہے کل زمین کا کہ اگر زمین نجاست کے پڑنے سے پلید ہو جاوے اور اُسکا پاک کرنا
مطلوب ہو تو واجب ہے کہ اُسکو پانی سے پاک کیا جاوے اور متعین ہے پاک کرنا اُسکا
ساتھ پانی کے یعنے پانی کے سوا اور کسی رقیق اور پتلی چیز سے نجاست دور نہین ہوتی اور نہ
اُس سے پاکی حاصل ہوتی ہے **ف** شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک
نجاستون کے پاک کرنے کے لئے پانی معین ہے کہ اُسکے سوا کسی پتلی چیز سے نجاست دور نہین ہوتی
اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک ہر پتلی چیز سے نجاست دور ہو جاتی ہے مانند سرکہ وغیرہ کی لیکن یہ
قول اُنکا مخالف ہے حدیث کے ۔ اور اسی طرح نہین پاک ہوتی زمین ساتھ سورج اور ہوا کے یعنے
زمین کی نجاست ہوا اور سورج کے ساتھ خشک ہونے سے دور نہین ہوتی بلکہ ضرور ہے پاک
کرنا اُسکا ساتھ پانی کے اور نہین شرط ہے واسطے پاک ہونے زمین کے کہودنا اُسکا بلکہ پانی
کا بہادینا اُسپر کافی ہے **ف** اور یہی ہے مذہب جمہور کا کہ پاک ہونے کے لئے زمین کا
کہودنا شرط نہین اور حنفیہ کہتے ہین کہ اگر زمین سخت ہو تو اُسکا کہودنا ضرور ہے اور اگر نرم ہو
تو کہودنا ضرور نہین بلکہ اُسپر پانی کا بہادینا کافی ہے لیکن یہ قول اُنکا مخالف ہے حدیث کے
اور اسی طرح نہین شرط ہے واسطے پاک ہونے زمین کے خشک کرنا اُس پانی کا

کہ زمین پر بہایا گیا ہو یعنے ساتھہ جھی وغیرہ کے بلکہ صرف پانی بہادینے سی زمین پاک ہوجاتی ہے خواہ وہ پانی خشک ہو یا نہ ہو اور جو پانی کہ دہونے کے بعد کسی چیز کے نچوڑنے سے باہر آوے وہ پاک ہے گو وہ غسالہ نجاست کا ہے اور یہی حکم ہے اس تری کا کہ دہونے کے بعد زمین پر باقی رہے کہ وہ بہی پاک ہے **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اسمین علماء کو اختلاف ہی اور ہماری اصحاب کے اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ وہ پاک ہے اور دوم یہ کہ اگر جگہ پاک ہونے کے بعد جدا ہووے تو پاک ہے اور اگر جگہہ پاک ہونے سے پہلے جدا ہووے تو وہ پاک نہین اور سوم یہ کہ وہ پلید ہے اور صحیح قول دوم ہے لیکن یہ اختلاف اسی وقت ہی کہ وہ غسالہ متغیر نہ ہو اور اسکا رنگ بدلا نہ ہو اور اگر اسکا رنگ متغیر ہوا ہو تو وہ بالاجماع ناپاک ہے برابر ہے کہ اسکا رنگ بگڑا ہو یا مزہ بگڑا ہو یا بو بگڑی ہو اور برابر ہے کہ تہوڑا ہو یا بہت ہو انتہے اور یہی ہے حکم کپڑے اور باسن وغیرہ کا کہ اگر نجاست سے ناپاک ہو جاوے تو واجب ہے پاک کرنا اسکا ساتھہ پانی کے اور نہین کفایت کرتا دہونا اسکا ساتھہ غیر پانی کے کسی پتلی چیز سے اور نہین حاصل ہوتی ہے ساتھہ اسکے پاکی اور اسی طرح نہین کافی ہے خشک کرنا اسکا مٹی سے **ف** طیبی نے کہا کہ اسپر اجماع ہے کہ اگر پائخانے اور پیشاب کی جگہہ کے سوا اور کسی جگہہ مین بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہووے تو اسکو مٹی سے خشک کرنا کافی نہین بلکہ اسکو پانی سے دہونا واجب ہے اور اسی طرح نہین دور ہوتی پلیدی اسکی ساتھہ خشک ہونے اسکے کے ہوا سے اور سورج سے۔ اور اسی طرح نہین شرط ہے کپڑے کے پاک ہونے مین نچوڑنا اسکا بلکہ صرف دہونے سے پاکی حاصل ہو جاتی ہے گو ابہی پانی اسکے اندر ہو پس جائز ہے نماز پڑہنی ساتھہ اسکے حالت تری مین گو ابہی خشک نہ ہوا ہو اور اسی طرح جو پانی کہ کپڑا دہونے کے بعد نچوڑنے سے باہر آوے وہ بہی پاک ہے جیسے کہ اوپر گذرا اور اگر کپڑا دہونے کے بعد پلیدی کا نشان اسمین باقی رہے تو کچھہ حرج نہین بشرطیکہ اسکی ذات دور ہو جاوے **ف** پلید چیز کے دہونے اور پاک کرنے کے لیئے فرض ایک بار دہونا ہے اور تین بار دہونا مستحب ہے چنانچہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی کہ سات بار دہونے کا حکم فقط کتے کے جوٹہے کے ساتھہ خاص ہے اور سب

نجاستون کے پاک کرنے کے لیئے یہ حکم نہین اور نہ اُن مین کوئی عدد شرط ہے بلکہ واجب ہے
اُنہین صاف اور پاک کرنا ہے پس اگر نجاست حکمی ہو اور وہ وہ ہے کہ ذات کے ساتھ صفا
نہ رکہتی ہو مانند پیشاب وغیرہ کی تو واجب دہونا اُسکا ایک بار ہے اس سے زیادہ واجب
نہین لیکن مستحب ہے دہونا اُسکا دوسری بار اور تیسری بار واسطے فرمانے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم کے کہ جب کوئی سونے سے جاگے تو نہ ڈالے ہاتہہ اپنا باسن مین یہان تک
دہو دے اسکو تین بار اور اگر نجاست عینیہ ہو یعنے وجود رکہتی ہو مانند خون وغیرہ کی تو
واجب ہے دور کرنا اُسکی ذات کا اور مستحب ہے دہونا اُسکا بعد دور کرنے ذات اسکی کے
دوسری بار اور تیسری بار اور کپڑے کا نچوڑنا اصح مذہب مین شرط نہین اور اگر نجاست
عینی کے دہونے کے بعد اُسکا رنگ باقی رہے تو کچہہ ضرر نہین بلکہ کپڑا پاک ہو جاتا ہے
اور اگر نجاست کا مزا اُسمین باقی رہے تو کپڑا پاک نہین ہوتا بلکہ ناپاک رہتا ہے پس
واجب ہے دور کرنا اُسکے مزے کا اور اگر اُسمین بو باقی رہے تو اُسمین امام شافعی کے
دو قول ہین ایک یہ کہ کپڑا پاک ہو جاتا ہے اور دوم یہ کہ کپڑا پاک نہین ہوتا اور کہا کہ جو نجاست
شکی ہو اُسکو بہی تین بار دہونا مستحب ہے اور نہین تاثیر کرتا اُس مین چہڑکنا پانی کا اور
کہا کہ نجاست کے پانی مین پڑنے اور پانی کے نجاست پر پڑنے کے درمیان فرق ہے
اور وہ یہ ہے کہ اگر نجاست پانی مین پڑے تو پانی ناپاک ہو جاتا ہے اور اگر پانی نجاست پر پڑے
تو نجاست کو دور کر دیتا ہے

## باب ہے کتے کے نجس ہونے کے بیان مین

اگر کتا کسی کے باسن مین سے پانی پی جاوے تو چاہیے کہ پہینک دے اُس پانی کو اور دہو دے
اس باسن کو سات بار یعنے پہلی بار اُسکو مٹی سے مانجے اور پہر چہہ بار اُسکو پانی سے دہو دے
ف یعنے اسلیے کہ کتا نجس اور ناپاک ہے جس باسن سے پانی پیوے وہ پانی اور باسن
ناپاک ہو جاتا ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ ........ اس
حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ کتا نجس اور ناپاک ہے اور یہی ہے قول امام شافعی وغیرہ کا اور نیز اسمین
دلیل ہے اسپر کہ جس چیز سے کتا کہا جاوے وہ چیز ناپاک ہو جاتی ہے اور یہ کہ اگر وہ کہانا
پتلا ہو تو اُسکا کہانا حرام ہے اس واسطے کہ اُسکا پہینک دینا اُسکا ضائع کرنا ہے

پس اگر وہ پاک ہوتا تو اوس کے پہینکدینے کا حکم نہوتا اسلئے کہ مال کا ضائع کرنا درست نہین
یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا کہ جس چیز سے کتا کہا جاوے وہ چیز ناپاک ہوجاتی
ہے برابر ہے کہ اُس کتے کا پالنا درست ہو یا نہو اور برابر ہے کہ وہ کتا گاؤن مین رہنے والا ہو
یا جنگل مین رہنے والا ہو اور امام مالک کے اس مین تین قول ہین ایک یہ کہ جوٹہا کتے کا پاک ہے اور
ایک یہ کہ ناپاک ہے اور ایک یہ کہ جس کتے کے پالنے کی اجازت ہے اوسکا جوٹہا پاک ہے اور
جس کی اجازت نہین اوسکا جوٹہا ناپاک ہے اور کہا کہ یہی حکم ہے کتے کے ہاتھ پاؤن وغیرہ
کل اعضا کا کہ اگر کوئی عضو اوسکا پانی مین پڑجاوے یا کسی پاک چیز کو تری کی حالت مین لگجاوے
تو وہ چیز ناپاک ہوجاتی ہے پس واجب ہے دہونا اوسکا سات بار اور یہی حکم ہے اوسکے
پیشاب اور پائخانے اور خون اور پسینے اور لعاب اور بالون وغیرہ کا کہ اگر کوئی جزو اوسمین
سے پانی مین پڑجاوے یا کسی پاک چیز کو تری کی حالت مین لگ جاوے تو وہ چیز بہی
ناپاک ہوجاتی ہے واجب ہے دہونا اوسکا سات بار ایک بار مٹی سے اور چہے بار پانی سے
اور اگر کسی باسن سے دو کتے پانی پی جاوین اور یا ایک کتا ایک باسن سے کئی بار ملکا پیوے
تو اوسمین ہمارے اصحاب کے تین قول ہین صحیح یہ قول ہے کہ سات بار دہونا سب کے لئے
کافی ہے اور ایک یہ قول ہے کہ ہر دفعہ کے لئے سات سات بار دہووے اور ایک یہ ہے
کہ اگر ایک کتے نے کئی بار پانی پیا ہو تو سب کے لئے سات بار دہونا کافی ہے اور کئی کتون نے
ایک برتن سے پیا ہو تو ہر ایک کے لئے سات سات بار دہووے اور جس باسن مین کتے
نے پانی پیا ہو اگر اوسمین کوئی اور نجاست پڑجاوے تو کفایت کرتا ہے سب کے لئے سات بار
دہونا اور آٹھوین بار فقط پانی سے مانجنے کے قائم مقام نہین ہوسکتا اور اسی طرح اگر اوس
باسن کو سات بار دہونے کے مقدار پانی مین ڈبو رکھے تو وہ بہی قائم مقام مٹی کے نہین
ہوسکتا اور اسی طرح صابون اور اشنان اور مانند اس کی اصح مذہب مین قائم مقام مٹی کی نہین
ہوسکتے خواہ مٹی موجود ہو یا نہو اور اگر نجاست کتے کا خون یا پائخانہ ہو اور نہ دور ہو ذات اوسکی
مگر ساتھ دہونے چہے بار کے مثلاً تو آیا یہ ایک بار شمار کی جاویگی یا چہے بار یا بالکل ایک بار
بہی نہ سوا اسمین تین قول ہین زیادہ تر صحیح یہ ہے کہ ایکبار شمار کی جاویگی اور خنزیر پس

[illegible]

حکم اوسکا مانند حکم کتے کے ہے سب چیزون مین یعنی اوسکے جوٹھے کو بھی سات بار دہونا چاہیئے
یہی ہے مذہب ہمارا اور اکثر علما کا مذہب یہ ہے کہ خنزیر کے جوٹھے کو سات بار دہونے
کی حاجت نہین یعنی بلکہ فقط ایک بار دہونا بھی کافی ہے اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور
یہی قوی ہے ازروے دلیل کے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ مٹی سے مانجنے کا طریق
یہ ہے کہ مٹی کو پانی سے ملایا جاوے یہانتک کہ میلا ہو جاوے اور نہین فرق ہے آہین کہ
مٹی کو پانی مین ڈالا جاوے یا پانی کو مٹی مین ڈالا جاوے اور اوپر پلید جگہ کو مٹی سے ملنا کچھ
کافی نہین اور ہاتھ کا باسن مین داخل کرنا واجب نہین بلکہ کافی ہے کہ باسن مین ڈالکر اوسکو
ہلاوے اور مستحب ہے کہ باسن کو مٹی سے مانجنا اخیر بار سے پہلے ہو تا کہ اخیر بار دہونے سے
باسن پاک و صاف ہو جاوے اور اگر پانی قلتین کے برابر ہو اور اوسمین سے کتا پانی پی
جاوے تو وہ پانی ناپاک نہین ہوتا اور اگر پانی قلتین سے کم پانی ہو تو وہ ناپاک ہو جاتا ہے اور
اگر تھوڑے پانی یا کہانے مین سے کتا پی جاوے یا کہا جاوے اور پہر وہ پانی یا کہانا کسی کپڑے
یا بدن کو لگ جاوے یا کسی اور باسن مین ڈالا جاوے تو وہ کپڑا یا بدن یا باسن ناپاک ہو جاتا ہے
او واجب ہے دہونا اوسکا سات بار ایک بار مٹی سے اور چھ بار پانی سے اور اگر کہانا جما ہوا ہو
اوسمین سے کہا جاوے تو جس جگہ کو کتا منہ مارے اور جو اوسکے آس پاس ہو اوسکو اوٹھا کر
پھینکدیا جاوے اور باقی کو کام مین لایا جاوے کہ وہ پاک ہے اوسکو کام مین لانا درست
ہے جیسے کہ حکم ہے چوہے کا کہ جمے ہوئے گہی مین مر جاوے کہ اوس کے آس پاس کے گہی کے
سوا باقی گہی کو کہانا اور کام مین لانا درست ہے انتہے اور یہی حکم ہے کتے شکاری کا کہ اسکا
کو مار ڈالے کہ اوسکے منہ مارنے کی جگہ کے سوا اوس کے سارے گوشت کو کہانا درست ہے
بلکہ منہ مارنے کی جگہ کو بھی دہو کر کہانا درست ہے اور شیخ ابن حجر نے فتح الباری مین لکہا ہے
کہ یہی حکم ہے رقیق اور پتلی چیز کا کہ اگر اوس مین سے کتا کہا وے تو وہ چیز کل ناپاک ہو
جاتی ہے اور یہی حکم ہے ہر نجاست کا کہ وہ اپنے اصل محل سے تجاوز کر کے اپنے پاس
پاس کی چیز مین تاثیر کرجاتی ہے بشرطیکہ وہ چیز رقیق اور پتلی ہو یعنی اگر پتلی نہو تو اپنے
آس پاس کی چیز مین تاثیر نہین کرتی اور اسیطرح اگر پلید ہی کسی پتلی چیز کی ایک جزو مین

پڑ جاوے تو وہ چیز سب ناپاک ہوتی ہے انتہی ف امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم مین
لکہا ہے کہ کتے کے جوٹھے کو سات بار دہونا واجب ہے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب
مالک اور احمد اور جمہور علما کا اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ کتے کے جوٹھے کو تین بار دہونا واجب
ہے اور نیز شافعیہ کہتے ہین کہ پہلی بار مٹی سے مانجنا بہی واجب ہے اور مالکیہ کہتے ہین کہ
فقط سات بار دہونا واجب ہے مٹی سے مانجنا واجب نہین اور کہتے ہین کہ سات بار دہونا بہی
تعبدی ہے نجاست کی وجہ سے نہین اس لئے کہ کتا اون کے نزدیک پاک ہے لیکن یہ
قول مالکیہ اور حنفیہ کا مخالف ہے ظاہر حدیث کے اور آٹھوین بار دہونے کی حدیث مقدم ہے
سب اقوال پر لیکن مراد اوسمین آٹھوین بار کے مانجنے سے پہلی بار کا مانجنا ہے تاکہ سب
حدیثون مین تطبیق ہوجاوے اور کوئی حدیث بیکار نہ رہے اس لئے کہ آٹھ بار کا دہونا ساتھ
مانجنے پہلی بار کے مستلزم نہین اور نیز اگر آٹھوین بار مٹی سے مانجا جاوے تو نانوین بار پانی
سے دہونے کی پھر حاجت پڑتی ہے واسطے ستہرائی کے پس ضرور ہے محمول کرنا اوس کا
پہلی بار کے مانجنے پر تاکہ سب حدیثون مین تطبیق ہوجاوے واللہ اعلم اور اگر کتا مسجد کے اندر
چلا آوے تو اوس سے مسجد ناپاک نہین ہوتی اور نہ اوسکا دہونا واجب ہے باب ہے
مردار کے چمڑے کے بیان مین مردار کا چمڑہ جو رنگا ہوا نہو نجس اور ناپاک ہے
نہین جائز ہے استعمال کرنا اوسکا ساتھ کسی طرح کے نہ خشک چیزون مین اور نہ تر چیزون
مین اور نہ نفع اوٹھانا اوس سے نہ ساتھ بیع و شرا وغیرہ کے لیکن مردار کا چمڑہ جب کہ رنگا
جاوے تو پاک ہوجاتا ہے ظاہر مین بہی اور باطن مین بہی اور جائز ہے استعمال کرنا اوسکا
خشک چیزون مین بہی اور تر چیزون مین بہی اور جائز ہے نفع اوٹہانا اوس سے ساتھ بیع
شرا وغیرہ کے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ مردار کا چمڑہ
رنگنے سے پاک ہوجاتا ہے یا نہین اس مین علما کو اختلاف ہے سات قولون پر ایک یہ
کہ ہر جانور کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہوجاتا ہے مگر کتے اور خنزیر کا اور جو کہ خنزیر یا کتے
اور غیر سے پیدا ہوا ہو اور رنگنے سے چمڑے کا ظاہر بہی پاک ہوجاتا ہے اور باطن بہی
پاک ہوجاتا ہے اور جائز ہے استعمال کرنا اوس کا خشک چیزون مین بہی اور تر چیزون مین

بہی اور برابر ہے کہ اوس جانور کا گوشت کہایا جاتا ہو یا نہ کہایا جاتا ہو یہ قول امام شافعی ہو
کا ہے اور یہی مروی ہے حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ سے اور دوم یہ کہ کسی جانور
کا چمڑا رنگنے سے پاک نہین ہوتا یہ قول حضرت عمرؓ اور ابن عمرؓ اور عایشہؓ کا ہے اور یہی مشہور
قول ہے امام احمد کا اور امام مالک کا بہی ایک قول یہی ہے اور سوم یہ کہ جس جانور کا گوشت حلال ہے
اوس کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے اور جسکا گوشت حرام ہے اوس کا چمڑا رنگنے سے پاک
نہین ہوتا یہ قول ابن مبارک اور اوزاعی اور اسحاق وغیرہ کا ہے چہارم یہ کہ ہر جانور کا چمڑا
رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے مگر خنزیر کا پاک نہین ہوتا یہ قول امام ابو حنیفہ کا ہے۔ پنجم
یہ کہ ہر جانور کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے مگر یہ کہ چمڑے کا ظاہر پاک ہو جاتا ہے اور باطن
پاک نہین ہوتا اور اوسکا خشک چیزون مین استعمال کرنا جائز ہے اور پتلی چیزون مین
استعمال کرنا جائز نہین اور اوس کے اوپر نماز پڑہنی جائز ہے اور اوس کے اندر نماز پڑہنی
جائز نہین یہ قول مشہور امام مالک کا ہے ششم یہ کہ ہر جانور کا چمڑہ رنگنے سے پاک ہو
جاتا ہے یہانتک کہ کتے اور خنزیر کا بہی اور چمڑے کا ظاہر بہی پاک ہو جاتا ہے اور باطن بہی
یہ قول داود ظاہری کا ہے اور ابو یوسف سے بہی یہی قول محکی ہے ہفتم یہ کہ مردار کے
چمڑے کے ساتھ نفع اوٹہانا جایز ہے اگرچہ رنگا گیا ہو اور جائز ہے استعمال کرنا اوس کا
خشک چیزون مین بہی اور تر چیزون مین بہی یہ قول زہری کا ہے اور نہین جائز
ہے نظر کرنی طرف اس کی اور پہر کہا کہ ابن عباسؓ کی حدیث مین دلیل ہے واسطے مذہب
اکثر علماء کے کہ رنگنے سے چمڑے کا ظاہر بہی پاک ہو جاتا ہے اور باطن بہی پس جائز ہے
استعمال کرنا اوسکا تر چیزون مین پہر کہا کہ جائز ہے رنگنا چمڑے کو ساتھ ہر چیز کے کہ چمڑے
کو فضلون سے صاف پاک کر دے اور اوسکو گوشت نہ دے مانند کیکر اور چہیل انار دن وغیرہ پاک
دواؤن کی اور سورج مین خشک کرنیسے دباغت حاصل نہین ہوتی اور ابو حنیفہ کے اصحاب کہتے
ہین کہ سورج مین خشک ہونیسے بہی دباغت حاصل ہو جاتی ہے اور نہین حاصل ہوتی ہے
دباغت نزدیک ہمارے مٹی سے اور بالو سے اور نمک سے اور اسیر ناپاک دواؤن ہی دباغت
حاصل ہوتی ہے یا نہین سو اس مین دو قول ہین زیادہ تر صحیح یہ قول ہے کہ دباغت حاصل ہو جاتی ہے

ہے لیکن دباغت کے بعد دہونا اوس کا واجب ہے بلاخلاف اور اگر پاک چیز سے دباغت
دی جاوے تو بعد اوس کے پانی سے دہونے کی حاجت ہے یا نہین اس مین بہی دو قول
ہین اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ دباغت کسی فاعل کے فعل کی محتاج نہین بلکہ اگر ہوا سے چمڑا
اوڑکر رنگنے کی جگہ مین جا پڑے تو پاک ہو جاتا ہے اور جب چمڑا دباغت سے پاک ہو
جاوے تو اوس سے نفع اوٹھانا بالاجماع جائز ہے اور آیا اوسکا بیچنا بھی جائز ہے یا نہین
اس مین امام شافعی کے دو قول ہین زیادہ تر صحیح یہ قول ہے کہ اوس کی بیع صحیح ہے اور
آیا اوسکا کہانا جائز ہے یا نہین اس مین تین قول ہین زیادہ تر صحیح یہ ہے کہ اوسکا کہانا کسی حال
مین درست نہین اور جب کہ چمڑا دباغت سے پاک ہو جاوے تو آیا جو بال کہ اسکے اوپر
ہون وہ بہی پاک ہوتے ہین یا نہین اس مین امام شافعی کے دو قول ہین زیادہ تر صحیح یہ
قول ہے کہ رنگنے سے بال پاک نہین ہوتے اسواسطے کہ دباغت بالون مین اثر نہین کرتی
بخلاف چمڑے کے کہ اوس مین اثر کرجاتی ہے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ مردار کے چمڑے
کو رنگنے سے پہلے تر چیزون مین استعمال کرنا درست نہین اور خشک چیزون مین استعمال
کرنا درست ہے ساتھ کراہت کے انتہی لیکن زیادہ تر صحیح سب قولون مین دوسرا قول ہے
کہ جس جانور کا گوشت حلال ہے اوس کا چمڑا ہی رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے اور جسکا گوشت
حلال نہین اوسکا چمڑا ہی رنگنے سے پاک نہین ہوتا اس لئے کہ مقدام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ درندے چارپایون کے چمڑے کو پہننا اور انپر سوار ہونا
درست نہین اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جن لوگون
مین چیتے کا چمڑا ہو اون کے نزدیک فرشتہ نہین آتا ف منتقی مین لکھا ہے کہ اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ جن جانورون کا گوشت نہین کہایا جاتا اونکے چمڑے کو خشک چیزون مین استعمال
کرنا درست نہین (یعنی پس تر چیزون مین استعمال کرنا اونکا بطریق اولے درست نہوگا) اور
یہ بہی معلوم ہوتا ہے کہ جن جانورون کا گوشت نہین کہایا جاتا انکا چمڑا ذبح کرنے اور رنگنے
سے پاک نہین ہوتا انتہی اور یہی ہے مذہب اوزاعی اور ابن مبارک اور ابی ثور اور اسحاق بن
راہویہ کا + اور اسیطرح جب مردار کا چمڑا رنگنے سے پاک ہو جاتا ہے اونکے سینگ اور بال اور

تو بہی پاک ہین نفع اوٹہانا اُن سے جائز ہے اور یہی مذہب ہے جمہور علما کا اور اسیطرح جس جانور کا گوشت نہ کہایا جاتا ہو اگر اوسکو ذبح کیا جاوے تو امام ابو حنیفہ اور امام مالک اور جمہور علما کے نزدیک اوس کے بال بہی پاک ہین اور اوسکا چمڑا بہی پاک ہے اگرچہ نہ رنگا گیا ہو اور شافعیہ کہتے ہین کہ جس جانور کا گوشت نہ کہایا جاتا ہو اگر اوسکو ذبح کیا جاوے تو ذبح کرنے سے اوسکا چمڑا پاک نہین ہوتا انتہی **باب ہے خون حیض کے ناپاک ہونے کے بیان مین** ❊ حیض کا لہو نجس اور ناپاک ہے اگر کپڑے کو لگجاوے تو کپڑا ناپاک ہوجاتا ہے پس اگر حیض کا لہو عورت کے کپڑے کو لگ جاوے تو چاہیے کہ اول اوسکو کسی چیز سے کہرچے پہر اوسکو تہوڑا تہوڑا پانی ڈالکر اونگلیون سے ملے تاکہ خون کا اثر اچہی طرح دور ہوجاوے پہر اوسکو پانی اور بیر کے پتون سے دہووے پہر اُس مین نماز پڑہے کہ اوس سے کپڑا پاک ہوجاتا ہے اور اگر کہرچنے اور دہونے سے خون کا نشان دور نہووے تو کچہہ حرج نہین لیکن مناسب ہے کہ اوس نشان کو کسی زرد چیز سے بدل ڈالے

**ف** اور یہی ہے حکم ہر خون کا کہ وہ نجس ہے اگر کپڑے کو لگ جاوے تو کپڑا ناپاک ہوجاتا ہے پس واجب ہے دہونا اوسکا بغیر دہونے کے اُس مین نماز پڑہنی درست نہین

**ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ سب مسلمانون کا اجماع ہے اسپر کہ لہو نجس اور ناپاک ہے یعنی اگر کپڑے یا بدن کو لگجاوے تو واجب ہے دہونا اوسکا ساتھ پانی کے اور نہین کفایت کرتا دہونا اُس کا ساتھ پتلی چیزون کے مانند سرکہ وغیرہ کی کہ اوسمین مامور بہ کا ترک کرنا لازم آتا ہے اور نہین شرط ہے اُس مین کوئی عدد معین بلکہ واجب اُس مین پاک اور صاف کرنا ہے خواہ ایک بار سے ہو یا زیادہ سے لیکن اگر ایکبار دہونے کے ساتھہ کپڑا پاک ہوجاوے تو مستحب ہے تین بار دہونا ❊ اور یہی حکم ہے کل نجاستون کا کہ پانی کے سوا اور کسی پتلی چیز سے دور نہین ہوتین اس لئے کہ تمام نجاستین خون کی برابر ہین اس مین اور اُن مین بالاجماع کچہہ فرق نہین ❊ **باب ہے پیشاب اور پاخانے کے نجس ہونے کے بیان مین** ❊ پیشاب آدمی کا نجس ہے اور ناپاک ہے **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ سب علما معتبرین کا

اجماع ہے اسپر کہ پیشاب آدمی کا نجس ہے برابر ہے کہ بڑا ہو یا چھوٹا ہو **تنبیہ** اور یہی
حکم ہے آدمی کے پائخانے کا کہ وہ بھی نجس اور ناپاک ہے اگر کسی جگہ بدن یا کپڑے
وغیرہ کو لگجاوے تو کپڑا اور بدن ناپاک ہوجاتا ہے واجب ہے دہونا اوسکا اور یہی حکم ہے
پیشاب لڑکے شیرخوار کا کہ ہنوز طعام نہ کہاتا ہو کہ وہ بھی ناپاک ہے لیکن اگر کپڑے یا بدن
وغیرہ کو لگجاوے تو اوسکا دہونا ضرور نہین بلکہ صرف پانی چھڑکنا اُسپر کافی ہے اور
اگر لڑکا طعام کہاتا ہو تو واجب ہے دہونا پیشاب اُس کے کا صرف پانی چھڑکنا اُس پر
کافی نہین لیکن لڑکی کا پیشاب اگر کپڑے یا بدن کو لگجاوے تو واجب ہے دہونا اُس کا
ہر حال مین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے لڑکے شیرخوار کے پیشاب کا دہونا
واجب نہین بلکہ اُسپر پانی چھڑکنا کافی ہے اور اسمین علما کو اختلاف ہے کہ لڑکی اور لڑکے کا
پیشاب کس طور سے دہویا جاوے صحیح اور مشہور اور مختار یہ قول ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر
پانی چھڑکنا کافی ہے اور لڑکی کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی نہین بلکہ واجب ہے دہونا اسکا
مانند اور نجاستون کی اور یہی مذہب ہے اکثر اصحاب اور تابعین کا اور جو اُن کے بعد مین مثل
احمد اور اسحاق کے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے اور لڑکی کے پیشاب کو دہویا
جاوے جب تک کہ نہ طعام کہاتے ہون اور جب طعام کہاتے ہون تو دونون کا پیشاب دہویا
جاوے اور یہی قول ہے حضرت علی رض اور عطا اور حسن بصری اور زہری اور ابن وہب وغیرہم
کا امام نووی نے کہا کہ یہی ہے مذہب ایک جماعت سلف کا اور اہل حدیث کا اور دوسرا
قول یہ ہے کہ لڑکی اور لڑکے دونون کے پیشاب پر پانی چھڑکنا کافی ہے یہ قول اوزاعی کا ہی
اور یہی ہے محکی شافعی اور مالک سے اور تیسرا قول یہ ہے کہ دونون مین سے کسی کے پیشاب پر
پانی چھڑکنا کافی نہین یعنی بلکہ واجب ہے دہونا دونون کا اور یہی قول ہے امام ابوحنیفہ اور اہل
کوفہ کا اور مشہور قول امام مالک کا یہی ہے امام نووی نے کہا کہ یہ دونون قول شاذ اور ضعیف
ہین یعنی اور صحیح پہلا قول ہے کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑکا جاوے اور لڑکی کے
پیشاب کو دہویا جاوے پہر کہا کہ جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف علما کا صرف لڑکے کے پیشاب کے
دہونے کی کیفیت مین ہے کہ کس طور سے دہویا جاوے اور نہین اختلاف ہے کسیکو

اوسکے ناپاک ہونے مین اور ہمارے بعض اصحاب نے لڑکی کے پیشاب کے ناپاک ہونے پر اجماع
نقل کیا ہے اور کہا کہ اسکے ناپاک ہونے مین کسی کو خلاف نہین مگر داود ظاہری کو امام خطابی وغیرہ
نے کہا کہ جو لوگ لڑکے کے پیشاب پر صرف پانی چھڑکنا کافی کہتے ہین وہ اس وجہ سے نہین
کہ اوسکا پیشاب پاک ہے بلکہ اسوجہ سے کہ اوس کی نجاست ہلکی ہے تھوڑے دہوتے سے
بہی دور ہوجاتی ہے پہر کہا کہ اوسپر پانی چھڑکنے کے یہ معنی ہین کہ اوسپر پانی ڈالا جاوے اسقدر
کہ بہنے اور ٹپکنے تک نوبت نہ پہونچے بخلاف اور چیز کے کہ اگر اوسپر پانی ڈالا جاوے تو شرط
ہے کہ اسقدر پانی ڈالا جاوے کہ بہنے اور ٹپکنے تک نوبت پہونچے اگرچہ اوسکا نچوڑنا شرط نہین ہے
یہی معنی ہین صحیح اور مختار انتہی ملخصًا اور اسیطرح اور سب جانورون کا پائخانہ اور پیشاب
بہی ناپاک ہے خواہ اون کا گوشت کہایا جاتا ہو یا نہ کہایا جاتا ہو ف اور یہی مذہب ہے امام
شافعی اور جمہور علما کا کہ سب جانورون کا پائخانہ اور پیشاب ناپاک ہے خواہ اونکا گوشت کہایا
جاتا ہو یا نہ کہایا جاتا ہو اور امام احمد اور ایک جماعت سلف کے نزدیک جس جانور کا گوشت
کہایا جاتا ہو اوسکا پائخانہ اور پیشاب پاک ہے اور یہی مذہب ہے ابن خزیمہ اور ابن منذر اور ابن
حبان وغیرہ کا اور جس جانور کا گوشت نہ کہایا جاتا ہو اوس کا پائخانہ اور پیشاب سب کے
نزدیک ناپاک ہے لیکن شعبی اور ابن علیہ وغیرہ کے نزدیک آدمی کے پیشاب کے سوا سب جانورون کا
پیشاب پاک ہے خواہ اونکا گوشت کہایا جاتا ہو نہ کہایا جاتا ہو لیکن زیادہ ترصحیح قول جمہور کا ہے کہ ہر جانور کا
پائخانہ اور پیشاب ناپاک ہے خواہ اونکا گوشت کہایا جاتا ہو یا نہ کہایا جاتا ہو باب ہے آدمی کی
منی کے بیان مین ٭ انسان کی منی پاک نہین ہے اگر بدن یا کپڑے وغیرہ کو لگجاوے تو اوسکا دہونا
واجب نہین بلکہ صرف اوسکا کہرچ ڈالنا کافی ہے خواہ منی تر ہو یا خشک ہو سب کا یہی حکم ہے لیکن
مستحب ہے دہونا اوسکا واسطے صفائی اور ستہرائی کے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے
کہ علما کو انسان کی منی مین اختلاف ہے امام مالک اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ انسان کی منی ناپاک ہے لیکن ابو حنیفہ
کے نزدیک اگر خشک ہو تو اوسکا کہرچ ڈالنا کافی ہے اور یہی ہے ایک روایت امام احمد سے اور
امام مالک کہتے ہین کہ واجب ہے دہونا اوسکا خواہ تر ہو یا خشک ہو اور لیث کہتے ہین کہ منی ناپاک
ہے لیکن نماز کا دوہرانا اوس سے واجب نہین اور حسن کہتے ہین کہ اگر کپڑے مین ہو تو نماز

دو ہرانا واجب نہین اگرچہ بہت ہو اور اگر بدن مین ہو تو نماز کا دوہرانا واجب ہے اگرچہ تہوڑی ہو اور بہت کا یہ مذہب ہے کہ منی پاک ہے یعنے برابر ہے کہ تر ہو یا خشک ہو یہی قول ہے حضرت علیؓ اور سعد بن ابی وقاصؓ اور ابن عمرؓ اور عایشہؓ اور داؤد کا اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور اصحاب حدیث کا اور یہی صحیح روایت ہے امام احمد سے انتہے اور امام ترمذی نے کہا کہ یہی قول ہے بہت فقہا کا مانند سفیان ثوری اور اسحاق کی کہ منی پاک ہے اگر کپڑے وغیرہ کو لگ جاوے تو اوس کا کہرچ ڈالنا کافی ہے اگرچہ نہ دہووے اوسکو اور کہتے ہین کہ منی کو دہونے کی حدیث استحباب پر محمول ہے یعنی منی کو پانی سے دہونا مستحب ہے واجب نہین انتہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ منی پاک ہے پلید نہین جیسے کہ پہلے گذرا کہ اگر پلید ہوتی تو کہرچنا اوسکا کافی نہوتا جیسے کہ خون کا کہرچنا کافی نہین بلکہ واجب ہے دہونا اوسکا بالاجماع اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ مرد کی منی پاک ہے اور عورت کی منی پلید ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مرد اور عورت دونون کی منی پلید ہے اور صواب یہ ہے کہ دونون کی منی پاک ہے اور جب کہ منی پاک ٹہری تو آیا اوسکا کہانا بہی درست ہے یا نہین اس مین دو قول ہین زیادہ تر ظاہر یہی قول ہے کہ اوسکا کہانا درست نہین اس لئے کہ وہ مستقذر ہے اور خبائث اور محرمات مین داخل ہے جنکو اللہ نے حرام کیا اور آدمی کے سوا اور جانداروں کی منی کہ اون مین سے کتے اور سور کی منی کے ناپاک ہونے مین تو کسیکو اختلاف نہین اور باقی جانورون کی منی مین تین قول ہین زیادہ تر صحیح یہ قول ہے کہ کتے اور خنزیر کے سوا اور سب جانورون کی منی پاک ہے خواہ اونکا گوشت کہایا جاتا ہو نہ کہایا جاتا ہو اور دوسرا قول یہ ہے کہ سب کی منی پلید ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ جو جانور کہایا جاتا ہو اوس کی منی پاک ہے اور جو نہ کہایا جاتا ہو اوسکی منی ناپاک ہے اور یہہ کہا کہ علما کی ایک جماعت نے دلیل پکڑی ہے ساتھ اس حدیث کے کہ عورت کے شرمگاہ کی رطوبت بہی پاک ہے اور اس مین اختلاف مشہور ہے زیادہ تر صحیح یہی قول ہے کہ وہ پاک ہے انتہی ملخصاً لیکن آدمی کی مذی پاک نہین بلکہ ناپاک ہے اگر بدن یا کپڑے

وغیرہ کو لگجاوے تو واجب ہے دہونا اوسکا بدون دہوئے کے کپڑا پاک نہین ہوتا ف
امام ترمذی نے کہا کہ یہی ہے قول امام شافعی اور اسحاق وغیرہ بعض اہل علم کا کہ مذی
ناپاک ہے واجب ہے دہونا اوسکا اور بعضے کہتے ہین کہ فقط پانی چہڑکنا اوس پر کافی ہے
اور یہی قول ہے امام احمد کا انتہے اور جس طرح کہ آدمی کی منی پاک ہے اوسی طرح اوسکا
سینڈھ اور کہکہار بھی پاک ہے اگر بدن یا کپڑے وغیرہ کو لگ جاوے تو بدن اور کپڑا
اوس سے ناپاک نہین ہوتا اور نہ دہونا اوسکا واجب ہوتا ہے اور اسیطرح اگر یہ وہ پانی مین پڑجاوے
تو پانی اوس سے ناپاک نہین ہوتا اور یہی حکم ہے منہ کی لب اور آنکھ کے پانی کا کہ وہ بھی
پاک ہے اگر بدن یا کپڑے وغیرہ کو لگجاوے تو کچھ مضایقہ نہین ف اور یہی مذہب ہے
سب علما کا کہ کہکہار اور تہوک پاک ہے اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ لب جب منہ سے
جدا ہو تو ناپاک ہو جاتی ہے لیکن یہ قول اون کا مخالف ہے حدیث اور اجماع کے انتہی
اور یہی حکم ہے اونٹنی کی لب کا کہ وہ بھی پاک اگر بدن یا کپڑے کو لگ جاوے تو کچھ مضایقہ
نہین اور نہ اوسکا دہونا واجب ہے

## باب متفرق نجاستوں کے بیان مین

اگر کوئی جوتے سے نجاست پر چلے اور نجاست خشک ہو تو اوس کو مٹی سے مل ڈالے
کہ مٹی پر ملنے سے جوتا پاک ہو جاتا ہے اور اوسکو پہنکر مسجد مین آنا اور نماز پڑھنا درست
ہے اور ننگے پاؤن والا پلیدی پر چلے اور پلیدی تر ہو تو واجب ہے دہونا پاؤن کا
اور نہین کفایت کرتا ملنا اوسکا مٹی سے اور اگر پلیدی خشک ہو تو نہ پاؤن کو دہونا واجب ہے
اور نہ مٹی سے ملنا ضرور ہے بلکہ اوسکو اوسی حال سے ننگے پاؤن مسجد مین آنا اور نماز
پڑہنا درست ہے اور یہی حکم ہے مینھ کا کہ اگر مینھ مین پلیدی پر چلے اور بعد اوس کے
پاک راہ ہو تو پاک جگہ پر چلنے سے پلیدی دور ہو جاتی ہے مسجد مین آنے کے لئے پاؤن کو
دہونا ضرور نہین اور اگر بعد اوسکے پاک راہ نہو تو پاؤن کو دہونا ضرور ہے + اور یہی حکم ہے
کپڑے کا کہ اگر پلیدی پر پڑے اور پلیدی تر ہو تو واجب ہے دہونا اوسکا پانی سے اور اگر
پلیدی خشک ہو تو دہونا کچھ ضرور ہے ف امام طیبی نے کہا کہ اجماع ہو چکا ہے اسپر کہ
اگر کپڑے کو نجاست لگجاوے تو بدون دہونے کے پاک نہین ہوتا اور حدیث

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کپڑے کو نجاست لگی ہووے تو مٹی سے بھی پاک ہو جاتا ہے پس یہ حدیث محمول ہے خشک نجاست پر کہ چلتے وقت کپڑے کے دامن کے ساتھ لٹک پڑے اور مٹی سے پاک ہونا اوسکا بطریق مجاز کے ہے۔ اور شراب ناپاک ہے۔ اور اسیطرح گدہے کا گوشت بھی نجس ہے اور ناپاک ہے پس جس باسن مین شراب پیا جاوے یا گدہے کا گوشت پکایا جاوے وہ باسن ناپاک ہو جاتا ہے واجب ہے دھونا اوسکا پانی سے بے دھوے اوسکو استعمال کرنا درست نہین۔ اور یہی حکم ہے مجوس وغیرہ کفار کے باسنون کا کہ وہ ناپاک ہین ضرورت کیوقت اونکو دھو کر استعمال کرے بے دھوے اونکو استعمال کرنا درست نہین اور واجب دھونا اون کا ایکبار ہے اور مستحب ہے دھونا اوس کا تین بار جیسے کہ اوپر گذرا اور یہی حکم ہے پیشاب اور پائخانے وغیرہ ہر نجاست کا کہ اگر کسی باسن مین پڑ جاوے اور یا کسی جگہ بدن یا کپڑے کو لگ جاوے تو واجب ہے دھونا اوسکا ایکبار ہی اور مستحب ہے دھونا اوس کا تین بار اور اگر زیادہ تہرائی کے لئے اوسکو مٹی سے مانجے تو یہ بھی درست ہے بلکہ افضل ہے ❊

**باب ہے فضیلت وضوء کے بیان مین**

وضوء کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضوء کرے یعنی وضوء کے فرض سنت مستحب سب بجا لاوے تو اوس کے تمام بدن سے گناہ نکل جاتے ہین یہانتک کہ اوس کے ناخونون کے نیچے سے بھی نکل جاتے ہین اور قیامت کے دن اوس کے وضوء کے اعضا یعنی منہ اور ہاتھ پاؤن روشن ہونگے نشان وضوء کے سے اور پہچانا جاویگا درمیان لوگون کے جیسے کہ پہچانا جاتا ہے گھوڑا پنج کلیان درمیان سیاہ گھوڑون کے۔ اور مستحب ہے زیادتی کرنی محل فرض سے یعنی مثلاً ہاتھون کو مونڈھون تک دھونا اور پاؤن کو گھٹنون تک دھونا اس لئے کہ جہانتک وضوء کا پانی پہونچیگا قیامت کے دن ہاتھ پاؤن وہانتک روشن ہونگے۔ اور یہی ہے مذہب ابو ہریرہؓ کا اور ابن عمرؓ کا اور ایک جماعت سلف کا اور اکثر شافعیہ اور حنفیہ کا اور بعضے مالکیہ کہتے ہین کہ محل فرض سے زیادتی کرنی مستحب نہین لیکن یہ قول اون کا مخالف ہے حدیث کے اور اسیطرح جو مسلمان کہ اچھی طرح وضو کرے یعنی اوسکے فرض سنت مستحب سب بجا لاوے اور پھر دو رکعتین نفل پڑھے کہ متوجہ ہو اوس پر ظاہر اور باطن سے تو واجب ہوتی ہے واسطے

اوس کے بہشت ۔ اور اسی طرح وضو پر وضو کرنے کا بھی بہت بڑا ثواب ہے کہ جو شخص
وضو پر وضو کرے اوسکے واسطے دس نیکیان لکھی جاتی ہین ۔ باب ہے مسواک
کرنے کے بیان مین ۔ مسواک کرنا سنت ہے وقت ہر نماز کے یعنی جب مسواک
سے ایک نماز پڑھ چکے تو دوسری نماز کے ابتدا مین پھر مسواک کرے اگرچہ پہلا وضو باقی ہو
اور اسیطرح سنت ہے مسواک کرنا ساتھ ہر وضو کے اور موجب ثواب عظیم ہے اسلئے
کہ مسواک سے نماز پڑھنی ستر حصے افضل ہے اوس نماز سے کہ اوس مین مسواک نہ کی ہو ۔
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مسواک کرنا سنت ہے کسی حال مین واجب
نہین نہ نماز مین اور نہ غیر نماز مین ساتھ اجماع علماء معتبرین کے پھر کہا کہ مسواک کرنا ہر وقت
مستحب ہے لیکن پانچ وقتون مین زیادہ تر مستحب ہین اول نماز کے وقت برابر ہے کہ وضو
کرے یا تیمم کرے یا کچھ بھی نہ کرے یعنی نہ پانی پاوے اور نہ مٹی دوم وضو کے وقت سوم
قرآن پڑھنے کے وقت چہارم سونے سے اوٹھنے کے وقت پنجم منہ مین بو پیدا ہونے
کیوقت اور منہ مین بو یا تو طعام اور پانی کے ترک کرنیسے پیدا ہوتی ہے اور یا بودار چیز کے کھانے
پیدا ہوتی ہے اور یا بہت دیر تک چپ رہنے سے پیدا ہوتی ہے اور یا بہت کلام کرنیسے
اور امام شافعی کا یہ مذہب ہے کہ روزہ دار کو زوال کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے تاکہ روزہ
کی بو منہ سے دور نہو اور مستحب ہے کہ پیلو کی لکڑی سے مسواک کرے اور اگر اوسکے سوا کسی
اور چیز سے مسواک کرے جو کہ منہ کی بو کو دور کرے تو یہ بھی درست ہے مانند کپڑے سخت
اور سعد اور اشنان کی اور اسی طرح مستحب ہے مسواک کرنا وقت سونے کے اور جب کہ اوٹھے
سونے سے خواہ رات کو ہو یا دن کو اور اسیطرح مستحب ہے مسواک کرنا جبکہ نکلے طرف نماز
فجر کی ۔ اور اسی طرح مستحب ہے مسواک کرنا جبکہ کھڑا ہو رات کو واسطے تہجد کے اور اسیطرح
مستحب ہے مسواک کرنا جبکہ داخل ہو اپنے گھر مین خواہ رات کو یا دن کو ۔ اور مستحب ہے
کہ دانتون کی چوڑائی پر مسواک کرے نہ لمبائی پر تاکہ دانتون سے خون نہ نکلے
اور مستحب ہے کہ پہلے منہ کی داہنی طرف سے مسواک کرنا شروع کرے ۔ اور
اگر لکڑی کے مسواک نہو تو اوس کے بدلے اونگلی سے مسواک کرنا بھی کفایت کرتا ہے

اور جائز ہے مسواک کرنا زبان پر اوس کی لنبائی کی طرف سے اور جائز ہے آواز کرنا وقت
مسواک کے مانند آواز قے کرنے والے کے اور جائز ہے مسواک کرنا ساتھ مسواک غیر
کے اوس کے اذن سے لیکن مستحب ہے کہ اونکو پہلے دھو لیوے پھر استعمال کرے
اور جائز ہے مسواک کرنا روزے مین ف امام شافعی کے نزدیک روزہ دار کو زوال
کے بعد مسواک کرنا مکروہ ہے ف اور جاننا چاہیئے کہ مسواک کرنے مین ثواب کے
سوا اور بہی کئی فایدے مین ایک یہ کہ اوس سے منہ پاک ہوتا ہے اور بو دفع ہوتی ہے
اور ایک یہ کہ اوس سے آنکہین روشن ہوتی ہین اور ایک یہ کہ اوس سے دانت مضبوط
ہوتے ہین اور اون مین کوئی بیماری پیدا نہین ہوتی ۔ باب ہے وضوء کی کیفیت کے
بیان مین نماز کے لئے وضوء کرنا فرض ہے بدون وضوء کے نماز درست نہین ف
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اجماع ہے سب امت کا اس پر کہ نماز کے
صحیح ہونے کے واسطے طہارت شرط ہے یعنے بدون وضوء کے نماز درست نہین
اور اس مین اختلاف ہے کہ ہر نماز کے لئے وضوء کرنا فرض ہے یا کہ صرف اوسی شخص پر فرض
ہے جسکا وضو ٹوٹ جاوے سو بعضے کہتے ہین کہ ہر نماز کے لئے وضوء فرض ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ پہلے فرض تہا پہر منسوخ ہو گیا اور بعضے کہتے ہین کہ نہین شروع ہوا وضوء مگر
واسطے اوسی شخص کے کہ ٹوٹ جاوے وضوء اوسکا لیکن ہر نماز کے لئے تازہ وضوء
کرنا مستحب ہے اور اس پر اجماع ہے سب اہل فتوے کا بعد اسکے کسی کو اسمین اختلاف نہین
یعنی ہر نماز کے لئے وضوء کرنا مستحب ہے اور پہر کہا کہ اجماع ہے سب امت کا اس پر کہ بے
وضوء نماز پڑہنی حرام ہے اگر پانی نہو تو تیمم سے پڑہے اور برابر ہے کہ نماز فرض ہو یا نفل ہو
یا سجدہ تلاوت اور شکر کا ہو یا نماز جنازے کی ہو مگر شعبی سے روایت ہے کہ جنازے کی نماز
بے وضوء درست ہے اور یہ مذہب باطل ہے اور اجماع کے مخالف ہے اور اگر کوئی جان بوجہ
بے وضوء نماز پڑہے بغیر کسی عذر کے تو گنہگار ہوتا ہے اور کافر نہین ہوتا نزدیک ہمارے
جمہور علماء کے اور امام ابی حنیفہ سے حکایت کی گئی ہے کہ بے وضوء نماز پڑہنے سے آدمی کافر
ہو جاتا ہے اور یہ سب اس وقت ہے کہ بلا عذر بے وضوء نماز پڑہے اور اگر کسی عذر سے بے

بیوضو نماز پڑھے اور اپر وہ شخص کہ معذور ہو کہ نہ پانی پاوے اور نہ مٹی پاوے تو اس مین امام شافعی کے چار قول ہین اور وہی چار قول ہین واسطے علمائے کے صحیح تر یہ ہے کہ اوسی حال سے نماز پڑھ لے اور جب پانی پاوے تو واجب ہے دوہرانا اوس کا دوم یہ کہ اوسکو اس حال سے نماز پڑھنی حرام ہے اور واجب ہے قضا اوس کی سوم یہ کہ مستحب ہے نماز پڑھنی اس حال سے اور واجب ہے قضا اوس کی چہارم یہ کہ نماز پڑھنی اور قضا واجب ہین اور یہی قول ہے قوی از روے دلیل کے انتہی + اور وضو کی کیفیت یہ ہے کہ جب وضو کا ارادہ کرے تو پہلے دل مین نیت کرے یعنی یہ کہ مین نماز کے لئے وضو کرنے لگا ہون ف اور یہی مذہب ہے جمہور علما کا کہ وضو کیواسطے نیت شرط ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ وضو کے لئے نیت شرط نہین لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے اور منقوض ہے ساتھ اسکے کہ اس سے لازم آتا ہے کہ تیمم مین بھی نیت شرط نہو حالانکہ حنفیہ تیمم مین نیت کو شرط کہتے ہین اور پھر نیت کے بعد بسم اللہ کہے ف وضو کے ابتدا مین بسم اللہ کہنی سنت ہے نزدیک ائمہ اربعہ کے واجب نہین مگر امام احمد سے ایک قول مین وجوب بھی منقول ہے اور اسحاق کہتے ہین کہ اگر جان بوجھ کر بسم اللہ نہ کہے تو وضو درست نہین ہوتا پھر کرے اور اگر بھول کے چھوٹ جاوے تو کچھ مضایقہ نہین لیکن حق یہ ہے کہ وضو کے ابتدا مین بسم اللہ کہنا سنت ہے واجب نہین اگر پڑھے تو ثواب ہے اور اگر نہ پڑھے تو عذاب نہین + پھر بسم اللہ کے بعد اپنے دونون ہاتھ دھووے تین بار ف امام نووی نے کہا کہ اتفاق ہے سب علما کا۔ پھر کہ وضو کے ابتدا مین دونون ہاتھ کا دھونا سنت ہے انتہی اور بعد اوس کے ہاتھون سے ہتھیلیان مین بالاتفاق یعنی پہونچون تک ہاتھ دھووے اور خلال کرے ہاتھون کی انگلیون کا اور اگر ہاتھ مین انگوٹھی ہو تو اوسکو ہلاوے یعنی تاکہ اوسکی تلے کی جگہ خشک نرہے اور سنت ہے دھونا اونگلیان کے جوڑون کا یعنی تاکہ اونکے اندر میل نرہے + اور جب ہاتھ دھو چکے تو بعد اوسکے ایک چلو پانی سے کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے یعنی آدھی چلو سے کلی کرے اور آدہا ناک مین ڈالے اور مستحب ہے کہ مبالغہ کرے استنشاق مین یعنی ناک کے اندر نہایت تک پانی پہونچاوے مگر یہ کہ ہو روزہ دار پھر بائین ہاتھ سے ناک جہاڑے اور اسیطرح

تین بار کرے یعنے ایک چلو پانی لیکر آدہی سے کلی کرے اور آدہا ناک مین لیوے اور اگر کلی اور ناک مین پانی ڈالنے کے لئے جدا جدا پانی لیوے یعنی تین چلو سے تین بار کلی کرے اور تین چلو سے تین بار ناک مین پانی لیوے تو یہ بھی درست ہے لیکن ایک چلو سے کلی کرنا اور ناک مین پانی ڈالنا افضل ہے **ف** امام ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم کہتے ہین کہ فقط ایک چلو سے کلی کرنا اور ناک مین پانی لینا کافی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ ہر ایک کے لئے جدا جدا پانی لینا اچھا ہے اور امام شافعی نے کہا کہ اگر ایک چلو سے دونون کو کرے تو جائز ہے لیکن ہر ایک کے لئے جدا پانی لینا افضل ہے اور حدیث فصل کی یعنی ہر ایک کے لئے جدا جدا پانی لینے کی ضعیف ہے لیکن تطبیق مقدم ہے جہانتک کہ ممکن ہو یعنی پس محمول ہوگی جواز پر یعنی ہر ایک کے لئے جدا جدا پانی لینا بہی درست ہے لیکن افضل جمع کرنا دونون کا ہے ایک چلو مین اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ مضمضہ اور استنشاق کے واجب ہونے مین علما کو اختلاف ہے چار مذہبون پر پہلا مذہب امام مالک اور شافعی کا ہے کہ دونو سنت ہین وضو مین بہی اور غسل مین بہی اور یہی قول ہے حسن بصری اور زہری اور حکم اور قتادہ اور ربیعہ اور یحیی اور اوزاعی اور لیث کا اور یہی ایک روایت ہے امام احمد اور عطا سے اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ دونون واجب ہین وضو مین بہی اور غسل مین بہی بدون انکے وضو اور غسل درست نہین ہوتا یہ مشہور قول امام احمد کا ہی اور یہی مذہب ہے ابن ابی لیلے اور حماد اور اسحاق بن راہویہ کا اور تیسرا مذہب یہ ہے کہ وہ دونون غسل مین واجب ہین اور وضو مین واجب نہین یہ مذہب امام ابوحنیفہ اور انکے اصحاب کا ہے اور یہی قول ہے سفیان ثوری کا اور چوتھا مذہب یہ ہے کہ ناک مین پانی لینا غسل مین اور وضو مین واجب ہے اور کلی کرنا دونو مین سنت ہے یہ مذہب ابی ثور اور ابی عبیدہ اور داود ظاہری کا اور ابی بکر بن منذر کا ہے اور یہی ایک قول امام احمد کا ہی اور جب کلی کر چکے اور ناک مین پانی ڈال چکے تو پہر دونون ہاتھ سے اپنا منہ دہووے تین بار اور مستحب ہے کہ سر کے بال اگنے کی جگہ سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک پانی پہونچاوے اور ایک چلو پانی کا لیکر ٹھوڑی کے نیچے ڈالے اور پہر نیچے کی طرف سے

نکالنا ان تو اگر داڑہی کا خلال کرے ف اور یہی قول ہے اکثر اہل علم کا کہ داڑہی کا خلال کرے
اور یہی قول ہے امام شافعی کا اور احمد نے کہا کہ اگر داڑہی کا خلال کرنا بہول جاوے تو کچہ
مضائقہ نہین کہ وضو درست ہو جاتا ہے اور امام اسحاق نے کہا کہ اگر جان بوجہ کر چہوڑ دے
تو نماز دوہراوے اور اگر بہول کر چہوڑے تو نماز کا دوہرانا واجب نہین ۔ اور جب منہ
دہو چکے تو پہر اپنا داہنا ہاتہ دہووے تین بار کہنی سمیت اور پہلے ہاتہ دستہ یا پہونچے
کیطرف سے شروع کرے اور پہر اوسکو کہنی کیطرف دہووے اور اسیطرح اگر ہاتہ پر پانی
بہاوے تو پہلے پہونچے کیطرف سے بہاوے اور پہر اسی طرح اپنا بایان ہاتہ دہووے
تین بار کہنی سمیت امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ جمہور علما متفق ہین اس بات
پر کہ وضو مین دونون کہنیون اور ٹخنون کا دہونا فرض ہے اور زفر اور بعض داؤد ظاہری کہتے
ہین کہ فرض نہین لیکن یہ قول اون کا مخالف ہے حدیث اور اجماع کے اور پہر کہا کہ اگر
کسی آدمی کے دو منہ پیدا ہون اور برابر ہون تو سب کا دہونا واجب ہے اور اسیطرح اگر کسی آدمی کے
تین ہاتہ یا تین پاؤن پیدا ہون اور برابر ہون تو سبکا دہونا واجب ہے اور اگر زایدہ ہاتہ کم ہو اور
محل فرض مین پیدا ہوا ہو تو واجب ہے دہونا اوسکا بہی ساتہ اصلی ہاتہ کے اور اگر کہنی سے اوپر
پیدا ہوا اور محل فرض کے مقابل ہوا ہو تو اوسکا دہونا فرض نہین اور اگر محل فرض کے برابر ہوا ہو
تو اوسکا دہونا واجب ہے اور ہمارے بعض اصحاب کہتے ہین کہ واجب نہین اور اگر کسی آدمی کا
ہاتہ کہنی کے اوپر سے کاٹا جاوے تو اوسپر باقی ہاتہ کا دہونا واجب نہین لیکن باقی ہاتہ کا
دہونا مستحب ہے تاکہ وہ عضو طہارت سے خالی نہ رہے اور کہنی اور پہونچے کے درمیان سے
کاٹا جاوے تو باقی ہاتہ کا واجب ہے اور جب دونون ہاتہ کہنیون تک دہو چکے تو پہر مسح
کرے سر اپنے کا اور مستحب ہے کہ پہلے آگے کیطرف سے شروع کرے یعنی اسطرح پر کہ بالون کی اوگنے
کی جگہ سے شروع کرکے دونون ہاتہ سر کے آگے سے پیچہے کو لیجاوے یہانتک کہ پہونچے پچہلی طرف
سر کے جڑ گردن تک اور پہر اونکو پیچہے سے آگے کیطرف لاوے یہانتک کہ پہونچے اوس جگہ تک
کہ شروع کیا تہا اوس سے اور اگر مسح سر کا اول پچہلی طرف سے شروع کرے تو یہ بہی درست ہے ف
اور یہی قول ہے امام شافعی اور احمد اور اسحاق کا کہ مسح سر کا پہلے آگے کیطرف سے شروع کرے

بعض کہتے ہین کہ اول پیچھے کیطرف سے شروع کرے اور یہی قول ہے بعض اہل کوفہ کا
اور مستحب ہے سر کا مسح کرنا ایک بار ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ
امام ابو حنیفہ اور مالک اور احمد اور اکثر علمائے نزدیک سنت سر کا مسح ایک بار ہے اس سے
زیادہ نہ کرے انتہے اور امام شافعی کے نزدیک مستحب ہے کہ سر کا مسح تین بار کرے
اور اسکے موافق ایک حدیث بھی آئی ہے جو فتح الباری مین مذکور ہوئی اور اسیطرح مستحب ہے
کہ سارے سر کا مسح کرے اور اگر بعض سر کا مسح کرے تو یہ بھی درست ہے ف امام نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ سب علما کا اجماع ہے اسپر کہ سر کا مسح کرنا فرض ہے لیکن قدر
فرض مین اختلاف ہے امام شافعی کہتے ہین کہ واجب وہ چیز ہے کہ اوسپر مسح کا نام اطلاق
کیا جاوے اگرچہ ایک بال ہو اور امام مالک اور احمد اور ایک جماعت کے نزدیک سارے
سر کا مسح کرنا فرض ہے یعنی بعض سر کا مسح کافی نہین اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ فرض چوتہائی
سر کا مسح ہے + لیکن اگر بعض سر کا مسح کرے تو امام شافعی وغیرہ کے نزدیک
مستحب ہے کہ باقی اپنی پگڑی پر مسح کرے تاکہ سارے سر کا مسح پورا ہو جاوے اور نہین فرق
ہے اسمین کہ پگڑی کو وضو سے باندہا ہو یا بے وضو باندہا ہو اور یہی حکم ہے ٹوپی کا اھ
ما فی النووی + اور اسیطرح جائز ہے مسح کرنا صرف پگڑی پر بغیر سر کے ف امام ترمذی
نے کہا کہ یہی ہے قول اکثر اہل علم کا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب وغیرہ سے
اگر فقط پگڑی پر مسح کرے اور سر پر نہ کرے تو کفایت کرتا ہے اور یہی قول ہے حضرت
ابو بکر اور عمر اور انس کا اور ساتھ اسی کے قائل ہین اوزاعی اور امام احمد اور اسحاق اور ابو ثور
اور ابن خزیمہ اور ابن منذر وغیرہ لیکن یہ شرط ہے کہ اوتارنا اسکا مشکل ہو مانند موزے
کی اور طریق اوس کا یہ ہے کہ مضبوط اور محکم ہو مانند پگڑیون عرب کی انتہے لیکن امام
ابو حنیفہ اور شافعی اور مالک اور جمہور علما کے نزدیک فقط عمامہ پر مسح کرنا جائز نہین اھ
اور مستحب ہے کہ مسح سر کے لئے نیا پانی لیوے ف اور یہی قول ہے اکثر اہل علم کا کہ
مسح سر کے لئے نیا پانی لیوے اور پہر مسح سر کے بعد اسیطرح نیا پانی لیکر دونون کانون
کا مسح کرے اسطرح پر کہ شہادت کی دونو انگلیون سے کانون کے اندر کا مسح کرے

اور سوراخون مین اپنے اور انگوٹھون سے کانون کے باہر کا مسح کرے ف اور یہی
ہے مذہب امام شافعی کا کہ کانون کے مسح کیواسطے جدا پانی لیوے اور یہی قول ہے بعض
اہل علم کا اور امام مالک اور ابوحنیفہ اور احمد کہتے ہین کہ کان سر سے جدا نہین بلکہ سر کے
مسح کا پانی کانون کیواسطے کافی ہے اور یہی مذہب ہے سفیان ثوری اور ابن مبارک اور
اسحاق کا لیکن پہلا قول زیادہ تر صحیح ہے اور اگر مسح سر کیواسطے جدا پانی نہ لیوے بلکہ ہاتھون
کی باقی تری سے سر کا مسح کرے تو یہ بھی کافی ہے ۔ اور جب سر کا مسح کر چکے تو پھر اپنے
پاؤن کو دہو دے تین بار ٹخنون سمیت یعنی پہلے اپنا داہنا پاؤن دہو دے اور پھر اپنا
بایان پاؤن دہو دے تین تین بار ۔ اور خلال کرے پاؤن کی انگلیون کا ساتھ خنصر یعنے
چہوٹی انگلی بائین ہاتھ کی ف امام ترمذی نے کہا کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اہل علم کے
کہ وضو مین اپنے پاؤن کی انگلیون کا خلال کرے اور یہی قول ہے امام احمد اور اسحاق کا
اور سنت ہے کہ پاؤن کو پہلے انگلیون کیطرف سے شروع کرے پھر ٹخنون کیطرف
دہوتا جاوے جیسے کہ اوپر گذرا ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اجماع ہے
سب علما کا اسپر کہ وضو مین منہ اور دونون ہاتھون اور پاؤن کو دہونا اسی طرح سے کہ کوئی
جگہ خشک نہ رہے فرض ہے اور اجماع ہے اسپر کہ واجب ہے وضو مین دہونا پاؤن کا اور نہین
کافی ہے مسح کرنا اوپر پاؤن کے اور روافض کہتے ہین کہ فرض پاؤن کا مسح ہے اور یہ اون کی غلطی
ہے اور نصوص صریح ہین اسمین کہ واجب پاؤن کا دہونا ہے اور اسیطرح سب اصحاب کہ ناقل
وضو مین متفق ہین اسپر کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونون پاؤن کو دہویا انتہے اور
سنت ہے وضو مین شروع کرنا داہنی طرف سے یعنی سنت ہے کہ پہلے اپنا داہنا ہاتھ دہووے
اور پھر بایان ہاتھ دہو دے اور اسیطرح سنت ہے کہ پہلے اپنا داہنا پاؤن دہو دے اور پھر
اپنا بایان پاؤن دہو دے اور اگر پہلے بایان ہاتھ یا بایان پاؤن دہو دے تو وضو صحیح ہوجاویگا
لیکن فضیلت فوت ہوجاویگی ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اجماع ہے
سب علما کا اسپر کہ وضو مین داہنے ہاتھ اور داہنے پاؤن کو پہلے دہونا سنت ہے اگر ترک
کرے تو فضیلت فوت ہوگی اور وضو صحیح ہوجاویگا اور شیعہ کہتے ہین کہ پہلے داہنے کو

دہونا واجب ہے اور اونکے قول کا کچھہ اعتبار نہین اور پہر کہا کہ بائین ہاتہہ یا پاؤن کو پہلے دہونا
اگرچہ جائز ہے لیکن مکروہ ہے یہی قول ہے امام شافعی کا اور پہر کہا کہ بعضے اعضا ایسے
ہین کہ اونکو پہلے دہونا مستحب نہین اور وہ دونون کان ہین اور دونون ہتہیلیان اور دونون
رخسارے ہے بلکہ یکبارگی اکٹہے دہوے جاوین اور اگر دونون کو اکٹہے دہونا مشکل ہو جیسے کہ
اقطع کے حق مین ہے جسکے دونون ہاتہہ کٹے ہون تو پہلے داہنے کو دہویا جاوے انتہی اور
واجب ہے استیعاب تمام اجزا محل فرض کا یعنی وضو مین محل فرض کے تمام اجزا کا دہونا واجب ہے
اسطرح سے کہ وضو کے اعضا سے ذرہ کی برابر بہی کوئی خشک نہ رہے ف امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ اگر اعضاء وضو مین سے کوئی تہوڑی چیز
بہی خشک رہجاوے تو اوسکا وضو صحیح نہین ہوتا اگرچہ اوسکو معلوم نہوا اور اگر کوئی شخص تیمم
مین بعض منہ کو چہوڑ دے تو اوسمین اختلاف ہے پس مذہب ہمارا اور جمہور کا یہ ہے کہ اوسکا
تیمم صحیح نہین ہوتا جیسے کہ اوسکا وضو صحیح نہین اور امام ابو حنیفہ کے اسمین تین قول ہین ایک یہ کہ
اگر آدہے منہ سے کم چہوڑے تو درست ہے اور دوسرا یہ کہ اگر درہم سے کم چہوڑے تو
درست ہے اور تیسرا یہ کہ اگر چوتہائی سے کم چہوڑے تو درست ہے ؛ اور جائز ہے تفریق
کرنی اعضاء وضو مین چنانچہ میمونہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے وضو کیا سوا اپنے منہ اور ہاتہون کو دہویا پہر غسل کیا اور پہر غسل کے بعد اپنے پاؤن کو دہو
ڈالے سو ف وضو کے اعضا مین تفریق دو طرح سے ہوتی ہے ایک یہ کہ وضو کے بیچ مین
کوئی غیر کام کرے سوا وضو کے دوسرا یہ کہ اعضا کو پے در پے نہ دہووے بلکہ جب ایک
عضو خشک ہو جاوے تو پہر دوسرے کو دہووے جیسے کہ پہلے ایک پاؤن کو دہووے جب وہ خشک ہو جاوے
تو پہر دوسرے کو دہووے سو وضو کے اعضا مین دونو طرح کی تفریق کرنی درست ہے اور
یہی مذہب ہے امام بخاری وغیرہ کا اور امام مالک کہتے ہین کہ وضو مین موالات یعنی اعضا کو
پے در پے دہونا واجب ہے ؛ اور اسیطرح غسل مین بہی اعضا کو پے در پے دہونا واجب
نہین اور جب کہ غسل مین موالات واجب نہوئی تو وضو مین بطریق اولے واجب
نہوگی ۔ اور اسیطرح جائز ہے آگے پیچہے دہونا اعضاء وضو کا یعنی مثلا پہلے اپنا پاؤن

ہاتھ دہووے اور پیچھے داہنا ہاتھ دہووے یا پہلے بایان پاؤن دہووے اور پیچھے داہنا پاؤن
دہووے ف اور یہی ہے مذہب سب علما کا کہ وضو مین ترتیب واجب نہین اور شیخ موفق نے
مغنی مین کہا کہ ترتیب کے ناواجب ہونے مین کسی کو اختلاف نہین لیکن امام شافعی وغیرہ کے
نزدیک ترتیب واجب ہے لیکن سنت ہے کہ سب اعضا کو باترتیب دہووے جیسے کہ اوپر مذکور ہوا
اور جائز ہے دہونا وضو کے اعضا کو ایک ایک بار بہی اور دو دو بار بہی اور تین تین بار بہی
لیکن ایک ایک بار دہونا کفایت کرتا ہے اور دو دو بار دہونا افضل ہے اور تین تین بار
دہونا اوس سے بہی افضل ہے ف امام ترمذی نے کہا کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اہل علم کے
کہ وضو کے اعضا کو ایک ایک بار دہونا کافی ہے اور دو دو بار دہونا افضل ہے اور تین تین بار
دہونا اوس سے بہی افضل ہے ف اور وضو کے اعضا کو تین تین بار سے زیادہ دہونا بہی
جائز ہے لیکن مکروہ تنزیہی ہے اور یہی صحیح تر قول ہے شافعیہ کا۔ اور اسیطرح جائز ہے ایک
وضو مین دہونا بعض اعضا کا ایک ایک بار اور بعض کا دو دو بار اور بعض کا تین تین بار اور جائز
ہے تخفیف کرنی اعضا وضو مین یعنی وضو کے اعضا کو زیادہ نہ ملنا درست ہے + اور جائز
ہے وضو مین مدد لینی دوسرے آدمی سے اسطرح پر کہ دوسرا آدمی اس کے اعضا پر پانی
ڈالے اور یہ وضو کرے۔ اور اسیطرح جائز ہے منگوانا پانی کا دوسرے سے واسطے
وضو کے ف لیکن نہین مستحب ہے وضو کروانا دوسرے سے اسطرح پر کہ وہی پانی ڈالے
اور وہی اوس کے اعضا کو دہووے اور جائز ہے باوضو رہنا ہمیشہ۔ اور جائز ہے پڑہنا کئی نمازون
کا ایک وضو سے جب تک کہ وضو نہ ٹوٹے لیکن مستحب ہے کہ ہر نماز کے لئے تازہ وضو کرے
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اجماع ہو چکا ہے سب مسلمانون کا اسپر کہ
ہر نماز کے لئے نیا وضو کرنا مستحب ہے واجب نہین اور دوسری جگہ لکہا ہے کہ ہمارے اصحاب کہتے
ہین کہ مستحب ہے تازہ وضو کرنا اور وجہ یہ ہے کہ وضو پر وضو کرے بغیر ٹوٹنے پہلے وضو کے
اور تازہ وضو کے مستحب ہونے مین کئی وجہ ہین + صحیح تر یہ ہے کہ وہ مستحب اوس کے حق مین ہے کہ
نماز پڑہے ساتھ اوسکے برابر ہے کہ نماز فرض ہو یا نفل اور دوسری یہ کہ نہین مستحب ہے مگر واسطے
اوس شخص کے کہ اوس کے ساتھ فرض نماز پڑہے تیسری یہ کہ مستحب ہے واسطے اوس شخص

سکے کرے ساتھہ او سکے وہ چیز کہ بغیر وضوء کے درست نہین مانند چہوسنے قرآن کی اور سجدے
تلاوت کی ۔ اور چوتہی یہ کہ وضوء پر وضوء کرنا ہر حال مین مستحب ہے اگرچہ اوس کے ساتھہ کوئی
چیز نہ کرے بشرطیکہ دونون وضوء کے درمیان اتنا فاصلہ واقع ہو کہ اوسکے ساتھہ تفرقہ ہو سکے
اور غسل پر غسل کرنا صحیح مذہب مین مستحب نہین اور تیمم پر تیمم کرنا بہی مستحب ہے یا نہین اس مین دو قول مین
صحیح تر یہ ہے کہ مستحب نہین اور صورت اوس کی زخمی اور بیمار وغیرہ مین ہے کہ اون کو پانی
ہوتے تیمم کرنا درست ہے ۔ اور جائز ہے پونچہنا اعضا کا بعد وضوء کے کپڑے وغیرہ
سے ف اور یہی مذہب ہے ایک جماعت اہل علم کا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب وغیرہ
سے اور جو اونکے بعد مین کہ وضوء کے بعد بدن کو رومال وغیرہ سے پونچہنا درست ہے اور میمونہ
کی حدیث مین آیا ہے کہ غسل کے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پاس رومال لایا گیا سو آپ نے
اوسکو پہیر دیا اور بدن کو نہ پونچہا تو شاید اس موقع پر آپ کا بدن نہ پونچہنا اس وجہ سے تہا کہ وہ
کپڑا بہت میلا ہوا تہا اور یا اسواسطے کہ غسل اور وضوء کے بعد بدن کو کپڑے سے
پونچہنا لوگ واجب نہ سمجہ لین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم لکہا ہے کہ غسل اور وضوء
کے بعد بدن کو کپڑے سے پونچہنا مستحب ہے یا نہین اس مین ہمارے اصحاب کے پانچ قول
مین ایک یہ کہ مستحب ہے کہ نہ پونچہے اور نہین کہا جاتا کہ پونچہنا مکروہ ہے دوسرا یہ کہ بدن کو
پونچہنا مکروہ ہے تیسرا یہ کہ پونچہنا اور نہ پونچہنا برابر ہے اور یہی قول ہے جسکو ہم اختیار کرتے
ہین اسواسطے کہ منع اور استحباب کی کوئی دلیل نہین چوتہا یہ کہ وہ مستحب ہے کہ اوس سے بدن کا
میل دور ہوتا ہے پانچوان یہ کہ گرمی مین مکروہ ہے اور جاڑے مین مکروہ نہین اور صحابہ کو
بہی اس مین جہت اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ بدن پونچہنے مین کچہہ ڈر نہین یہ قول انس بن مالک
اور ثوری کا ہے اور بعضے کہتے ہین کہ مکروہ ہے یہ قول ابن عمرؓ اور ابن ابی لیلے کا ہے اور بعضے
کہتے ہین کہ وضوء مین مکروہ ہے اور غسل مین مکروہ نہین یہ قول ابن عباسؓ کا ہے اور بدن کا پونچہنا
کئی اصحاب سے مروی ہے لیکن امام ترمذی نے کہا کہ اس باب مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے
کوئی چیز ثابت نہین انتہی ملخصًا اور اگر غسل اور وضوء کے بعد ہاتہ سے پانی جہاڑے تو یہ بہی
درست ہے ۔ اور مکروہ ہے وضوء مین زیادہ خرچ کرنا پانی کا قدر ضرورت سے ۔ اور مکروہ ہے

مارنا پانی کا منہ پر مانند طمانچہ کی ❊ باب ہے وضو کی دعاؤن کے بیان مین ❊ جب
کوئی وضو کا ارادہ کرے تو پہلے بسم اللہ پڑھے اور جب ہاتھ دہووے تو یہ دعا پڑھے
بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یعنی شروع اللہ کے نام سے اور
سب تعریف واسطے اللہ کے ہے نہین طاقت پہرنے کی گناہ سے اور نہ قوت بندگی کی مگر ساتھ
توفیق اللہ کے ❊ اور جب استنجا کرے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰہُمَّ حَصِّنْ فَرْجِیْ وَیَسِّرْ لِیْ اَمْرِیْ
یعنی الٰہی بچا ستر میرے کو اور آسان کر کام میرا ❊ اور جب کلی کرے اور ناک مین پانی ڈالے تو یہ
دعا پڑھے اَللّٰہُمَّ لَقِّنِیْ حُجَّتِیْ وَلَا تُحَرِّمْنِیْ رَائِحَۃَ الْجَنَّۃِ یعنی الٰہی سکہا مجھکو دلیل میری
اور نہ حرام کر مجھپر بو بہشت کی ❊ اور جب منہ دہووے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰہُمَّ بَیِّضْ
وَجْہِیْ یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ یعنی الٰہی روشن کر منہ میرا اوس دن کہ روشن ہونگے منہ
اور جب بازؤن کو دہووے تو یہ دعا پڑھے اَللّٰہُمَّ اَعْطِنِیْ کِتَابِیْ بِیَمِیْنِیْ یعنی الٰہی
دے مجھکو کتاب میری بیچ دہنے ہاتہہ مین ❊ اور جب سر کا مسح کرے تو یہ دعا پڑھے
اَللّٰہُمَّ غَشِّنَا بِرَحْمَتِکَ وَجَنِّبْنَا عَذَابَکَ یعنی الٰہی ڈہانک ہمکو ساتھ رحمت اپنی کے اور
بچا ہمکو عذاب اپنے سے ❊ اور جب پاؤن کو دہووے تو یہ دعا پڑہے اَللّٰہُمَّ ثَبِّتْ قَدَمَ
یَوْمَ تَزِلُّ فِیْہِ الْاَقْدَامُ یعنی الٰہی ثابت رکھ میرے قدم کو اوس دن کہ پہسلینگے اوس مین
قدم ❊ ان دعاؤن کا اسقدر ثواب ہے کہ اگر کوئی بندہ انکو وضو کے ساتھ پڑھے تو جو قطرہ کہ
اوسکے اعضا سے گرے اللہ تعالیٰ ہر قطرے سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے کہ ستر زبان سے
خدا کی تسبیح کہتا ہے اور اوس تسبیح کا ثواب قیامت تک اوس آدمی کو ملتا ہے ❊ اور جب
وضو سے فارغ ہو تو یہ دعا پڑھے اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ
اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ❊ اَللّٰہُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَ
اجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَہِّرِیْنَ ❊ یعنی گواہی دیتا ہون مین اس کی کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت
کی نہین وہ اکیلا ہے نہین کوئی شریک اوسکا الٰہی کر مجھکو توبہ کرنیوالون مین سے اور
کر مجھکو پاک ہونیوالون مین سے ❊ اس لئے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے یعنی اوس کے فرض
سنت مستحب سب بجا لاوے اور پہر یہ دعا پڑھے تو اوس کے لئے بہشت کے آٹھون دروازے

دروازے کھولے جاتے ہین جس دروازے سے چاہے اوس مین داخل ہو ✦ **باب**
**موزون پر مسح کرنے کے بیان مین** ✦ وضو کے وقت موزون پر مسح کرنا
جائز ہے خواہ گھر مین ہو یا سفر مین ہو **ف** ابن مبارک نے کہا کہ موزون پر مسح کرنا بالاتفاق
جائز ہے اور امام ابن عبد البر نے کہا کہ فقہائے سلف سے اسبات مین کسی کو اختلاف نہین مگر امام مالک
سے مگر صحیح روایت اوس سے یہی ہے کہ موزون پر مسح کرنا درست ہے اور امام نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ علماء معتبرین کا اجماع ہے اس پر کہ موزون پر مسح کرنا
جائز ہے سفر مین بہی اور حضر مین بہی برابر ہے کہ کوئی حاجت ہو یا نہو یہان تک کہ جو عورت
ہمیشہ گھر مین رہتی ہو اوسکو بہی مسح کرنا جائز ہے اور شیعہ اور خوارج کہتے ہین کہ
موزون پر مسح کرنا درست نہین اور نہین اعتبار ہے اون کے خلاف کا اور امام مالک
سے اس مین کئی روایتین آئی ہین مشہور یہی ہے کہ اون پر مسح کرنا جائز ہے مانند
قول جمہور کی اور پہر کہا کہ اس مین علماء کو اختلاف ہے کہ پاؤن کا دہونا افضل ہے یا موزون
پر مسح کرنا افضل ہے سو ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ پاؤن کا دہونا افضل ہے موزون پر مسح کرنے
سے اور یہی مذہب ہے بہت اصحاب کا اور یہی قول ہے حضرت عمرؓ کا اور ابن عمرؓ اور ابو ایوب انصاری
کا اور بعضے تابعین کہتے ہین کہ موزون پر مسح کرنا افضل ہے یہ قول شعبی اور حکم اور حماد کا ہے اور
امام احمد کے اسمین دو قول ہین مشہور یہ ہے کہ مسح کرنا افضل ہے دوسرا یہ کہ دونو برابر ہین اسیکو
اختیار کیا ہے ابن منذر نے انتہی اور شرط جائز ہونے مسح موزون کی یہ ہے کہ اونکو طہارت
کاملہ پر پہنا ہو یعنی پہلے وضو کو کامل اور پورا کرے اور جب وضو سے فارغ ہو تو پہر اونکو پہنے
**ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ نہین جائز ہے
مسح کرنا موزون پر مگر جبکہ پہنا ہو اونکو طہارت کاملہ پر یعنی جب تمام وضو سے فارغ ہو تو اوس
وقت اونکو پہنے اور پہر کہا کہ علماء کو اس مین اختلاف ہے پس ہمارا مذہب یہ ہے کہ شرط ہے کہ
اونکو ✦ طہارت کاملہ پر پہنا ہو یہانتک کہ اگر اول داہنا پاؤن دہوے اور اوس مین موزہ
پہنے پہلے دہونے بائین پاؤن کے اور پہر بایان پاؤن دہووے اور اوسمین موزہ پہنے تو داہنے پاؤن
مین موزہ پہننا درست نہین پس واجب ہے کہ اوسکو اوتار کر پہر پہنے اور بائین موزے کے

اوتارنے کی کچھ حاجت نہین کہ وہ پورے وضوء کے بعد پہنا گیا ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک
اور احمد اور اسحاق کا (اور یہی قول ہے جمہور کا) اور امام ابو حنیفہ وغیرہ کہتے ہین کہ جائز
ہے کہ پہنے موزے کو بغیر وضوء کے اور کامل کرے وضو کو بعد اوس کے یعنی اگر اول داہنا پاؤن
دہووے اور اوسمین موزہ پہنے پہلے دہونے بائین پاؤن کے اور پہر بایان دہووے اور اوسمین موزہ
پہنے تو درست ہے اور مسح کرنا اوسپر جائز ہے انتہے اور فتح الباری مین ہے کہ داؤد کہتے ہین کہ اگر
موزے کے پہننے کے وقت اوس کے پاؤن پر پلیدی نہو تو اوسکو مسح کرنا درست ہے اور اگر تیمم
کرکے اونکو پہنے تو اوسکو موزون پر مسح کرنا اونکے نزدیک درست نہین اور مخالف ہے اونکا
اصبغ اور اگر وضو کی نیت سے دونون پاؤن سب اعضائے پہلے دہووے اور پہر موزے
پہنے پہر باقی وضو پورا کرے تو امام شافعی وغیرہ کے نزدیک اوسپر مسح کرنا درست نہین کہ اونکے
نزدیک وضو مین ترتیب واجب ہے اور جنکے نزدیک ترتیب واجب نہین اونکے نزدیک بہی اوسپر مسح
کرنا درست نہین اسواسطے کہ طہارت تجزی اور ٹکڑے نہین ہوتی انتہی کما فی الفتح ۔
احمد مدت جائز ہونے مسح کی واسطے مقیم کے (جو مسافر نہو) ایک دن رات ہے اور واسطے مسافر
کے تین دن رات ہین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس مین دلیل واضح ہے واسطے
مذہب جمہور کے کہ مسح کی مدت معین ہے کہ مقیم ایک دن رات مسح کرے اور مسافر تین دن رات
مسح کرے یعنی مقیم کو ایک دن رات سے زیادہ اور مسافر کو تین دن رات سے زیادہ مسح کرنا درست
نہین اور یہی ہے مذہب ابو حنیفہ اور شافعی اور احمد کا اور جمہور علما کا اصحاب سے اور جو
اون کے بعد ہوے اور امام مالک کا مشہور قول یہ ہے کہ مسح کی کوئی مدت معین نہین جب تک چاہے مسح
کئے جاوے تین دن ہون یا کم و بیش اور پہر کہا کہ امام شافعی اور بہت علمائے نزدیک ابتداء مدت
مسح موزے کی وضو کے ٹوٹنے کیوقت سے ہے بعد پہننے موزون کے نہ وقت پہننے سے
اور نہ وقت مسح سے یعنی مثلاً ایک شخص نے فجر کو وضو کرکے موزے پہنے اور اوسکا وضو ظہر
کو ٹوٹا تو ظہر سے ایکدن رات شمار کرے یعنی اوسکو اگلے دن کی ظہر تک موزون پر مسح کرنا جائز ہے اور پہننے
کیوقت سے ایک دن رات شمار نہ کرے اور طریق مسح موزے کا یہ ہے کہ ہاتہ کی سب
انگلیان پانی سے تر کرکے پاؤن کی انگلیون کے سرون سے پنڈلی کی جڑ تک

پاؤن کی اونگلیون کے سرون سے پنڈلی کی جڑہ تک ایک بار کھینچے اور کھینچنے کے وقت ہاتھ
کی اونگلیون کو کشادہ رکھے ۔ اور ٹوٹ جاتا ہے مسح اوس چیز سے کہ ٹوٹتا ہے اوس سے
وضوء ۔ اور ٹوٹ جاتا ہے مسح اوتارنے موزون کے سے پیچھے ٹوٹنے وضو کے اور
اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے مسح جنابت سے یعنی جماع کرنے سے ف امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اگر کوئی مسح موزے کی مدت گذرنے سے پہلے جنبی ہو تو اوسکو موزون
پر مسح کرنا درست نہین اور اگر نہاوے اور پاؤن کو موزون مین دہووے تو اوس کی
جنابت دور ہو جاتی ہے اور اوس کی نماز درست نہین ہوتی ہے اور اگر اوسکے بعد اوسکا وضو
ٹوٹ جاوے تو اوسکو موزون پر مسح کرنا درست بلکہ وجب ہے کہ اوسکو اتار ڈالے
اور وضو کرکے پہر اوسکو پہنے اور اگر اوسکا پاؤن موزے مین ناپاک ہو جاوے اور اوسکو
موزے کے اندر دہووے تو اوسکو اوسکے بعد موزون پر مسح کرنا درست ہے یعنی اسلئے کہ
جنابت سے مسح ٹوٹ جاتا ہے اور نجاست سے نہین ٹوٹتا انتہی اور اسیطرح سے ٹوٹ جاتا ہے
مسح گذرنے مدت مسح کی سے یعنی مقیم کو ایک دن رات اور مسافر کو تین دن رات سے
زیادہ مسح کرنا جائز نہین + اور نہین ٹوٹتا مسح موزیکا پاخانے سے اور نہ پیشاب سے
اور نہ سونے سے + اور جائز ہے مسح کرنا موزے کے نیچے کی طرف بہی ف امام
شافعی نے کہا کہ موزے کی نیچے کیطرف مسح کرنا سنت ہے اور اوسکی اوپر کیطرف مسح کرنا واجب
ہے اور اختلاف ائمہ مین ہے کہ سنت ہے کہ موزیکے اوپر کیطرف بہی مسح کرے اور نیچے کیطرف
بہی مسح کرے یہ قول امام شافعی اور مالک اور ابو حنیفہ کا ہے اور امام احمد نے کہا کہ سنت
ہے کہ فقط موزے کے اوپر کیطرف مسح کرے اور اگر فقط اوپر کیطرف مسح کرے تو بالاتفاق
درست ہے اور اگر فقط نیچے کیطرف ہی مسح کرے اوپر کیطرف مسح نہ کرے تو یہ بالاتفاق
نہین اور مشہور قول امام ابو حنیفہ کا ہے مانند قول امام احمد کی انتہی ایسا ہی لکھا ہے حاشیہ
مشکوۃ مین اور امام ترمذی نے کہا کہ یہی قول ہے کئی صحابہ اور تابعین کا کہ موزون کے اوپر اور نیچے
دونون طرف مسح کرنا درست ہے اور یہی قول ہے امام مالک اور شافعی اور اسحاق کا ف
فتح الباری مین لکھا ہے کہ موزون پر مسح کرنا خاص ہے ساتھ وضو کے غسل کو اوسمین کچھ دخل نہین یعنی غسل مین

موزون پر مسح کرنا درست نہین جیسا کہ اوپر گذرا **فائدہ ثانیہ** اگر کوئی مدت مسح کی گذرنے سے
پہلے مسح کے بعد موزے اوتارے تو امام احمد اور اسحاق وغیرہ کے نزدیک وضو پھیر
کرے اور کوفے والے کہتے ہین کہ دونون پاؤن کو دہووے اور یہی قول ہے ابو ثور اور مالک
اور لیث کا اگر یہ کہ مدت دراز ہو اور حسن اور ابن ابی لیلی اور ایک جماعت کہتے ہین کہ پاؤن کا دہونا
اور مسح واجب نہین **ف** ابی بن عمارہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ موزون پر تین دن سے
زیادہ مسح کرنا بھی درست ہے سو امام نووی نے کہا کہ یہ حدیث ضعیف ہے ساتھ اتفاق
اہل حدیث کے یعنی پس صحیح حدیثون کے مقابلہ مین اس سے استدلال کرنا درست نہین +
اور اسیطرح جائز ہے مسح کرنا جرابون پر **ف** امام ترمذی نے کہا کہ یہی قول ہے بہت
اہل علم کا کہ جرابون پر مسح کرنا درست ہے جبکہ گاڑھی ہون اور ساتھ اسی کے قائل ہین سفیان
ثوری اور ابن مبارک اور شافعی اور احمد اور اسحاق انتہی **باب ہے وضو کو توڑنے
والی چیزون کے بیان مین** + جسکا وضو ٹوٹ جاوے اوس کی نماز قبول
نہین ہوتی یہانتک کہ وضو کرے + اور ٹوٹ جاتا ہے وضو اوس چیز سے کہ نکلے آگے کی
راہ سے یعنی پیشاب سے اور منی سے اور مذی سے **ف** اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور ابو حنیفہ
اور احمد اور جمہور کا کہ وضو واجب ہے + اور اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے وضو حیض سے اور نفاس سے
اور استحاضہ سے اور اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے وضو اوس چیز سے کہ نکلے پیچھے کی راہ سے یعنی
یعنی پاخانے سے اور ہوا سے اور کیڑے سے کہ نکلے دبر سے اور مانند جون کی کہ نکلے ذکر مرد
کے سے **ف** امام نخعی اور حماد بن سلمہ کہتے ہین کہ اوس سے وضو نہین ٹوٹتا اور یہی قول ہے
امام مالک کا لیکن امام مالک کہتے ہین کہ اگر اوس کے ساتھ کوئی نجاست ہو کہ اوس سے بدن آلودہ ہو
تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی قول ہے ابن مبارک اور شافعی اور اسحاق کا - اور اسیطرح ٹوٹ
جاتا ہے وضو ہاتھ لگانے شرمگاہ کے سے یعنی خواہ اپنے ذکر کو ہاتھ لگا دے یا اپنی دبر کو
ہاتھ لگا دے دونو سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی قول ہے بہت صحابہ اور تابعین کا
اور ساتھ اسی کے قائل ہین امام شافعی اور احمد اور اسحاق اور یہی حکم ہے غیر کے ذکر کا کہ اگر
کوئی غیر کے ذکر کو ہاتھ لگا دے تو اوس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے - اور اسیطرح اگر عورت

اپنے قبل یا دبر کو یا غیر کے قبل اور دبر کو ہاتھ لگا دے تو اوسکا بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن اگر
درمیان کوئی پردہ ہو تو شرمگاہ کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا **ف** اور ایک روایت
مین آیا ہے کہ ذکر کو ہاتھ لگانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی قول ہے حنیفہ کا لیکن یہ حدیث
منسوخ ہے اور یا محمول ہے اسپر کہ درمیان کوئی پردہ ہو۔ اور اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے وضو
ہاتھ لگانے عورت کے سے اور بوسہ لینے اوسکے سے **ف** اور یہی قول ہے امام
مالک اور شافعی اور اوزاعی اور احمد اور اسحاق (اور جمہور) کا کہ اگر کوئی عورت کا بوسہ لے
تو اوسکا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی قول ہے بہت اہل علم کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب
اور تابعین سے اور حنفیہ کہتے ہین کہ عورت کے بوسہ لینے سے وضو نہیں ٹوٹتا لیکن امام
ترمذی نے کہا کہ وضو کے نہ ٹوٹنے مین کوئی حدیث ثابت نہین ہوئی۔ اور اسیطرح ٹوٹ
جاتا ہے وضو قے کرنے سے یعنی جس سے منہ بھر جاوے **ف** اور یہی ہے قول بہت اہل علم کا اصحاب
اور تابعین سے کہ قے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے وضو اونٹ کے گوشت
کہانے سے **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام احمد اور اسحاق کے
نزدیک اونٹ کے گوشت کہانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور یہی قول ہے یحیی بن یحیی اور
ابن منذر اور ابن خزیمہ کا اور اسی کو اختیار کیا ہے امام بیہقی نے اور یہی حکایت کیا گیا ہے
اہل حدیث سے مطلقا اور یہی حکایت کی ایک جماعت صحابہ سے اور پھر کہا کہ اکثر علما کا مذہب
یہ ہے کہ اونٹ کے گوشت کہانے سے وضو نہیں ٹوٹتا اور یہی قول ہے حضرت ابوبکر اور عمر اور
عثمان اور علی اور ابن مسعود اور ابی بن کعب اور ابن عباس اور ابو طلحہ اور عامر بن ربیعہ اور
ابو امامہ اور جمہور تابعین کا اور یہی قول ہے امام مالک اور شافعی اور ابو حنیفہ اور ان کے
اصحاب کا اور پھر کہا کہ قوی تر مذہب یہی ہے کہ اونٹ کے گوشت سے وضو ٹوٹ جاتا ہے
اگرچہ جمہور کا مذہب اوسکے مخالف ہے۔ اور اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے وضو لیٹ کر سوجانے
سے لیکن بیٹھے بیٹھے سونے اور کھڑے کھڑے سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا یعنی اگرچہ جھپک
جاوے اور خراٹے آنے لگے **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
کہ اس مسئلے مین علما کو اختلاف ہے کئی مذہبون پر ایک یہ کہ سونے سے کسی حال مین وضو

نہین ٹوٹتا یہ ہے حکایت کیا گیا ابی موسی اشعری اور سعید بن مسیب اور ابی مجلز اور حمید اعرج سے دوم یہ کہ سونا وضوٴ کو ہر حال مین توڑ دیتا ہے یعنی خواہ کھڑے سووے یا بیٹھے یا لیٹ کر اور یہی ہے مذہب حسن بصری اور مزنی اور ابی عبید اور اسحاق بن راہویہ کا اور یہی قول ہے ابن منذر کا اور یہی قول غریب ہے امام شافعی کا اور کہا کہ یہی روایت ہے ابن عباس اور انس اور ابی ہریرہ رضی اللہ عنہم سے سوم یہ کہ بہت سونے سے ہر حال مین وضوٴ ٹوٹ جاتا ہے اور تھوڑے سے سونے سے کسی حال مین وضوٴ نہین ٹوٹتا یعنی نہ کھڑے یا نہ بیٹھے نہ لیٹ کر یہ مذہب زہری اور ربیعہ اور اوزاعی اور مالک کا ہے اور امام احمد کا بھی ایک قول یہی ہے چہارم یہ کہ اگر نمازیون کی شکل پر سووے مانند رکوع کرنے والے کی اور سجدہ کرنیوالے کی اور کھڑے ہونیوالے کی اور بیٹھنے والے کی تو اوس سے وضوٴ نہین ٹوٹتا برابر ہے کہ نماز مین ہو یا نہو اور اگر پہلو پر لیٹ کر سووے یا چت لیٹ کر سووے تو اوس سے وضوٴ ٹوٹ جاتا ہے اور یہی ہے مذہب امام ابو حنیفہ اور داوٴد کا اور یہی ایک قول ہے غریب امام شافعی کا پنجم یہ کہ سونا وضوٴ کو نہین توڑتا مگر سونا رکوع کرنیوالے کا اور سجدہ کرنیوالا یہ روایت ہے امام احمد سے ششم یہ کہ فقط سجدہ کرنیوالے کا سونا وضوٴ کو توڑتا ہے یعنی اسکے سوا اور کوئی سونا وضوٴ کو نہین توڑتا ہفتم یہ کہ نماز کے اندر سونے سے کسی حال مین وضوٴ نہین ٹوٹتا اور نماز کے باہر سونے سے ہر حال مین وضوٴ ٹوٹ جاتا ہے یہ قول ضعیف امام شافعی کا ہے ہشتم یہ کہ اگر سونے مین اوس کی مقعد اپنی جگہ پر قائم رہے تو اوسکا وضوٴ نہین ٹوٹتا اور اگر اوس کی مقعد اپنی جگہ پر قائم نہ رہے بلکہ ہلجا دے تو اوسکا وضوٴ ٹوٹ جاتا ہے خواہ سونا تھوڑا ہو یا بہت ہو اور برابر ہے کہ نماز کے اندر ہو یا نماز سے باہر ہو یہ مذہب امام شافعی کا ہے اور انکے نزدیک نوم فی نفسہ حدث نہین بلکہ اسواسطے کہ وہ دلیل ہے ہوا کے نکلنے پر اور اس باب مین بہت حدیثین وارد ہو چکی ہین کہ ان اقوال کیواسطے اون سے استدلال کیا جاتا ہے اور مین نے انکی تطبیق اور وجہ دلالت کی شرح مہذب مین بیان کی ہے اور پھر کہا کہ سب علما کا اتفاق ہے کہ اگر دور ہو وے عقل دیوانہ ہونیسے یا بیہوش ہونیسے یا مست ہونیسے ساتھ شراب یا نبیذ یا بہنگ کے یا دوا سے تو اوس سے وضوٴ ٹوٹ جاتا ہے برابر ہے کہ تھوڑا ہو یا بہت ہو اور برابر ہے

کہ اوس کی مقعد اپنی جگہ مین قائم رہے باز رہے اور کہا کہ ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کا وضو لیٹ کر سونے سے نہین ٹوٹتا تھا یہ آپ کا خاصہ ہے انتہی اور
صحیح تر سب قولون مین قول چہارم ہے کہ بیٹھے اور کہڑے سونے سے وضو نہین ٹوٹتا اور لیٹ
کر سونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے امام ترمذی نے کہا کہ یہی قول ہے اکثر اہل علم کا اور ساتھ
اسی کے قائل ہین ثوری اور ابن مبارک اور احمد انتہے + اور یہی حکم ہے اونگہہ کا بہی کہ اوس سے
وضو نہین ٹوٹتا یعنی اگرچہ پہلو پر لیٹا ہوا ہو + اور اسیطرح ٹوٹ جاتا ہے وضو مردے کے
نہلانے اور اوس کے اوٹہانے سے ف امام ترمذی نے کہا کہ یہی قول ہے بعض اہل
علم کا حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب وغیرہ سے کہ میت کے نہلانے سے غسل واجب
ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وضو واجب ہے یہ قول امام احمد کا ہے اور امام مالک اور شافعی کہتے
ہین کہ غسل واجب نہین مستحب ہے انتہے اور ٹوٹ جاتا ہے وضو غیبت کرنے سے۔ لیکن نہین
نہین ٹوٹتا ہے وضو خون کے نکلنے سے یعنی اگر قبل اور دبر کے سوا کسی اور جگہ سے خون نکلے تو
اوس سے وضو نہین ٹوٹتا اگرچہ جاری ہو خون سر سے پاؤن تک ف اور یہی قول ہے حسن
بصری اور طاؤس اور محمد بن علی اور عطا اور اہل حجاز کا کہ خون کے نکلنے سے وضو نہین ٹوٹتا او
یہی ہے قول فقہاء سبعہ کا اور یہی قول ہے امام شافعی اور مالک اور ابراہیم نخعی کا + اور حنفیہ کہتے
ہین کہ اگر آدمی کے بدن سے خون جاری ہو تو اوس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن یہ قول اونکا
مخالف ہے حدیث کے انتہی اور اسیطرح نہین ٹوٹتا ہے وضو نکسیر پہوٹنے سے کہ وہ بہی
مانند خون کی ہے۔ اور اسیطرح نہین ٹوٹتا ہے وضو غشی سے اور بیہوشی سے یعنی جبکہ حواس
قائم ہون اور جبکہ اسمین حواس قائم نہین تو اوس سے بالاجماع وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
اور اسیطرح نہین ٹوٹتا ہے وضو کہانے گوشت بکری کے سے ف اور یہی حکم ہے سب
حلال جانورون کے گوشت کا سوا گوشت اونٹ کے کہ اون کے کہانے سے بہی وضو نہین
ٹوٹتا اور یہی حکم ہے ہر چیز کا کہ پکائی جاوے ساتھ آگ کے کہ اوسکے کہانے سے بہی وضو نہین
ٹوٹتا اور یہی مذہب ہے اکثر اہل علم کا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین سے اور جو اون
کے پیچھے ہین کہ آگ کی پکی ہوی چیز سے وضو نہین ٹوٹتا اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور ابن مبارک

اور شافعی اور احمد اور اسحاق کا اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ پہلے
زمانے مین اس مسئلے مین اختلاف تہا اور اب سب کا اجماع ہے اسپر کہ آگ کی پکی چیز کے
کہانے سے وضو نہین ٹوٹتا + اور اسیطرح نہین ٹوٹتا وضو ستو کے کہانے سے لیکن
مستحب ہے کلی کرنا بعد کہانے اوس کے + اور اسیطرح نہین ٹوٹتا ہے وضو دودہ کے
پینے سے لیکن مستحب ہے کلی کرنا بعد کہانے اوس کے ف اور یہی ہے مذہب
بعض اہل علم کا کہ دودہ کے پینے کے بعد کلی کرنا مستحب ہے ف امام نووی نے شرح
صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ دودہ پینے سے کلی کرنا مستحب ہے
اور علما کہتے ہین کہ اگر دودہ کے سوا کوئی اور چیز کہا پی جاوے تو اوس کے بعد کلی کرنا
بہی مستحب ہے تاکہ کوئی ریزہ اوس کا منہ مین باقی نرہے کہ اوسکو نماز کے اندر نگلے اور
چاہیے کہ اوس کی چکنائی کو دفع کرے اور منہ کو اوس سے پاک کرے اور پہر کہا کہ علما
کو اختلاف ہے اس مین کہ کہانا کہانے سے پہلے اور پیچہے ہاتہ دہونے مستحب ہین یا نہین
ظاہر تر یہ قول ہے کہ مستحب ہین مگر جبکہ یقین ہو ستہرا ہونے ہاتہ کا پلیدی اور میل سے
اور اسیطرح کہانے کے بعد بہی ہاتہ دہونے مستحب ہین مگر جبکہ کہانے کا اثر ہاتہ پر باقی
نرہے بایں طور کہ خشک ہو یا اوسکو ہاتہ نہ لگا ہو یہ قول امام مالک کا ہے + اور اسی طرح نہین
ٹوٹتا ہے وضو ہنسنے سے ف اجماع ہو چکا ہے اس پر کہ اگر کوئی نماز کے باہر ہنسے تو
اوس سے وضو فاسد نہین ہوتا اور اگر نماز کے اندر ہنسے تو حنفیہ کے نزدیک وضو ٹوٹ
جاتا ہے لیکن یہ قول اُن کا مخالف ہے قیاس جلی کے یعنی اس لئے کہ جب نماز کے باہر ہنسنے
سے وضو نہین ٹوٹتا تو نماز کے اندر ہنسنے سے بطریق اولی فاسد نہین ہوگا کہ اوس سے
نماز کا باطل ہونا لازم آتا ہے حالانکہ حکم ہے کہ اپنے عملون کو باطل نہ کرو اور ایک حدیث
مین آیا ہے کہ ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے سو وہ حدیث ضعیف ہے علاوہ ازین وہ
حدیث بہی اونکے نزدیک عام نہین بلکہ خاص ہے ساتہ قہقہہ کے انتہی اور اسی طرح
نہین ٹوٹتا وضو سینگی لگوانے سے بلکہ صرف لگوانے کی جگہ کو دہونا آتا ہے + اور
اسیطرح نہین ٹوٹتا وضو لبوں کے بال لینے سے اور ناخونون کے کٹوانے سے

ت فتح الباری مین لکہا ہے کہ اجماع ہے اسپر کہ لبون اور ناخونون کے لینے سے وضو
نہین ٹوٹتا + اور اسیطرح نہین ٹوٹتا وضو شک سے یعنی اگر کسی کو شک پڑے کہ اوس کی ہیٹہ سے
ہوا نکلی یا نہین تو اوس سے وضو فاسد نہین ہوتا[له] یعنی خواہ نماز کے اندر ہو یا باہر ہو یہانتک
کہ یقین حاصل ہو ف اور یہی ہے مذہب جمہور کا کہ شک سے وضو نہین ٹوٹتا برابر ہے
کہ نماز کے اندر ہو یا باہر ہو اور امام مالک کے نزدیک شک سے وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ
نماز کے اندر یا باہر اور امام نووی رحمہ نے کہا کہ یہ علم اوسی وقت ہے کہ وضو کے باقی رہنے کا
یقین ہو اور وضو کے ٹوٹنے کا شک ہے اور اگر وضو کے ٹوٹنے کا یقین ہو اور وضو کے
باقی رہنے کا شک ہو تو اوسکو بالاجماع وضو کرنا واجب ہے اور اگر کسیکو شک پڑے کہ
سورج نکلنے کے بعد مثلاً وضو کیا تھا اور وضو ٹوٹ بہی گیا تہا اور اسکو یہ معلوم نہین
رہا کہ پہلے وضو کیا تہا یا پہلے ٹوٹا اگر سورج نکلنے سے پہلے بہی اوسکو معلوم نہین تہا
تو واجب ہے اوسکو وضو کرنا اور اگر پہلے اوسکو معلوم تہا اور اب معلوم نہین سو اوسمین
ہمارے اصحاب کے کئی قول مین مشہور یہ ہے کہ ضد کو اختیار کرے یعنی اگر سورج نکلنے
سے پہلے بیوضو تہا سو اب باوضو ہے اور اگر پہلے باوضو تہا تو اب بیوضو ہے اور دوسرا
قول یہ ہے کہ اوسکو ہر حال مین وضو کرنا لازم ہے اور یہی صحیح تر ہے نزدیک اہل تحقیق
کے اور اسی طرح جب آدمی کو شک پڑے کہ آیا اوس نے اپنی بیوی کو طلاق دی یا نہین
یا اپنے غلام کو آزاد کیا ہے یا نہین یا یہ پانی پلید ہے یا نہین یا یہ پانی پاک ہے یا نہین
یا یہ کپڑا اور کہانا وغیرہ طیب ہے یا نہین یا اوس نے آیا تین رکعتین پڑہین یا چار
رکعتین پڑہین یا اوس نے رکوع اور سجدہ کیا ہے یا نہین یا اوس نے نماز کی نیت
کی یا روزے کی یا وضو کی یا اعتکاف کی اور وہ ان عبادتون کے درمیان ہے اور جو
مانند انکے ہین تو ان سب صورتون مین شک کا کچہہ اعتبار نہین اور اصل ہونا ان شکوک
کا ہے یعنی پس نہ عورت کو طلاق واقع ہوتی ہے اور نہ غلام آزاد ہوتا ہے اور نہ پانی
پلید ہوتا ہے اور نہ کپڑا اور کہانا وغیرہ پلید ہوتا ہے + اور اسیطرح سب عبادتون
مین اوس کی نیت بہی صحیح ہے اور شک کا کچہہ اعتبار نہین انتہی ۔

له یہ حدیث عباد کی سو مضمون اس کے بخاری طبع انصاری کے صفحہ ۱۲ مین ہے ۱۲ ک یہ مضمون شرح صحیح مسلم کے صفحہ ۱۵۰ مین ہے ۱۲

**باب ہے اس بیان مین کہ بیوضوٗ کیا چیز کرنی جائز ہے اور کیا جائز نہیں**

جائز ہے پڑھنا قرآن کا بغیر وضوٗ کے لیکن نہین جائز ہے ہاتھ لگانا قرآن کو بغیر وضوٗ
کے **ف** اور اسی طرح جائز ہے پڑھنا ذکر اور دعا اور درود اور تسبیح اور تہلیل وغیرہ کا
بغیر وضوٗ کے اور اسی طرح جائز ہے لکہنا خط کا بغیر وضوٗ کے یعنی جو کہ بسم اللہ کے
ساتھ شروع کیا جاوے اور جو خط کہ بسم اللہ کے ساتھ شروع نہ کیا جاوے اوس کو
بیوضوٗ لکہنا درست ہے **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ تسبیح اور تہلیل اور تکبیر
اور تحمید وغیرہ ذکرون کا بیوضوٗ پڑہنا بالاجماع جائز ہے ، اور اسی طرح جائز ہے طعام کہانا
اور پانی پینا بغیر وضوٗ کے بلکہ بے ہاتھ دہوے کہانا کہانا درست ہے **ف** امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ سب علما کا اتفاق ہوا اسپر کہ جائز ہے کہانا کہانا اور پانی پینا اور ذکر
کرنا اور قرآن پڑہنا اور جماع کرنا بغیر وضوٗ کے انہین سے کسی چیز مین کراہت نہین لیکن نہین جائز ہے
پڑہنا نماز کا بغیر وضوٗ کے **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ بیوضوٗ نماز پڑہنی حرام
ہے خواہ نماز فرض ہو یا نفل ہو اور خواہ سجدہ تلاوت اور شکر کا ہو یا جنازہ ہو اور اگر کوئی بیوضوٗ
جان بوجہ کر نماز پڑہے بغیر عذر کے تو گنہگار ہوتا ہے لیکن کافر نہین ہوتا اور امام ابوحنیفہ سے
حکایت کی گئی ہے کہ بیوضوٗ نماز پڑہنے سے آدمی کافر ہوجاتا ہے انتہے اور اسی طرح نہین جائز
ہے طواف کرنا خانہ کعبے کا بغیر وضوٗ کے **ف** یہی مذہب ہے اماموں کا لیکن حنفیہ
کے نزدیک اوس کے لئے طہارت شرط نہین اور مکروہ ہے کہنا اذان کا بغیر وضو کے **ف**
امام ترمذی نے کہا کہ یہی ہے قول بعض اہل علم کا کہ بیوضوٗ اذان کہنا مکروہ ہے اور یہی قول
ہے امام شافعی اور اسحاق کا اور بعض اہل علم کہتے ہین کہ بیوضوٗ اذان کہنا درست ہے اور
یہی ہے قول سفیان ثوری اور ابن مبارک اور احمد کا انتہے اور اسیطرح مکروہ ہے کہنا سلام
کا بغیر وضوٗ کے اور اسیطرح مکروہ ہے سلام کا جواب دینا بہی **باب ہے غسل واجب کے**
**بیان مین** ❖ فرض ہوتا ہے نہانا جنابت کے سبب سے یعنی مرد عورت سے جماع کرے
یعنی داخل کرے ذکر اپنا اوس کی شرمگاہ مین یہانتک کہ حشفہ غائب ہو یعنی ختنہ کی جگہ تک اوس کے
شرمگاہ مین داخل ہو تو فرض ہوجاتا ہے نہانا مرد پر بہی اور عورت پر بہی خواہ منی نکلے یا نہ نکلے

ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس مسئلے مین بعض اصحاب کو اختلاف تہا
(یعنی محض دخول بے انزال سے غسل واجب نہین جانتے تہے) لیکن اب اجماع ہو چکا ہے اسپر
کہ مجرد دخول سے غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ منی نکلے یا نہ نکلے اور اگر غائب ہو حشفہ عورت کی
دبر مین یا مرد کی دبر مین یا کسی چارپایے کے فرج یا دبر مین تو واجب ہو جاتا ہے غسل برابر ہے
کہ وہ چیز زندہ ہو یا مردہ ہو اور برابر ہے کہ چہوٹا ہو یا بڑا ہو اور برابر ہے کہ قصد سے ہوا ہو یا بہول
سے اور برابر ہے کہ اختیار سے ہو یا اکراہ سے ہو اور یا عورت مرد کے ذکر کو پکڑ کر اپنی فرج
مین داخل کرے اور وہ سوتا ہو اور برابر ہے کہ ذکر شہوت سے کہڑا ہو یا نہو اور برابر ہے
کہ ختنہ کیا ہوا ہو یا نہو ان سب صورتون مین نہانا واجب ہو جاتا ہے فاعل پر بہی اور مفعول پر بہی مگر
جبکہ ہو فاعل یا مفعول نابالغ لڑکا یا نابالغ لڑکی کہ اپر غسل واجب نہین ہوتا کہ وہ مکلف نہین لیکن
اوسکو جنبی کہا جاویگا پس اگر تمیز رکہتا ہو تو واجب ہے اوس کے ولی پر کہ اوسکو نہانے کا حکم کرے
اور اگر بے غسل نماز پڑہے تو اوس کی نماز صحیح نہین اور اگر غسل نکیا یہانتک کہ بالغ ہوا تو واجب
ہوتا ہے اسپر غسل کرنا اور اگر لڑکپن مین غسل کیا پہر بالغ ہوا تو غسل کا دوہرانا واجب نہین اور
ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ اعتبار جماع مین ساتہہ غائب ہونے حشفے کے اوس شخص کا ہے
کہ اوسکا ذکر صحیح ہو بالاتفاق سو جب تمام حشفہ غائب ہو تو متعلق ہوتے ہین ساتہہ اوسکے تمام احکام
اور تمام ذکر کا غائب ہونا بالاتفاق شرط نہین اور اگر سارا حشفہ غائب نہو یعنی بلکہ بعض غائب ہوگے
اور بعض باہر رہے تو اوس کے ساتہہ کوئی حکم متعلق نہین ہوتا یعنی نہ اوسپر غسل واجب ہوتا ہے
اور نہ کوئی اور حکم اوسکے ساتہہ متعلق ہوتا ہے اور اسپر جبکہ ذکر کٹا ہوا ہو تو باقی کو دیکہا جاوے
اگر مقدار حشفہ کے ہو اور سارا غائب ہو جاوے تو سب حکم اوسپر جاری ہوتے ہین اور اگر باقی اوس کا
حشفہ کے مقدار سے کم ہو تو اوس کے غائب ہونے سے کوئی حکم متعلق نہین ہوتا اگرچہ سارا غائب ہو جاوے
اور اگر باقی ذکر حشفہ کے مقدار سے زیادہ ہو تو اوسمین ہمارے اصحاب کے دو قول ہین صحیح یہ ہے کہ اگر
حشفے کے مقدار غائب ہو تو سب احکام اوسکے ساتہہ متعلق ہوتے ہین انتہی اور پہر کہا کہ اجماع
ہے سب علما کا اسپر کہ اگر مرد اپنے ذکر کو عورت کے ختنے کی جگہ پر رکہے اور اوسکے اندر داخل
نکرے تو نہانا واجب نہین ہوتا نہ مرد پر اور نہ عورت پر اور اگر کوئی مرد اپنے ذکر کو کپڑا لپیٹ کر عورت کے

[illegible] ۱۲

فرج مین داخل کرے تو اوسپر بھی غسل واجب ہے اور بعضے کہتے ہین کہ واجب نہین اور صحیح پہلا قول ہے اور اگر کوئی عورت کسی چارپائے کا ذکر پکڑکر اپنے فرج مین داخل کرے تو اوسپر بھی غسل واجب ہے اور اگر کٹے ہوئے ذکر کو اپنے فرج مین داخل کرے تو اوسپر بھی غسل واجب ہے انتھی اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ جنابت سے نہانے کا طریق یہ ہے کہ نہانے والا پہلے اپنے دونون ہتھیلیون کو دہووے تین بار باسن مین ڈالنے سے پہلے پھر داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ پر پانی ڈالکر بائین ہاتھ سے اپنا ستر دہووے اور اگر کسی اور جگہ بدن پر کچھ پلیدی لگی ہو تو اوسکو بھی دہووے پھر اپنے ہاتھ اچھی طرح سے ملنجے پھر نماز کے وضو کیطرح کامل طور سے وضو کرے پھر ایک چلو پانی لیکر اونگلیون سے اپنے سر اور داڑہی کے بالون کی جڑ مین خلال کرے یہانتک کہ جب گمان کرے کہ بالون کے نیچے کا بدن تر ہو گیا تو پھر اپنے سر پر تین لپ پانی ڈالے اور اپنی دونون بغلون کے نیچے اور اپنے دونون کانون اور ناف کے اندر اور اپنی دونو رانون اور پاؤن کی اونگلیون وغیرہ بدن کے سب چھپی جگہون کے درمیان پانی پہونچاوے پھر اپنے سر پر تین چلو پانی ڈالے پھر اپنے سارے بدن پر پانی بہاوے تین بار پھر اپنے بدن کو ملے یہانتک کہ اوس کا ہاتھ پہونچے اور پھر غسل کی جگہ سے کنارہ ہو کر اپنے پاؤن کو دہووے یعنی واسطے دور کرنے مٹی کے نہ واسطے پلیدی کے پس پاؤن کا دہونا دوبارہ ہوا اور یہ افضل ہے صرف اخیر بار دہونے سے اور اگر کسی نہر یا حوض مین نہا دے تو اوس مین تین بار غوطہ مارے اور اپنے تمام بدن اور بالون مین پانی پہونچاوے اور اپنے بالون کے ظاہر اور باطن کو اور اوگنے کی جگہ کو بھی دہووے اور مستحب ہے کہ پہلے بدن کے داہنے طرف اور اوپر کیطرف سے شروع کرے اور مستحب ہے کہ نہانے کیوقت قبلے کیطرف منہ نہ کرے اور جب غسل سے فارغ ہو تو کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور نیت کرے غسل کی اوس کے ابتدا مین اور حاضر رکھے نیت کو ساتھ سارے غسل کے یہانتک کہ فارغ ہو غسل سے پس یہ کامل غسل ہے اور واجب ہے غسل کی نیت کرنا اوس کے ابتدا مین یعنی جسوقت بدن کی پہلی جز مین کو پانی لگاوے تو اوسوقت غسل کی نیت کرے اور واجب ہے دہونا تمام بدن کا اور پانی پہونچانا بالون مین اور شرط ہے کہ غسل سے پہلے سارا بدن پلیدی سے پاک ہو

اور اس کے سوا جو کچھ مذکور ہوا وہ سنتیں ہیں اور اگر کوئی لوٹے یا آفتابے وغیرہ سے نہاوے لائق ہے اوسکو کہ ایک بار یہ بات یاد رکھے کہ کبھی آدمی اوس سے غافل ہوجاتا ہے اور وہ یہ کہ جب استنجے کی جگہ پانی سے پاک کرچکے تو لائق ہے کہ اس کے بعد غسل کی نیت سے پھر اوسکو دہووے اسواسطے کہ اگر اب اوسکو نہ دہووے تو اکثر اوقات اوس سے غافل ہوجاویگا پس اوسکا غسل درست نہیں ہوگا اور اگر اوسکو پیچھے اوسکا دہونا یاد آیا تو اپنے ستر کو ہاتھ لگانے کی حاجت پڑیگی پس اوسکا وضو ٹوٹ جاویگا پس ہاتھ پر دھجی لپیٹنے کا محتاج ہوگا + یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب بہت اماموں کا اور غسل جنابت مین بدن کو ملنا کسی امام کے نزدیک وجب نہیں مگر امام مالک اور مزنی کے اور سوا انکے سب کہتے ہین کہ بدن کو ملنا سنت ہے وجب نہیں اگر چھوڑ دے تو اوس کی طہارت صحیح ہوگی غسل مین بھی و وضو مین بھی اور نیز غسل جنابت مین وضو کرنا بھی کسی کے نزدیک وجب نہیں سوا داؤد ظاہری کی کہ اوسکے سوا سب کا یہی مذہب ہے کہ غسل جنابت مین وضو کرنا سنت ہے پس اگر تمام بدن پر پانی بہادے بغیر وضو کے تو غسل صحیح ہوگا اور اوس کے ساتھ نماز درست ہوگی لیکن وضو کرنا افضل ہے اور خواہ وضو غسل سے پہلے کرے یا پیچھے کرے دونون طرح سے فضیلت حاصل ہوجاتی ہے اور اگر غسل سے پہلے وضو کرے تو پھر نکرے اسواسطے کہ سب علما کا اتفاق ہے اسپر کہ دو وضو کرنے مستحب نہیں اور غسل کے بڑے بڑے حکم تو اس باب کی حدیثون سے معلوم ہوتے ہین اور جو احکام کہ باقی ہین اونکے لئے اور دلائل مشہورہ ہین انہتے اور ترمذی مین ہے کہ امام شافعی وغیرہ نے کہا کہ اگر جنبی ہو ضو پانی مین غوطہ دے تو درست ہے اور واجب ہے غسل جنابت مین دہونا تمام ظاہر بدن کا یہانتک کہ ایک بال بھی خشک نہ رہے اور اگر غسل جنابت مین ایک بال بھر بھی کوئی جگہ خشک رہے تو اوسکا غسل درست نہیں ہوتا اور جنابت دور نہیں ہوتی۔ اور اگر غسل سے پہلے وضو کرلیا ہو تو پھر غسل مین وضو کے عضا کو دوبارہ دہونا ضرور نہیں بلکہ وہی وضو کافی ہے اور جو پانی کہ غسل کے بعد بدن یا کپڑے پر پڑے وہ ناپاک نہیں + مستحب ہے غسل جنابت مین دہونا سر کا ساتھ خطمی وغیرہ کے اور اگر غسل جنابت کے ابتدا مین خطمی وغیرہ سے سر دہووے تو پھر سارے بدن پر پانی بہانیکے وقت سر

پر پانی بہانا ضرور نہیں + اور اگر کوئی جنبی غسل کے پہلے اپنے بدن پر خوشبو ملے اور پہر غسل کرے
اور غسل کے بعد اوس خوشبو کا اثر باقی رہے تو کچہہ حرج نہیں اور غسل کے صحیح ہونے
مین کچہہ نقصان نہیں آتا اور غسل جنابت مین سارے بدن کا ایک بار دہونا واجب ہے یعنی اور
تین بار سارے بدن کا دہونا مستحب ہے + اور واجب ہے پردہ کرنا وقت غسل کے اور نہین جائز ہے
نہانا روبرو لوگون کے ننگے ہوکر اور اگر خلوت مین ننگے ہوکر نہاوے تو درست ہے
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ حاجت کیوقت خلوت مین ننگے ہونا درست
ہے مانند حالت غسل اور پیشاب اور جماع وغیرہ کے لیکن لوگون کے روبرو ستر کہولنا کسی
وقت مین درست نہیں اور علماء کہتے ہین کہ اگر خلوت مین نہاوے تو افضل یہی ہے کہ تہبند
وغیرہ باندہ کر نہاوے گو ننگے نہانا بہی حاجت کیوقت جائز ہے انتہی اور یہی حکم ہے حمام اور
تالاب وغیرہ کا جس جگہ کہ بہت لوگ نہاتے ہون کہ مرد کو ایسی جگہ بدون تہبند کے نہانا
درست نہیں اور عورت کو ایسی جگہ غسل کیواسطے بالکل درست نہیں مگر بیمار کو اور نفاس
والی کو اور اگر غسل کے بعد کوئی جگہ بدن پر خشک نظر آوے تو صرف اوسجگہ کو دہو ڈالنا
کافی ہے سارے غسل کو دوہرانا ضرور نہیں + اور اسیطرح واجب ہوتا ہے نہانا احتلام
سے یعنی اگر کوئی سونے سے اوٹہنے کے بعد اپنے بدن یا کپڑے پر تری پاوے تو واجب
ہوجاتا ہے اوسپر نہانا برابر ہے کہ اوسکو احتلام یاد ہو یا نہو اور جو شخص کہ سونے سے اوٹہنے
کے بعد اپنے بدن یا کپڑے پر تری نہ پاوے تو اوسپر نہانا واجب نہیں ہوتا برابر ہے کہ اوسکو
یاد ہو یا نہو + اور یہی حکم ہے عورت کا کہ اگر سونے سے اوٹہنے کے بعد اپنے بدن یا کپڑے
پر تری پاوے تو واجب ہوجاتا ہے اوسپر نہانا برابر ہے کہ اوسکو احتلام یاد ہو یا نہو اور
اوٹہنے کیوقت تری نپاوے تو اوسپر نہانا واجب نہیں ہوتا برابر ہے کہ اسکو احتلام یاد
ہو یا نہو فت امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ جب عورت کی منی نکلے تو
واجب ہوتا ہے اسپر غسل جیسے کہ واجب ہوتا ہے غسل مرد پر نکلنے اوس کے سے اور
سب مسلمانونکا اجماع ہے اسپر کہ منی کے نکلنے اور ذکر کے فرج مین داخل ہونیسے نہانا واجب
ہوجاتا ہے اور اجماع ہے اسپر کہ واجب ہوتا ہے عورت پر نہانا حیض اور نفاس سے

سنت ابی داؤد کی مشکوۃ کے فصل ۲ مین ہے ۱۲

اگر کوئی عورت بچہ جنے اور لہو نہ دیکھے تو اوس پر غسل کے واجب ہونے مین اختلاف ہے
ہمارے اصحاب کے نزدیک صحیح تر یہ بات ہے کہ اوس پر غسل واجب ہے اور اسیطرح اگر کسی عورت
کے رحم سے بوٹی یا پھٹکی باہر آوے تو اوس کے غسل مین بھی اختلاف ہے صحیح یہی بات
بات ہے کہ اوس پر بھی غسل واجب ہے اور جو غسل کو واجب نہین کہتے وہ وضو کو واجب کہتے
ہین پہر کہا کہ مذہب ہمارا یہ ہے کہ منی کے نکلنے سے غسل واجب ہوجاتا ہے برابر ہے کہ شہوت
اور ذوق یعنی کود نے کے ساتھ ہو یا نظر کے ساتھ ہو اور برابر ہے کہ خواب مین ہو یا جاگتے ہو
اور برابر ہے کہ اوسکو اوسکا نکلنا معلوم ہو یا نہو اور برابر ہے کہ عاقل سے نکلے یا دیوانہ سے نکلے
منی کے نکلنے سے مراد یہ ہے کہ باہر آوے ذکر اور فرج سے اور اگر ذکر اور فرج سے باہر آوے
تو نہانا واجب نہین ہوتا اور اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی خواب مین اپنے تئین دیکھے کہ اوس نے
کسی سے جماع کیا اور اوس کی منی نکلی پہر جب جاگے تو کوئی چیز نہ دیکھی کہ اوسپر بالاجماع غسل
واجب نہین اور اسیطرح اگر ذکر کی جڑھ مین منی اوترے اور باہر نہ آوے تو اوسپر بھی غسل
واجب نہین اور اسیطرح اگر منی اوتر کر ذکر کے درمیان آوے اور وہ شخص نماز کے اندر ہو
وہ اپنے ذکر کو کپڑے کے اوپر سے پکڑ رکھے اور منی باہر نہ نکلے یہانتک کہ اوس نے سلام
پہیرے تو اوس کی نماز درست ہوجاتی ہے کہ وہ ہمیشہ پاک ہے یہانتک کہ منی باہر نکلے اور
عورت کا حکم بھی مانند مرد کی ہے لیکن اگر عورت شوہر دیدہ ہو اور اوس کے فرج مین منی اوترکر اس جگہ
پہنچے کہ اوسکا دہونا جنابت اور استنجے مین واجب ہے اور وہ وہ جگہ ہے کہ قضاء حاجت
پر بیٹھنے کے وقت ظاہر ہو تو اوس پر غسل واجب ہے اسواسطے کہ اوس جگہ کو حکم ظاہر بدن کا ہے
اور اگر عورت کواری ہو تو اوس پر غسل واجب نہین جب تک کہ اوسکی فرج سے باہر نہ نکلے اسواسطے
کہ اوسکو حکم اندر کا ہے مانند احلیل مرد کی انتہی اور اسیطرح فرض ہے نہانا اوس شخص کو کہ اسلام لاوے یعنی
جب کوئی کافر مسلمان ہو تو اوس پر نہانا لازم ہے اور اسیطرح واجب ہے غسل دینا میت کو ف
امام نووی نے کہا کہ میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔ اور نہین واجب ہوتا ہے غسل نکلنے مذی کے
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اجماع ہے سب علما کا اسپر کہ مذی سے غسل واجب نہین ہوتا اور
اسیطرح نہین واجب ہوتا ہے غسل خون استحاضہ سے ہاں وضو واجب ہوتا ہے۔ باب ہے بیان

مین باب ۱۲ — کتاب الغسل کی بلوغ المرام حدیث نمبر ۷

مین حکم جنبی کے ✤ مسلمان کا بدن پاک ہے اگر اوسکو نہانے کی حاجت ہو
اوس سے اوسکا بدن ناپاک نہین ہوتا - امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے
سب مسلمانون کا اجماع ہے اسپر کہ آدمی پاک ہے خواہ مسلمان ہو یا کافر ہو اور برابر ہے کہ
بیوضو ہو یا جنبی ہو پس اوسکا پسینہ اور اوس کی لب پاک ہے انتھی پس اگر نہانے کی حاجت
ہو تو اوسکو جنابت کی حالت مین نہانے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا اور سبحان اللہ اور لا الہ الا
اللہ اور اللہ اکبر اور الحمد للہ وغیرہ ذکرون کا پڑہنا درست ہے ف امام نووی نے شرح صحیح
مسلم مین لکہا ہے کہ جنبی کو جنابت کی حالت مین اللہ کا ذکر کرنا بالاجماع جائز ہے یعنی کسیکو
اسمین اختلاف نہین - اور اسی طرح جائز ہے جنبی کو کہانا کہانے کا اور پینا پانی کا لیکن سنت
ہے کہ کہانے پینے کیوقت پہلے وضو کرے - اور اسیطرح جائز ہے اوسکو سونا لیکن سنت
ہے کہ وضو کرکے سووے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ جنبی کو نہانے
سے پہلے سونا اور کہانا اور پینا اور جماع کرنا درست ہے اور اسپر سب کا اجماع ہے
اور نیز سب کا اجماع ہے اسپر کہ جنبی کا بدن اور پسینہ پاک ہے اور مستحب ہے کہ ان کامون کے
واسطے وضو کرے اور اپنے ستر کو دہووے خاص کر جب عورت سے پہلے جماع کیا
ہوا اوس کے ساتھہ جماع کرنیکے وقت وضو کرنا زیادہ مستحب ہے اور ہمارے اصحاب کہتے
ہین کہ وضو سے پہلے سونا اور کہانا اور جماع کرنا مکروہ ہے اور حدیثین بھی اسپر دلالت
کرتی ہین اور ہمارے نزدیک یہ وضو بالاتفاق واجب نہین اور ساتھہ اسی کے قائل
ہین امام مالک اور جمہور کہ یہ وضو واجب نہین لیکن ابن حبیب مالکی اور داود ظاہری کے
نزدیک ان کامون سے پہلے وضو کرنا واجب ہے - اور اسیطرح جائز ہے جنبی کو جماع
کرنا کئی بار پہلے نہانے سے یعنی خواہ ایک عورت سے ہو یا کئی عورتون سے لیکن
مستحب ہے کہ ہر ایک جماع کے ساتھہ وضو کرے جیسے کہ اوپر گذرا - اور اسیطرح مستحب ہے
غسل کرنا ساتھہ ہر جماع کے - اور اسیطرح جائز ہے جنبی کو باہر نکلنا گھر سے اور بازار
وغیرہ مین جانا یا کوئی اور کام کرنا پہلے نہانے سے ف امام نووی نے شرح صحیح
مسلم مین لکہا ہے کہ ان حدیثون مین دلیل ہے کہ جماع کے بعد نہانا فی الفور واجب

واجب نہین بلکہ واجب ہوتا ہے نہانا وقت نماز کے اور اسپر سب مسلمانون کا اجماع ہے انتہے ۔ اور اسیطرح جائز ہے اوسکو سنگی لگوانا اور ناخن کٹوانا اور سر منڈانا پہلے نہانے سے ۔ اور اسیطرح اگر کسی شخص کو مسجد کے اندر اپنا جنبی ہونا یاد آوے تو وہ اوسی حال مین مسجد سے باہر نکل جاوے اور باہر نکلنے کیواسطے اوسکو تیمم کرنا ضرور نہین ف امام ثوری اور اسحاق وغیرہ کہتے ہین کہ اگر کسی کو مسجد کے اندر اپنا جنبی ہونا یاد آجاوے تو مسجد سے باہر نکلنے سے پہلے تیمم کرے پہر باہر نکلے لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے اور اسیطرح جائز ہے غیر کو ملاقات کرنا ساتھ جنبی کے اور بیٹھنا اور مصافحہ کرنا ساتھ اوسکے ۔ اور اسیطرح جائز ہے اوسکو کہانا پینا ساتھ جنبی کے اور ہاتھ پکڑنا اوسکا ۔ اور اسیطرح جائز ہے مرد کو یہ کہ سووے بعد غسل کے ساتھ بیوی اپنی کے واسطے طلب کرنے گرمی کے اس حال مین کہ بیوی اوس کی جنبی ہو ۔ اور اسیطرح جائز ہے جنبی کو ذبح کرنا حالت جنابت مین ۔ اور نہین جائز ہے جنبی کو داخل ہونا اندر مسجد کے یعنی ٹہرنا اوس مین لیکن جائز ہے اوسکو گذرنا مسجد کے اندر سے اگرچہ نہ وضو کیا ہو اور نہ غسل کیا ہو ف بعضے امام کہتے ہین کہ جنبی کو مسجد کے اندر سے گذرنا درست ہے اور یہی قول ہے حسن کا اور ساتھ اسی کے قائل ہین امام مالک اور شافعی اور بعضے کہتے ہین کہ اوس مین گذرنا درست نہین یہ قول امام ابوحنیفہ کا وغیرہ کا ہے ۔ اور اسیطرح جائز ہے جنبی کو داخل ہونا اندر مسجد کے ساتھ وضو کے ف امام احمد اور اسحاق کے نزدیک اگر جنبی وضو کر کے مسجد کے اندر چلا آوے اور اوس مین ٹہرے تو درست ہے لیکن اکثر اہل علم کے نزدیک جنبی کو اوسکے اندر ٹہرنا درست نہین یہ قول امام ابوحنیفہ وغیرہ کا ہے ۔ اور اسیطرح نہین جائز ہے جنبی کو قرآن پڑہنا حالت جنابت مین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ علما کو اختلاف ہے اس مین کہ جنبی کو جنابت کی حالت مین قرآن پڑہنا جائز ہے یا نہین سو جمہور علما کہتے ہین کہ جنبی کو جنابت کی حالت مین قرآن پڑہنا جائز نہین اور ہمارے نزدیک مطلق قرآن پڑہنا جائز نہین برابر ہے کہ پوری آیت ہو یا بعض آیت کا ہو پس یہ سب حرام ہے اور اگر جنبی بسم اللہ کہے یا الحمد للہ کہے اور مقصود ساتھ ـ

اوسکے قرآن ہو تو اوس کا پڑہنا ہی جائز نہین اور اگر مقصود اوس سے ذکر ہو یا کچہہ بہی ہو تو جائز ہے پڑہنا اوسکا اور جائز ہے جنبی کو پڑہنا قرآن کا اپنے دل مین۔ اور اسیطرح جائز ہے اوسکو نظر کرنا بیچ قرآن کے اور جب غسل کا ارادہ کرے تو مستحب ہے کہ بسم اللہ کہے ساتھہ قصد ذکر کے انتہی لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک جنبی کو جنابت کی حالت مین قرآن پڑہنا درست ہے۔ اور اسیطرح نہین جائز ہے واسطے جنبی کے یہ کہ ہاتھہ لگاوے قرآن کو حالت جنابت مین ✦ **باب ہے غسل مسنون کے بیان مین۔** جمعہ کے دن نہانا سنت ہے واجب نہین۔ **ف**

امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ جمعہ کے غسل مین علماکو اختلاف ہے سو بعض سلف سے حکایت کیا گیا ہے کہ جمعہ کے دن نہانا واجب ہے حکایت کرتے ہین اسکو بعض اصحاب ہے اور یہی قول ہے اہل ظاہر کا اور اسیکو حکایت کیا ہے ابن منذر نے امام مالک سے اور حسن بصری سے بہی یہی محکی ہے۔ اور جمہور علما سلف اور خلف اور فقہا تمام شہرون کا یہ مذہب ہے کہ جمعہ کے دن نہانا سنت ہے اور مستحب ہے واجب نہین قاضی نے کہا کہ یہی معروف ہے مذہب مالک اور اصحاب اونکے سے اور جس حدیث مین غسل کرنیکا حکم وارد ہوا ہے وہ حدیث استحباب پر محمول ہے انتہی ملخصًا۔ اور اسیطرح سنت ہے نہانا واسطے اوس شخص کے کہ نہلاوے مردے کو۔ امام نووی نے کہا کہ جمہور کا یہ مذہب ہے کہ میت کے نہلانے سے نہانا مستحب ہے واجب نہین۔ اور اسیطرح سنت ہے نہانا سنگی لگوانے سے اور اسیطرح سنت ہے نہانا واسطے احرام کے یعنی سنت ہے کہ پہلے غسل کرے پہر احرام باندہے اور اسیطرح سنت ہے نہانا واسطے داخل ہونے مکہ کے اور اسیطرح سنت ہے نہانا واسطے نماز عید کے۔ **باب ہے غسل اور وضو کے پانی کے مقدار کے بیان مین**

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک صاع سے غسل کرتے تہے اور ایک مد سے وضو کرتے تہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ حضرت ایک فرق سے غسل کرتے تہے اور فرق تین صاع کا ہوتا ہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ دونو تین مد سے غسل کرتے تہے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ وہ پانچ مد سے غسل کرتے تہے پہر

ان حدیثون سے معلوم ہوا کہ غسل اور وضو کے پانی کی کوئی حد معین نہین کہ اُس سے کم و بیش
کرنا جائز نہو پس جسقدر پانی سے غسل اور وضو کرے درست ہے لیکن مستحب ہے کہ غسل مین صاع
سے کم نہو اور وضو مین مُد سے کم نہو ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع
ہے سب مسلمانون کا اس پر کہ جو پانی کہ غسل اور وضو کے لئے کفایت کرتا ہے اُس کی
کوئی حد معین نہین بلکہ کفایت کرتا ہے اُس مین تھوڑا بھی اور بہت بھی جبکہ پانی جاوے شرط
غسل کی اور وہ جاری ہونا پانی کا ہے تمام اعضا پر اور علما کہتے ہین کہ مستحب ہے کہ غسل مین
پانی صاع سے کم نہو اور وضو مین مد سے کم نہو انتہے اور صاع انگریزی وزن کے حساب
سے پونے تین سیر کے قریب ہوتا ہے اور پھر کہا کہ اجماع ہے سب علما کا اسپر کہ پانی مین
اسراف کرنا مکروہ ہے اگرچہ نہر کے کنارے پر ہو اور ظاہر تر یہ بات ہے کہ یہ کراہت تنزیہی ہے
اور ہمارے بعضے اصحاب کہتے ہین کہ اسراف حرام ہے۔ **باب ہے تیمم کے بیان**
**مین** ✤ ف تیمم کے معنے لغت مین قصد کرنے کے ہین اور شرع مین کہتے ہین تیمم پاک
مٹی سے ہاتھ اور منہ کو مسح کرنا اور ملنا واسطے حاصل کرنے پاکی کے اس نیت سے کہ نماز جائز
ہووے۔ اگر کوئی بیوضو [٥١] ہو یعنی پائخانے اور پیشاب بیٹھے یا کسی اور چیز کے ساتھ (وضو کے توڑنیوالی
چیزون سے) وضو ٹوٹ جاوے اور وضو کیلئے پانی نپاوے تو جائز ہے اوسکو تیمم کرنا
پاک مٹی سے اور نماز پڑھنا ساتھ اوسکے جب تک نپاوے پانی کو اگرچہ دس برس تک ہو مثلا
یا زیادہ ف امام نووی نے شرح صحیح [٥٢] مسلم مین لکھا ہے کہ تیمم کرنا ثابت ہے ساتھ قرآن کے
اور حدیث اور اجماع امت کے اور یہ خاصہ ہے اُس امت کا کہ اگلی امتون مین تیمم جائز نہ تہا اور
اجماع ہے سب امت کا اسپر کہ نہین ہوتا تیمم مگر ساتھ منہ اور دونون ہاتہ کے (یعنی پاون وغیرہ
کو مسح کرنا ضرور نہین) برابر ہے کہ تیمم وضو کے بدلے ہو [٥٤] اور برابر ہے کہ بعض اعضا کی بدلے
ہو یا کل اعضا کے بدلے ہو انتہے اور اسیطرح جائز ہے تیمم کرنا واسطے اُس شخص کے کہ
اوسکو نہانے کی حاجت ہو یعنی جنابت [٥٣] کے سبب سے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
لکھا ہے کہ سب علما کا اجماع ہے اسپر کہ جائز ہے تیمم کرنا بیوضو کو اور اسیطرح جائز ہے تیمم کرنا
جنبی کو اور حیض والی کو اور نفاس والی کو اور نہین خلاف ہے اس مسئلہ مین کسی کو نہ پچھلون مین

ہیں نے اور نہ اگلون مین سے مگر حضرت عمرؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ کہتے ہین کہ جنبی کو کسی حال مین
تیمم کرنا درست نہین خواہ پانی پاوے یا نہ پاوے اور یہی محکی ہے ابراہیم نخعی سے اور بعضے
کہتے ہین کہ حضرت عمرؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ نے اُس سے رجوع کیا ہے یعنی اُن کے نزدیک
بھی جنبی کو تیمم کرنا درست ہے جبکہ نہ پاوے پانی کو اور صحیح اور مشہور حدیثون سے ثابت
ہو چکا ہے کہ جنبی کو پانی نہ ہونے کیوقت تیمم کرنا درست ہے اور پھر کہا کہ جب جنبی تیمم سے
نماز پڑھے اور پھر پانی پاوے تو اوسکو نہانا بالاجماع واجب ہے مگر ابی سلمہ تابعی سے حکایت
کی گئی ہے کہ اوسکو غسل کرنا واجب نہین اور یہ قول بالاجماع متروک اور مردود ہے ساتھ صحیح
حدیثون کے کہ دلالت کرتی ہین کہ جنبی کو پانی پانے کیوقت غسل کرنا واجب ہے اور جائز ہے
واسطے مسافر وغیرہ کے جماع کرنا بیوی اپنی سے یہی چہ دونون کو پانی نہ ملے اور وہ اپنی شرم
کو دہو ڈالین اور تیمم کرکے نماز پڑھین اور اُنپر نماز کا دوہرانا واجب نہین اگر بے وضوئی کے بغیر
اعضا پر پلیدی ہو اور اوس کے بدلے تیمم کرنا چاہے تو درست نہین یہی ہے مذہب ہمارا
اور مذہب جمہور علما کا اور امام احمد کہتے ہین کہ جائز ہے اوسکو تیمم کرنا جبکہ ہو پلیدی بدن
پر اور اگر کپڑے پر پلیدی ہو تو درست نہین انتھی اور اسیطرح جائز ہے تیمم کرنا جبکہ خوف
ہو اوسکو استعمال پانی کے سے ہلاک ہونیکا یا زیادہ ہونے بیماری کا خواہ غسل کی حاجت ہو
یا وضو کی لیکن اگر کسی کے بدن مین زخم ہو اور اوسکو غسل یا وضو کی حاجت ہو اور خوف کرے
ہلاکت یا ضرر کا استعمال کرنے پانی کے سے تو جائز ہے اوسکو یہ کہ زخم پر پٹی باندھ کر اوسپر مسح
کرے اور باقی بدن کو دہو ڈالے اور اگر زخم پر پانی پڑنے کا خوف ہو تو تیمم کرے خواہ غسل
کی حاجت ہو یا وضو کی۔ اور اسی طرح جائز ہے تیمم کرنا واسطے خوف سردی کے یعنی اگر کسے
کو نہانے کی حاجت ہو اور نہانے مین سردی سے ہلاکت یا ضرر کا خوف ہو تو اوسکو بھی تیمم کرنا جائز
ہے گو پانی موجود ہو۔ اور اسیطرح جائز ہے تیمم کرنا واسطے خوف پیاس کے یعنی اگر کسیکو نہانے
یا وضو کی حاجت ہو اور اُس کے پاس پانی بھی موجود ہو اور خوف کرے اس بات کا
کہ اگر پانی سے غسل کرون تو پیاس سے ضرر پاؤنگا یا مر جاؤن گا تو اوسکو بھی تیمم کرنا درست ہے
پانی اوس کے پاس موجود ہو۔ اور اسیطرح جائز ہے تیمم کرنا گھر مین جبکہ خوف کرے

فوت ہونے نماز کا۔ اور اسی طرح جائز ہے تیمم کرنا اُس بیمار کو کہ اُس کے پاس پانی موجود ہو
اور اوسکو ضرر بھی نہ کرتا ہو لیکن اوسکو پانی پکڑوانے والا ہو کوئی آدمی نہو اور واجب ہے تلاش
کرنا پانی کا واسطے وضوء کے پہلے تیمم سے لیکن نہین واجب ہے تلاش کرنا اوسکا پہلے داخل ہونے
وقت نماز کے سے بلکہ جائز ہے تاخیر کرنا اوسکا نماز کیوقت داخل ہونے تک اور جائز ہے
نماز پڑھنا بغیر وضوء اور تیمم کے جب کہ نپاوے کوئی پانی اور نہ مٹی کو یعنی اگر پانی اور مٹی دونون
نہ پاوے تو جائز ہے اوسکو نماز پڑھنا بغیر وضوء اور تیمم کے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم
مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ جو شخص پانی اور مٹی دونون نپاوے تو جائز ہے
اوسکو نماز پڑھنا بغیر وضوء اور تیمم کے اور اس مسئلے مین اختلاف ہے علماء اگلون اور پچھلون
کو چار قولون پر اور وہی چار قول ہین امام شافعی کے اور بیان اونکا اوپر ہو چکا ہے لیکن قوی تر
اونمین سے یہ قول ہے کہ واجب ہے اوسکو نماز پڑھنا اوسی حال سے بغیر وضوء اور تیمم کے اور نہین
واجب ہے اوسپر دوہرانا اوس نماز کا انتہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی او احمد اور جمہور محدثین
کا اور جائز ہے تیمم کرنے والیکو امامت کرنی وضوء والون کی۔ اور تیمم کا طریق یہ ہے
کہ پہلے دل مین نیت کرے تیمم کی پہر بسم اللہ کہے پہر مارے اپنے دو ہتھیلیان زمین پاک
پر ایکبار پہر پہونکے اونکو (یعنی تاکہ غبار کم ہو جاوے اور منہ آلودہ نہو) پہر ملے اپنے دونون
ہاتھ کو پہونچے تک یعنی ہر ایک ہتھیلی کے اندر کیطرف سے دوسرے کے باہر کو ملے پہر ملے اونکو
اپنے موںہ پر یعنی دونون ہاتھ کا مسح کرنا مقدم ہے اوپر مسح منہ کے اور یہ کہ ہاتھ کی مستعمل
مٹی منہ کے لئے کفایت کرتی ہے۔ اور واجب ہے تیمم مین منہ اور ہاتھون کے لئے صرف
ایک ضرب ہے۔ یعنی اگر کوئی تیمم مین فقط ایک ہی بار زمین پر ہاتھ مارکر اپنے دونون ہاتھ اور منہ
کو مل لے تو بہی کفایت کرتا ہے اور دوبارہ زمین پر ہاتھ مارنے کی کچھہ حاجت نہین۔ اور ایسا ہی
واجب اوسمین ہاتھون کا مسح کرنا صرف پہونچون تک ہے کہنیون تک نہین پس اگر کوئی اپنے
دونو ہاتھ کو پہونچے تک ملے تو بہی کفایت کرتا ہے اور کہنیون تک ملنے کی کچھہ حاجت نہین
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ تیمم کی کیفیت مین علماء کو اختلاف
ہے سو ہمارا اور اکثر علما کا مذہب یہ ہے کہ ضرور ہے کہ زمین پر دوبار ہاتھ مارے

ہے ایک بار منہہ کے لئے اور ایک بار دونون ہاتھون کیلئے کہنیون تک یہ قول ہے حسن
اور ابن عمر کا ہے اور یہی قول ہے حسن بصری اور شعبی اور سالم اور سفیان ثوری اور مالک
اور ابو حنیفہ اور اہل رائی وغیرہ کا اور ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ واجب تیمم مین منہ اور
اور دونو ہتھیلیون کیلئے فقط ایک بار زمین پر ہاتھ مارنے مین یہ مذہب عطا اور مکحول اور
اوزاعی اور احمد اور اسحاق اور ابن منذر اور عام اہل حدیث کا ہے انتہے اور امام ترمذی نے
کہا کہ یہی قول ہے عمار اور ابن عباس وغیرہ اہل علم کا اور فتح الباری مین ہے کہ ابن منذر نے
کہا کہ یہی ہے مذہب جمہور کا پہر امام نووی نے کہا کہ امام خطابی نے کہا کہ کہنیون سے اوپر
مسح کرنا بالاتفاق واجب نہین اور کہا کہ ہمارے اصحاب نے زہری سے حکایت کی ہے کہ تیمم مین
زمین پر ہاتھ مارنے تین بار واجب ہین ایک بار منہ کے لئے اور ایکبار دونون ہاتھ کیلئے
اور ایکبار دونون بازو کیلئے انتہے اور حدیث دو ضربون کی ضعیف ہے اور یا محمول ہے استحباب
پر اور اسیطرح کہنیون تک ملنے کی حدیث بھی محمول ہے استحباب پر۔ اور جب کہ تیمم قائم مقام
وضوء کے ٹھہرا تو جسقدر نمازین اوسکے ساتھ پڑہے درست ہین جب تک کہ نہ ٹوٹے تیمم اوسکا
ف اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ کا کہ ایک تیمم سے جسقدر نمازین پڑہے درست ہین
اور شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ مین لکھا ہے کہ تیمم خلیفہ ہے وضو و غسل کا پس جو کچھ
کہ وضو والے کو ساتھ وضو کے اور غسل والے کو ساتھ غسل لینے کے کرنا جائز ہے مانند نماز وغیرہ
کی وہی تیمم والے کو بھی کرنا جائز ہے پس ایک تیمم سے جسقدر نمازین پڑھ سکتا ہو پڑہے کیونکہ
اس مقدمہ مین کوئی حدیث صحیح نہین پائی گئی جس سے کہ ہر نماز کے لئے نئے تیمم کا واجب ہونا
ثابت ہوا ہے انتہے۔ اور سفر السعادت مین لکھا ہے کہ ہمنے کسی حدیث مین نہین پایا کہ حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے لئے نیا تیمم کرتے تہے بلکہ مطلق فرمایا انتہے اور جب کوئی تیمم سے نماز پڑہ
چکے اور پہر نماز کے بعد پانی پاوے تو نہین واجب ہے اوسپر پہیرنا اوس نماز کا اگرچہ اوسکا وقت باقی
ہو یعنی خواہ غسل کیواسطے تیمم کیا ہو یا وضو کیواسطے تیمم کیا ہو ف اور یہی مذہب ہے امام شافعی
اور ابو حنیفہ کا لیکن افضل ہے پہیرنا اوس نماز کا۔ اور جائز ہے تیمم کرنا ساتھ زمین پاک کے
اور اسیطرح جائز ہے تیمم کرنا ساتھ دیوار وغیرہ کے کہ اوسپر غبار ہو کہ لگے ساتھ ہاتھ کے اور نہین جائز ہے

تیمم کرنا ساتھ اُس چیز کے کہ اوسپر غبار نہو **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ
امام شافعی اور احمد اور ابن منذر اور داؤد اور اکثر فقہا کا مذہب یہ ہے کہ نہین جائز ہے
تیمم کرنا مگر ساتھ زمین پاک کے کہ اوسپر غبار ہو کہ لگے ساتھ ہاتھ کے اور امام مالک اور ابوحنیفہ
کہتے ہین کہ زمین کی سب قسمون کے ساتھ تیمم کرنا جائز ہے یہانتک کہ اگر دہلا ہوا پتھر ہو
تو اوس کے ساتھ تیمم کرنا بہی درست ہے اور بعض مالک کے اصحاب کہتے ہین کہ جو چیز زمین کے
ساتھ متصل ہو اوسکے ساتھ بھی تیمم کرنا درست ہے مانند لکڑی وغیرہ کے اور برف کے حق مین
امام مالک کے دو قول ہین اور اوزاعی اور ثوری کہتے ہین کہ جائز ہے تیمم کرنا ساتھ برف کے
اور ہر چیز کے کہ زمین پر ہے **انتہی** اور پہر کہا کہ اگر دیوار پر غبار ہو تو اُس سے بہی تیمم کرنا
درست ہے یہی مذہب ہے ہمارا اور مذہب جمہور سلف اور خلف کا **انتہی** اور نہین جائز ہے
تیمم کرنا وقت موجود ہونے پانی کے جبکہ قدرت رکہتا ہو اُس کی استعمال کی **ف** امام
نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ جو شخص پانی کی استعمال کرنے کی قدرت رکہتا ہو
اوسکو پانی کے موجود ہونے کے وقت تیمم کرنا درست نہین برابر ہے کہ نماز کا وقت فراخ
ہو یا تنگ ہو اور برابر ہے کہ نماز فرض ہو یا جنازہ وغیرہ ہو یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب
جمہور کا اور امام ابوحنیفہ کہتے ہین کہ اگر جنازے اور عید کی نماز فوت ہونیکا خوف ہو تو
اوسوقت تیمم کرنا درست ہے اگرچہ پانی موجود ہو **انتہی** اور واجب ہے تیمم مین اُٹھانا مٹی کا
زمین سے اور ہوا کا چلنا تیمم کے لئے کافی نہین بخلاف وضوء کے کہ اگر مینہہ برسا اور
وضوء کی نیت کی تو درست ہے مگر آندہی مین اگر کوئی تیمم کی نیت کرے تو تیمم درست ہوجاتا
ہے **انتہی** (فتح) اور نیز اُسی مین لکہا ہے کہ تیمم مین ترتیب شرط نہین ۔ اور جس چیز نے
وضوء ٹوٹتا ہے اوس چیز سے تیمم بہی ٹوٹ جاتا ہے اس لئے کہ تیمم خلیفہ ہے وضوء کا پس جو
حکم اُس کا ہے وہی اس کا ہوگا ۞ **باب ہے حیض کے بیان مین ف**
حیض کے معنے ہین بہنے اور جاری ہونے کے اور چونکہ یہ خون بہی عورت کے رحم سے
بہتا ہے اس لئے اسکا نام حیض رکہا گیا اور شرع مین حیض اُس خون کو کہتے ہین کہ عورت
کے رحم سے بالغ ہونیکے بعد بلا بیماری و بلا سبب کئی دن معلوم آتا ہے ۔ اکثر اور اقل

مدت حیض کی کوئی حد معین نہین بلکہ وہ عورت کے کہنے پر موقوف ہے پس جو وہ کہے اوسکو
قبول کیا جاوے بشرطیکہ ممکن ہو پس اگر کوئی عورت ایک مہینے مین تین حیض آنے کا دعوے
کرے تو یہ قول اوسکا مقبول ہوگا اور وہ عدت سے باہر نکلجاویگی اس لئے کہ یہ ممکن ہے
اور ایک مہینے مین تین حیض آسکتے مین ف اور یہی مذہب ہے حضرت علی رضی اور شریح کا اور
یہی قول ہے ابن سیرین کا اور امام مالک کے نزدیک بہی اقل حیض اور اقل طہر کے کوئی حد معین
نہین مگر جو عورتین بیان کرین اور امام شافعی کے نزدیک اقل مدت حیض کی ایکدن رات ہے
اور اکثر مدت اوس کی پندرہ دن ہین اور یہی قول ہے اوزاعی اور مالک اور احمد اور اسحاق
وغیرہم کا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اقل مدت حیض کی تین دن ہین اور اکثر مدت اوس کی دس
دن ہین اور اہل مدینہ کے نزدیک اقل مدت حیض کی اکثر عورتون کی عرف پر موقوف ہے اکثر ایک دو
عورتون کے حیض کا کچہہ اعتبار نہین لیکن صحیح پہلا قول ہے کہ حیض کی کوئی حد معین نہین
اور یہی معلوم ہوتا ہے حدیثون سے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ اور حمنہ
وغیرہ استحاضہ والی عورتون کے حق مین مدت حیض کو اونکے علم کی سپرد کیا اور اونکے
اعتبار پر موقوف رکہا بلکہ حمنہ کو فرمایا کہ تو اپنی طرف سے ہر مہینے مین چہہ یا سات دن حیض
کے مقرر کرلے حالانکہ استحاضہ والی کے حق مین اعتبار اکثر مدت حیض کا ہے پس یا تو یہ
اکثر مدت حیض کی ہوگی اور یا دلیل ہوگی عدم تعین مدت حیض پر لیکن یہ معلوم ہے کہ یہ
اکثر مدت حیض کی نہین پس ثابت ہوا کہ حیض کی کوئی حد معین نہین اور یہی معلوم ہوتا ہے
قرآن سے۔ پس جب عورت کو حیض آوے تو اوس سے جماع کرنا درست نہین یہانتک
کہ حیض سے پاک ہوکر غسل کرے اور جماع کے سوا اور سب کچہہ درست ہے۔ پس جائز ہے
مباشرت کرنا ساتہہ اوس کے حالت حیض مین یعنی اوسکے بدن سے بدن لگانا اور اوس کے
ساتھ معانقہ کرنا اور اوسکا بوسہ لینا وغیرہ سب کچہہ درست ہے ف امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ حیض والی کے ساتھ مباشرت کرنا کئی قسم پر ہے ایک یہ کہ جماع
کرے ساتھ اوسکے یعنی ذکر کو اوس کے شرمگاہ مین داخل کرے سو یہ حرام ہے ساتہہ نص
قرآن اور حدیث کے اور اجماع سب مسلمانون کے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ اگر کوئی شخص

ل یعنی [illegible] صحیح مسلم [illegible] ۱۲

حلال جانکر حیض کی حالت مین عورت سے صحبت کرے تو کافر اور مرتد ہو جاتا ہے اور اگر
اوسکو حلال نہ جانتا ہو تو اُس کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ حیض کی حالت مین اوس سے
بہول کر صحبت کرے اور یا حیض کے آنے کی اوسکو خبر نہو اور یا اوسکے حرام ہونے کو نہ جانتا
ہو اور یا اکراہ کیا گیا ہو تو اُس صورت مین نہ اوسپر کچہہ گناہ ہے اور نہ کفارہ اور دوم
یہ کہ حیض کا آنا اور حرام ہونا اوسکو معلوم ہو اور پہر صحبت کرے تو اسصورت مین اوسکو بڑا
گناہ ہوتا ہے اور اُسپر توبہ کرنا واجب ہے اسیطرح کہا امام شافعی نے اور اوسپر کفارہ ہے
نہین اسمین اختلاف ہے امام مالک اور ابو حنیفہ اور جمہور سلف کے نزدیک اوسپر کفارہ
نہین اور یہی جدید قول ہے امام شافعی کا اور یہی قول ہے امام احمد کا اور یہی مذہب
ہے عطا اور ابن ابی ملیکہ اور شعبی اور نخعی اور مکحول اور زہری اور ابو زناد اور ربیعہ اور
حماد اور ایوب سختیانی اور سفیان اور لیث بن سعد وغیرہ کا اللہ اونپر رحم کرے اور
دوسرا قول امام شافعی کا یہ ہے کہ واجب ہے اوسپر کفارہ اور یہی مروی ہے ابن عباس اور حسن
بصری اور سعید بن جبیر اور قتادہ اور اوزاعی اور اسحاق سے لیکن ان لوگون کو کفارہ
مین اختلاف ہے حسن اور سعید کہتے ہین کہ ایک غلام آزاد کرے اور باقی کہتے ہین کہ کفارہ
اوسکا ایک دینار ہے یا آدہی دینار اور دلیل انکی ابن عباس رض کی حدیث ہے کہ جو حیض کی
حالت مین عورت سے جماع کرے وہ صدقہ دے ایک دینار یا آدہی دینار اور یہ حدیث
ضعیف ہے ساتھہ اتفاق تمام حفاظ کے اور صواب یہ ہے کہ اُسپر کچہہ کفارہ نہین اور قسم
دوم مباشرت کی یہ ہے کہ ناف سے اوپر ہو اور گہٹنون سے نیچے ہو برابر ہے کہ ذکر کے
ساتھہ ہو یا بدن سے بدن لگانے کے ساتھہ ہو یا بوسہ اور معانقہ وغیرہ کے ساتھہ ہو اور
یہ جائز ہے اور حلال ہے ساتھہ اتفاق علمائے کے اور اسپر اجماع ہے سب مسلمانون کا برابر ہے
کہ فائدہ اُٹھانے کی جگہ پر خون لگا ہو یا نہو یہی ہے صواب جسکے ساتھہ یقین کیا ہے جمہور علما
نے اور قسم سوم مباشرت کی یہ ہے کہ ناف اور گہٹنون کے درمیان ہو سوائے قبل اور دبر کے
اسمین تین قول ہین - ایک یہ قول ہے کہ حائض کے ساتھہ ناف اور گہٹنون کے درمیان
مباشرت کرنی حرام ہے اور یہی مشہور ہے ہمارے مذہب مین اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی

اور ابو حنیفہ کا اور یہی قول ہے سعید بن مسیب اور شریح اور طاؤس اور عطا اور سلیمان اور قتادہ
کا یعنی خواہ قبل اور دبر مین ہو یا سوائے اسکے ہو اور دوسرا قول یہ ہے کہ اوسکے ساتھ ناف
اور گھٹنون کے درمیان مباشرت کرنی جائز ہے اور یہی قول ہے عکرمہ اور مجاہد اور شعبی اور نخعی
اور حکم اور ثوری اور اوزاعی اور احمد بن حنبل اور محمد اور اسحاق اور اصبغ اور ابو ثور اور ابن منذر
اور داؤد کا اور یہی مذہب ہے قوی از روی دلیل کے اور دلیل انکی انس کی حدیث ہے کہ حائض کے
ساتھ سب کام کرنے درست ہین مگر جماع کرنا درست نہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ازار کے
اوپر مباشرت کرنا محمول ہے استحباب پر لیکن اس سے بچنا افضل ہے اور تیسرا قول یہ ہے
کہ اگر ضبط شہوت کی طاقت رکھتا ہو تو اوسکو مباشرت کرنی درست ہے والا درست نہین اور یہ
وجہ بھی حسن ہے اور جاننا چاہیے کہ حیض کی مدت مین بھی عورت سے صحبت کرنی حرام ہے
اور حیض کے بند ہونے کے بعد بھی اوس سے صحبت کرنی حرام ہے یہانتک کہ غسل کرے
یا تیمم کرے جبکہ نیاوے پانی کو ساتھ شرط اوس کی یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب مالک اور احمد اور
اور جمہور سلف اور خلف کا اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر حیض کی اکثر مدت پر خون بند ہو
تو اوسی وقت صحبت کرنی درست ہے خواہ غسل کیا ہو یا نہ کیا ہو اور جمہور کی دلیل یہ آیت ہے
وَلَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهُرْنَ الآیہ یعنی عورتون کے پاس مت جاؤ یہانتک کہ پاک ہوں یعنی
غسل کرین انتہی اور اسیطرح جائز ہے سونا ساتھ حائض کے ایک لحاف مین اور بیٹھنا ساتھ اوسکے
اور اسیطرح جائز ہے کھانا پینا ساتھ اوسکے اور کھانا پینا جو بچے اوس کے کا اور منہ رکھنا اوس
جگہ پر کہ پیوے وہان سے وہ عورت ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث
مین دلیل ہے اسپر کہ حائض کے ساتھ ایک لحاف مین سونا اور لیٹنا جائز ہے جبکہ ناف اور گھٹنون
کے درمیان یا صرف شرمگاہ پر کوئی پردہ ہو کہ مرد کے بدن لگنے سے مانع ہو پس علما کہتے
ہین کہ حائض کے ساتھ لیٹنا اور اوسکا بوسہ لینا مکروہ نہین اور اسیطرح تیلی چیزون مین اوسکا
ہاتھ رکھنا بھی مکروہ نہین مانند پانی وغیرہ کی اور اسیطرح اوسکو اپنے خاوند وغیرہ محارم
کا سر دھونا اور کنگھی کرنا بھی مکروہ نہین اور اسیطرح نہین مکروہ ہے پکانا اوسکا اور گوندھنا
اوسکا اور اسیطرح اور سب کام بھی مکروہ نہین یعنی اپنے خاوند کا سر دھونا اور کنگھی کرنا

اور گوندہنا اور پکانا وغیرہ سب کام کرنے اوسکو جائز ہین ساتھ اتفاق علمائکے اور اسی طرح اوسکا جوٹھا اور پسینا بہی پاک ہے ساتھ اتفاق سب علمائکے انتہے - اور اسی طرح جائز ہے بیٹھنا اور تکیہ لگانا حائض کی گود مین اور قرآن پڑہنا بیچ اوسکے - اور اسی طرح جائز ہے قرآن پڑہنا نزدیک پلید جگہ کے اور حائض کا بدن اور اوس کے کپڑے پاک ہین - اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑہنا ساتھ اوس کپڑے کے کہ بعض اوسکا نمازی پر ہو اور بعض اوسکا حیض والے پر ہو - اور اس سے یہ بہی معلوم ہوا کہ اگر عورت نمازی کے پہلو مین ہو تو اوس کی نماز باطل نہیں ہوتی یہ مذہب جمہور کا ہے اور ابو حنیفہ کے نزدیک باطل ہو جاتی ہے لیکن یہ قول انکا مخالف ہے حدیث کے - اور اسیطرح جائز ہے مرد کو حیض والی عورت کے ساتھ تکیہ لگا کر نماز پڑہنی بشرط کہ اوسکے کپڑے پاک ہوں - اور اسی طرح جائز ہے حائض کو اٹھانا کسی چیز کا مسجد سے ساتھ ہاتھ کے اور رکہنا اوسکا بیچ اوسکے جبکہ بدن اوسکا مسجد سے باہر ہو - اور جائز ہے عورت کو یہ کہ حیض کیواسطے علیحدہ کپڑے بنا رکہے کہ جب حیض کے دن آوین تو اونکو پہن لے - اور جائز ہے اوسکو نماز پڑہنا اوس کپڑے مین کہ پہنے اوسکو حیض کے دنون مین یعنی بعد پاک ہونے اوسکے جبکہ نہ لگے اوسکو خون یعنی کپڑون کا بدلنا واجب نہین - اور اسیطرح نہین جائز ہے حائض کو پڑہنا قرآن کا اور نہ چہونا اوسکا ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ جمہور علما کے نزدیک حیض والی کو قرآن پڑہنا درست نہین برابر ہے کہ پوری آیت ہو یا آیت سے کم ہو لیکن جائز ہے اوسکو پڑہنا قرآن کا دل مین اور اسیطرح جائز ہے اوسکو نظر کرنی بیچ اوسکے لیکن مستحب ہے کہ جب غسل کا ارادہ کرے تو بسم اللہ کہے ساتھ قصد ذکر کے انتہے لیکن قرآن کے سوا اور ذکر کرنا اوسکو بالاتفاق جائز ہے - اور ابراہیم نخعی سے روایت ہے کہ حیض والیکو قرآن پڑہنا بہی درست ہے - اور اسیطرح نہین جائز ہے حائض کو داخل ہونا مسجد مین - اور اسیطرح نہین جائز ہے اوسکو طواف کرنا خانہ کعبہ کا ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اس پر کہ حیض والیکو خانہ کعبہ کا طواف کرنا درست نہین اور اس پر سب کا اجماع ہے لیکن امام مالک اور شافعی اور احمد کہتے ہین کہ حائض کو خانہ کعبہ کا طواف کرنا اسواسطے منع ہے کہ طواف کیواسطے طہارت شرط ہے اور وہ پاک نہین اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ طواف کے واسطے

طہارت شرط نہین اور حائض کو خانے کعبے کا طواف کرنا اسواسطے منع ہے کہ وہ مسجد ہے اور حائض کو مسجد مین ٹھہرنا درست نہین انتہے اور اگر طواف زیارت کرنے کے بعد عورت کو حیض آوے تو طواف وداع اُس سے ساقط ہو جاتا ہے - اور اسی طرح نہین جائز ہے حائض کو پڑھنا نماز کا یعنی خواہ فرض ہو یا نفل ہو لیکن مستحب ہے کہ نماز کیوقت وضو کرکے مسجد کے صحن مین بیٹھے اور ذکر اور تسبیح وغیرہ کرے - اور جائز ہے حائض کو نکلنا طرف عید گاہ کی تاکہ مسلمانون کی دعا مین شریک ہو لیکن اوسکو عیدگاہ کے اندر جانا درست نہین بلکہ عیدگاہ سے کنارے رہے ف اور اسیطرح نہین جائز ہے حائض کو رکھنا روزے کا لیکن حیض کی مدت کے گذرنے کے بعد نماز کا قضا کرنا واجب نہین اور روزے کا قضا کرنا واجب ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ سب مسلمانون کا اجماع ہے اسپر کہ حیض اور نفاس والی عورت پر نہ نماز واجب ہے اور نہ روزہ واجب ہے اور اسپر بھی اجماع ہے کہ انپر نماز کی قضا واجب نہین اور روزے کی قضا واجب ہے اور علما کہتے ہین کہ ان مین فرق یہ ہے کہ نماز بہت بار پڑھی جاتی ہے یعنی ہر روز پانچ نماز پڑھی جاتی ہین پس اسکی قضا مشکل ہے بخلاف روزے کے کہ وہ تمام برس مین صرف ایک بار واجب ہوتا ہے اور بعضے خوارج کہتے ہین کہ حیض کے دنون کی قضا شدہ نمازون کا قضا کرنا واجب ہے لیکن یہ قول اُنکا مخالف ہے اجماع مسلمانون کے - اور نشانی شروع ہونے حیض کی یہ ہے کہ جن دنون مین حیض کا آنا ممکن ہو جب انہین رحم سے خون یکبارگی جاری ہو تو پس عورت جان لے کہ حیض شروع ہوا اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ حیض کے بند ہونیکی نشانی یہ ہے کہ رحم سے خون کا آنا مطلق بند ہو جاوے برابر ہے کہ سرخ رنگ کا خون ہو یا زرد رنگ کا یا سیاہ رنگ کا اور برابر ہے کہ بعد اُسکے کچھہ سفید پانی آوے نہ آوے اور کہا بیہقی اور ابن صباغ وغیرہ کہتے ہین کہ خون حیض کے بند ہونے کے بعد رحم سے کچھہ تھوڑا سا پانی سفید اور خفیف آتا ہے کہ نہ زرد ہوتا ہے اور نہ خاکی رنگ ہوتا ہے اور روئی کے ٹکڑے پر صرف تری کا نشان ہوتا ہے کسی قسم کا رنگ نہین ہوتا اور یہ پانی خون حیض کے بند ہونیکے بعد آتا ہے انتہے خلاصہ یہ ہے کہ جب روئی کے ٹکڑے پر خون کا کچھہ نشان نہ ہو بلکہ روئی کا ٹکڑا خشک ہے اور یا خالص سفید پانی آنے لگے تو پس اسوقت جان لے عورت کہ مین حیض سے

پاک ہوئی اور جب حیض سے پاک ہو تو واجب ہے اوسپر کہ فوراً غسل کرے اور نہین جائز ہے اوسکو بعد اوسکے ترک نماز کا اور نہ روزیکا اور نہ باز رہے خاوند اوسکا صحبت اوسکی سے اور نہ باز رہے وہ عورت ان کامون سے کہ کرتی ہین اونکو پاک ہونیوالی اور مالک کہتے ہین کہ تین دن ان کامون سے باز رہے انتہے اور طریق غسل عورت کا حیض اور نفاس سے مانند غسل مرد کی ہے جنابت سے جیسکہ اوپر گذرا امام نووی نے شرح صحیح مین لکھا ہے کہ طریق غسل مرد اور عورت کا جنابت سے اور حیض اور نفاس سے برابر ہے ہر چیز مین مگر مستحب ہے اوس کو کہ جب غسل سے فارغ ہو تو ایک ٹکڑا ریشم یا روئی کا مشک آلودہ لیکر خون کی جگہ تلاش کرے یعنی اپنی شرمگاہ مین اور جس جس جگہ کہ خون لگا دیکھے وہان اوسکو لگا دے تاکہ بو دفع ہو خواہ شرمگاہ مین ہو یا کسی اور جگہ ہو اور برابر ہے کہ اوسکا خاوند ہو یا نہو مگر خوشبو کو غسل کے بعد استعمال کرے پہلے نہ کرے اور اگر عورت کواری ہو تو اوسکو شرمگاہ کے اندر پانی پہونچانا واجب نہین اور اگر شوہر دیدہ ہو تو اوسکو شرمگاہ مین پانی پہونچانا واجب ہے اور وہ جگہ ہے کہ پائخانے بیٹھنے کیوقت ظاہر ہو کہ اوسکو حکم ظاہر بدن کا ہے انتہے اور سنت سے یہ ہے کہ واسطے حائضہ کے وقت غسل کہولنا بالونکا

ف یہی قول ہے جمہور علما کا کہ اونکے نزدیک حیض سے نہانیکے وقت بالونکا کہولنا واجب نہین جبکہ بغیر کہولنے کے اونکے اندر تا باہر پانی پہونچ جاوے - - - - - - - - - -

اور جب کہ اونکے اندر پانی نہ پہونچے تو اونکا کہولنا واجب ہے اور حسن اور طاوس کہتے ہین کہ بالونکا کہولنا ہر حال مین واجب ہے اور حدیث ابن عمر اور عائیشہ کی استحباب پر محمول ہے انتھی ما فی النووی اور اسیطرح مستحب ہے اوسکو کنگہی کرنا وقت غسل کے حیض سے اور اگر حیض سے پاک ہونے اور غسل کرنے کے بعد یعنی حیض کے غیر دنون مین خاکی اور زرد رنگ کا خون دیکھے تو اوسکا کچہ ڈر نہین اور وہ خون حیض نہین کہ اوسپر احکام حیض کے جاری ہون اور اگر حیض کے دنون مین خاکی اور زرد خون آوے تو وہ حیض ہے اس سے معلوم ہوا کہ حیض کا خون سرخ ہی ہوتا ہے اور خاکی بہی ہوتا ہے اور زرد بہی ہوتا ہے ف عبد الرحمن بن عوف نے کہا کہ اگر حائض سورج ڈوبنے سے پہلے پاک ہو تو واجب ہے اوسپر پڑہنا نماز ظہر اور عصر کا اور اگر فجر سے پہلے پاک ہو تو واجب ہے اوسپر پڑہنا نماز شام اور عشا کا امام احمد نے کہا کہ

عام تابعین کا یہی قول ہے سوائے حسن بصری کے

## ✤ باب ہے نفاس کے بیان مین ✤

ف نفاس اوس خون کو کہتے ہین کہ بچہ جننے کے بعد کئی دن تک آتا ہے۔ اقل مدت نفاس کی کوئی حد معین نہین اور اکثر مدت اوس کی چالیس دن ہین اس سے زیادہ نہین اور جو اس سے زیادہ آوے وہ استحاضہ ہے یعنی بیماری ہے نماز روزے وغیرہ کا مانع نہین ف امام ترمذی نے کہا کہ اگر چالیس دن کے بعد خون دیکھے تو اکثر اہل علم کے نزدیک نماز نہ چھوڑے اور یہی قول ہے اکثر فقہا کا اور اسی کے قائل ہین سفیان ثوری اور ابن مبارک اور شافعی اور احمد اور اسحاق لیکن حسن بصری کہتے ہین کہ پچاس دن تک نماز نہ چھوڑے اور حکم نفاس کا مانند حکم حیض کی ہے یعنی جو کام حیض مین درست ہے وہ نفاس مین بھی درست ہے اور جو حیض مین درست نہین وہ نفاس مین بھی درست نہین جیسے کہ مثلاً حیض مین نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا اور جماع کرنا اور مسجد کے اندر آنا اور خانہ کعبہ کا طواف کرنا اور قرآن کا پڑھنا اور اوسکا چھونا وغیرہ سب حرام ہے ویسے ہی ان کامون کا نفاس مین کرنا بھی درست نہین اور جسطرح کہ حیض مین عورت کے ساتھ مباشرت کرنا اور سونا اور لیٹنا اور کھانا پینا وغیرہ جائز ہے اوسیطرح نفاس مین بھی یہ سب کام جائز ہین اور حکم غسل کا نفاس سے مانند حکم غسل کی ہے حیض سے یعنی طریق غسل حیض والی اور نفاس والی کا برابر ہے کہ جسطرح حیض والی نہاوے اوسیطرح نفاس والی نہاوے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع ہے اسپر کہ حیض اور نفاس والی کو نماز قضا کرنا واجب نہین ہے اور روزیکا قضا کرنا واجب ہے۔ اور جائز ہے جنازہ پڑھنا اوس عورت کا کہ مرے نفاس کی حالت مین

## ✤ باب ہے استحاضہ کے بیان مین ✤

استحاضہ اوس خون کو کہتے ہین کہ عورت کے بخلاف سے حیض کے غیر دنون مین آتا ہے اور یہ خون عورت کے رحم سے نہین آتا بلکہ ایک رگ سے ہے جو رحم کے نزدیک ہے اوسکا نام عاذل ہے اور یہ اکثر بیماری کے سبب سے آتا ہے۔ جب عورت کو استحاضہ آتا ہو یعنی ہر وقت خون جاری رہتا ہو اگر وہ حیض اور استحاضہ کو پہچان سکتی ہو اور دونون مین تمیز کر سکتی ہو تو وہ حیض کے آنے جانیکا اعتبار اپنی پہچان پر کرے یعنی اپنی پہچان پر عمل کرے واجب ہے مستحاضہ والی پر پڑھنا نماز کا جبکہ الگ ہو حیض سے یعنی جب پہچانے کہ یہ حیض کا خون ہے تو نماز کو چھوڑ دیوے اور جب جانا کہ حیض کا خون بند ہو گیا تو غسل کر ڈالے پھر ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو کرے اور ایک وضو کے ساتھ ایک فرض نماز سے زیادہ نہ پڑھے اور اگر کسی عورت کی پہلے کچھ عادت مقرر تھی یعنی

بعد اوسکے استحاضہ شروع ہوا تو وہ اپنی عادت قدیمہ کے موافق حیض کے دن بیٹھا کرے پھر جب
حیض کے دن گذر جاوین تو غسل کر ڈالے پھر ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو کرکے نماز ادا کرے اور
اگر استحاضہ سے پہلے عورت کی کوئی عادت مقرر نہو اور نہ حیض و استحاضہ مین تمیز کرسکتی ہو تو وہ
اپنی طرف سے ہر مہینے مین مثلاً چھ یا سات دن حیض کے مقرر کرے خواہ مہینے کے ابتدا
مین ہون یا درمیان مین پھر بعد اوسکے غسل کر ڈالے پھر ہر نماز کے لئے علیحدہ وضو کرے
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ استحاضہ والی عورت بڑے حکمون مین مانند
حکم پاک عورتون کی ہے پس جائز ہے مرد کو صحبت کرنی اپنی بیوی سے حالت استحاضہ مین نزدیک ہمارے
اور نزدیک جمہور علما کے حکایت کیا ہے اسکو ابن منذر نے ابن عباس سے اور ابن مسیب اور حسن
بصری اور عطا اور سعید اور قتادہ اور حماد بن سلیمان اور بکیر بن عبداللہ اور اوزاعی اور ثوری اور
مالک اور ابی ثور سے اور ابن منذر نے کہا کہ میرا بھی یہی قول ہے۔ اور عائشہ سے روایت ہے کہ استحاضہ
کی حالت مین عورت سے صحبت کرنی درست نہین اور یہی قول ہے نخعی اور حکم کا اور ابن سیرین کہتے ہیں
کہ مکروہ ہے اور مختار مذہب جمہور کا ہے جو پہلے گذرا کہ استحاضہ کی حالت مین عورت سے
صحبت کرنی درست ہے اور دلیل اسپر یہ ہے جو حمنہ سے روایت ہے کہ اوسکو استحاضہ آتا تھا اور
اوسکا خاوند استحاضہ کی حالت مین اوس سے صحبت کرتا تھا روایت کی یہ حدیث ابوداود اور بیہقی
وغیرہ نے اور اسپر نماز اور روزہ اور اعتکاف اور قرآن پڑہنا اور اوسکو ہاتھ لگانا اور تلاوت
اور شکر کا سجدہ کرنا اور عبادتون کا اوسپر واجب ہونا پس استحاضہ والی ان تمام کامون مین مانند پاک عورتون
کی ہے اور اسپر سبکا اجماع ہے اور استحاضہ والی جب نماز پڑہنے لگے تو نجاست اور حدث کی بابت بہت
بہت احتیاط کرے یعنی اپنی فرج کو روئی یا کپڑے سے بھرے پس اگر اوسکے ساتھ خون بند رہے
تو اور کسی چیز کی حاجت نہین اور اگر خون اوس سے بند نہو تو اسپر مضبوط کرکے ایک لنگوٹ باندھے
یعنی اور اگر اس سے بھی خون بند نہو تو اوسپر اور کپڑا باندھے اور اگر اوس سے بھی بند نہو تو پھر کچھ
حرج نہین اس حال مین اوسکو نماز پڑہنا درست ہے اور جبکہ اوسکو نماز پڑہنا درست ہے تو روزہ اور
اعتکاف وغیرہ کام کرے اوسکو بطریق اولی درست ہونگے) اور یہ لنگوٹ باندھنا واجب ہے مگر دو جگہ
ایک جب لنگوٹ باندھنے سے ضرر پہنچتا ہو دوسری یہ کہ وہ روزہ دار ہو کہ وہ دن کو باندھنا

ہین روئی نہ بہرے بلکہ صرف لنگوٹ باندہے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ لنگوٹ کو وضو سے پہلے
باندہے اور بعد اوسکے وضو کرے بغیر دیر کے اور اگر پہلے لنگوٹ باندہے اور پیچہے وضو کرے ساتھ
بہت دیر کے تو اوسکا وضو صحیح نہین اور اگر لنگوٹ باندہے پہر خون نکلے بغیر تفریط کے تو نہ نماز باطل
ہوتی ہے اور نہ اوسکی طہارت باطل ہوتی ہے اور اگر اوسکے قصور سے خون نکلے کہ لنگوٹ کے
باندہنے مین قصور کیا ہوا اور پٹی اپنی جگہ سے ہٹ گئی ہو بسبب نہ مضبوط باندہنے اوس کے کے اور اوسکی وجہ سے
خون بہت ظاہر ہو تو اوسکا وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر نماز کے اندر ہو تو اوسکی نماز فاسد
ہوجاتی ہے اور اسپر ہر نماز کے لئے شرمگاہ مین نئی روئی بہرنی ضرور ہے یا نہین اسمین دیکہا جاوے کہ اگر
پٹی اپنی جگہ سے ہٹ جاوے یا پٹی کے کنارون پر خون ظاہر ہو تو واجب ہے دوبارہ بہرنا شرمگاہ کا
روئی وغیرہ سے ورنہ واجب نہین پہر مذہب ہمارا یہ ہے کہ استحاضہ والی کو ایک وضو کے ساتھ ایک
فرض سے[له] زیادہ پڑہنا درست نہین برابر ہے ادا ہو یا قضا لیکن نفلون کا پڑہنا درست ہے جسقدر
چاہے پڑہے اور یہی حکایت کیا گیا ہے عروہ اور سفیان ثوری اور احمد اور ابی ثور سے اور امام ابو
حنیفہ کہتے ہین کہ طہارت مقدر ساتھ وقت کے ہے پس ایک وضو سے ایک وقت مین جسقدر فرض اور
نفل پڑہے درست ہین اور امام مالک اور ربیعہ اور داؤد کہتے ہین کہ استحاضہ سے وضو نہین
ٹوٹتا پس جب وضو کرے تو اوسکے ساتھ جسقدر فرض اور نفل پڑہے درست ہین جب تک کہ نہ ٹوٹے
وضو اوسکا ساتھ غیر استحاضہ کے اور پہر کہا کہ ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ استحاضہ والی کو نماز کے وقت داخل
ہونے سے پہلے وضو کرنا درست نہین اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ درست ہے اور جب استحاضہ
والی وضو کرے تو نماز کے واسطے جلدی کرے دیر نہ لگاوے لیکن اگر نماز کے کسی سبب کے واسطے
دیر لگاوے مانند ستر عورت اور اذان اور اقامت وغیرہ کے تو درست ہے اور اگر دیر لگاوے واسطے
غیر اسباب نماز کے تو درست نہین اور پہر کہا کہ استحاضہ والی کو ہر نماز کیلئے غسل کرنا واجب نہین اور
یہی ہے مذہب جمہور علما کا سلف اور خلف سے اور یہی قول ہے حضرت علیؓ اور ابن مسعودؓ اور ابن عباسؓ
اور عایشہؓ کا اور یہی قول ہے عروہ اور ابی سلمہ اور مالک اور ابی حنیفہ اور احمد کا اور ابن عمرؓ اور
عطا وغیرہ کہتے ہین کہ استحاضہ والی کو ہر نماز کیلئے غسل کرنا واجب ہے اور بعض کہتے ہین کہ ہر دن
ایکبار غسل کرے انتہے ملخصا لیکن مختار قول جمہور کا ہے کہ ہر نماز کیلئے غسل کرنا واجب نہین

له [illegible] ۱۲

اور ہر نماز کیلئے غسل کرنے کی روایت محمول ہے استحباب پر واللہ اعلم **کتاب**
**نماز کے بیان مین** ؛ ف نماز شرع مین ہیئت مخصوصہ کا نام ہے جسمین قراۃ اور رکوع
اور سجود وغیرہ پایا جاوے - نماز پڑہنی فرض ہے پانچ بار ہر دن رات مین یعنی دو فرض فجر کے اور
چار رکعت فرض ظہر اور چار عصر کے اور تین شام کے اور چار عشا کے اور فضل ہے سب عملون
مین سے جو شخص کہ اونکے لیئے اچھی طرح وضو کرے اور اونکو اپنے وقت پر پڑہے اور اونکے
رکوع اور سجود کو پورا ادا کرے تو اوسکے بدن مین کوئی گناہ باقی نہین رہتا جسطرح کہ ہر دن مین پانچ
بار نہانے سے بدن پر کچھہ میل نہین رہتا اور وہ نماز اوسکے لئے قیامت کے دن نور ہوگی اور دلیل ہوگی
اوسکے ایمان پر اور سبب ہوگی اوسکے نجات کا اور اللہ تعالے پر ذمہ ہے اسبات کا کہ اوسکو بخشدے
اور جسنے نماز چھوڑی اوسنے کفر کیا یعنی کفران نعمت کیا پس اللہ تعالی پر اوسکے بخشنے کا عہد نہین
چاہے اوسکو بخشے اور چاہے عذاب کرے - اور لڑکا جب سات برس کا ہو تو اوسکو نماز کا حکم کرنا
چاہیئے اور جب دس برس کا ہو تو اوسکو مار کر نماز پڑہانا چاہیئے اور اوسکو اپنے بچھونے سے جدا
سولانا چاہیئے - اور نماز ہر شخص پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت مگر تین آدمیون پر فرض نہین
اول چھوٹے لڑکے پر جبتک کہ بالغ ہو - دوم سونیوالے پر جبتک کہ جاگے - سوم دیوانہ پر جبتک
کہ ہوش مین آوے - اور نہین جائز ہے شرک کرنا ساتھہ خدا کے یعنی کسیکو اوسکے ساتھہ ساجھی
ٹہرانا درست نہین نہ اوسکی ذات مین اور نہ صفات مین اگرچہ اوسکے بدلے آدمی کو آگ مین جلایا جاوے
یا اوسکا سر کاٹا جاوے اور جو شخص کہ اوسکے ساتھہ شرک کرے تو خدا اوسکو کبھی نہین بخشیگا **باب**
**نماز کے وقتون کے بیان مین** ؛ اول وقت نماز ظہر کا وہ ہے جبکہ سورج آسمان کے
درمیان سے ڈہلجاوے اور اخیر وقت اوس کا وہ ہے کہ آدمی کا سایہ اوس کے برابر ہو ف امام
ترمذی نے کہا کہ اول وقت ظہر کا وہ ہے جبکہ ڈہلے آفتاب اور اخیر وقت اوسکا وہ ہی جبکہ ہر
چیز کا سایہ اوسکے برابر ہو اور یہی قول ہے جمہور علما کا اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ ظہر کا وقت
دو مثل تک باقی رہتا ہے انتہے لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے اور ظہر اور عصر کے
نماز کے درمیان کوئی وقت مشترک نہین کہ اوسمین دونون کا پڑہنا درست ہو ف امام
نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے واسطے امام شافعی اور اکثر علما کے

کہ ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان کوئی وقت مشترک نہین کہ اوسمین ظہر کی نماز پڑہنی بہی درست ہو
اور عصر کی نماز پڑہنی بہی درست ہو بلکہ جب سایہ ہر چیز کا اوسکی برابر ہو جاوے سوائے اوس سایے
کے کہ زوال کیوقت ہوتا ہے یعنے سوائے سایہ اصلی کے تو عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور جب
عصر کا وقت داخل ہوا تو ظہر کا وقت کچہہ باقی نہین رہتا اور امام مالک اور بعضے علما کہتے ہین
کہ جب سایہ ہر چیز کا برابر اوسکے ہو تو عصر کا وقت داخل ہو جاتا ہے اور ظہر کا وقت بہی نہین نکلتا بلکہ
اس کے بعد بقدر چار رکعتون کے وقت مشترک ہوتا ہے کہ اسمین ظہر کا پڑہنا بہی درست ہے اور عصر
کا پڑہنا بہی درست ہے انتہے - اور اول وقت عصر کا وہ ہے جبکہ سایہ ہر چیز کا اس کی برابر ہو
یعنی سوای سایۂ اصلی کے اور اخیر وقت اوسکا آفتاب کے ڈوبنے تک ہے ف امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ ان حدیثون مین دلیل ہے واسطے امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور
علمائے کے کہ جب سایہ ہر چیز کا برابر اوسکے ہو تو عصر کی نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے - اور ابو حنیفہ کہتے
ہین کہ عصر کا وقت دو مثل کے بعد ہوتا ہے اور یہ حدیثین حجت ہین اوپر اونکے اور دوسری جگہ کہا
کہ ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ عصر کی نماز کے پانچ وقت ہین ایک وقت فضیلت کا اور وہ اول
وقت ہے، دوسرا وقت مختار اور وہ دو مثل تک ہے اور تیسرا وقت جواز کا ہے اور وہ سورج کے
زرد ہونے تک ہے اور چوتھا جواز مع الکراہت کا اور وہ زرد ہونے سے سورج ڈوبنے تک ہے
اور پانچوان وقت عذر کا اور وہ ظہر کا وقت ہے اوس شخص کے حق مین کہ ظہر اور عصر کو جمع کرکے
پڑہے واسطے سفر یا مینہہ کے اور عصر کی نماز پانچو وقتون مین ادا ہوتی ہے قضا نہین اور جب
نماز سے پہلے سورج ڈوب جاوے تو نماز قضا ہو جاتی ہے انتہے اور ابو سعید اصطخری کہتے ہین
کہ دو مثل کے بعد عصر کا وقت قضا ہو جاتا ہے لیکن یہہ قول اوسکا مخالف ہے حدیث کے انتہے
اور اول وقت شام کا وہ ہے جبکہ آفتاب ڈوب جاوے اور اخیر وقت اوسکا سرخی ڈوبنے تک ہے
کہ بعد ڈوبنے آفتاب کے دیر تک رہتی ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ ان حدیثون
مین دلیل ہے واسطے اوسکے کہ شام کا وقت سرخی ڈوبنے تک باقی رہتا ہے ہمارے مذہب کا یہ ایک قول ہے اور دوسرا
قول یہ ہے کہ مغرب کا صرف ایک وقت ہے اور وہ سورج ڈوبنے کے بعد ہے بقدر اسکے کہ
وضو کرے اور اپنا ستر ڈہانکے اور اذان اور اقامت کہے اور اگر نماز کو اسوقت سے تاخیر کرے

تو گنہگار ہوتا ہے اور نماز قضا ہو جاتی ہے اور ہمارے اصحاب محققین اہل تحقیق کا یہ مذہب ہے کہ جائز ہے تاخیر کرنا اوسکا جب تک کہ سرخی غائب ہو اور جائز ہے شروع کرنا اوسکا ہر وقت مین اس زمانے سے اور اگر اول وقت سے اوسکو تاخیر کرے تو گنہگار نہین ہوتا یہی قول صحیح ہے کہ اسکے سوا اور قول پر عمل کرنا درست نہین انتہی اور پھر کہا کہ شفق سے مراد سرخی ہے جو کہ سورج ڈوبنے کے بعد دیر تک رہتی ہے اور یہی قول ہے امام شافعی اور جمہور فقہا اور اہل لغت کا اور ابو حنیفہ اور ایک جماعت کہتے ہین کہ مراد اُس سے سفیدی ہے کہ مغرب کے بعد دیر تک رہتی ہے اور راجح اور مختار پہلی بات ہے کہ مراد اُس سے سرخی ہے نہ سفیدی انتہی۔ اور اول وقت عشا کا وہ ہے جبکہ سرخی غائب ہو اور اخیر وقت اوسکا صبح صادق کے نکلنے تک ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ عشا کی نماز کا مختار وقت آدھی رات تک ہے اور اوسکے جواز کا وقت طلوع صبح صادق تک ہے واسطے اس حدیث کے کہ سونے مین قصور نہین قصور تو صرف جاگنے مین ہے کہ آدمی نماز نہ پڑھے یہانتک کہ دوسری نماز کا وقت آوے اور یہی مذہب ہے جمہور کا کہ عشا کا وقت صبح صادق تک باقی رہتا ہے اور ابو سعید اصطخری کے نزدیک عشا کا اخیر وقت آدہی رات تک ہے جب آدہی رات گذر جاوے تو پھر بعد اوس کے عشا کی نماز قضا ہو جاتی ہے انتہی اور اول وقت نماز فجر کا وہ ہے جبکہ صبح صادق نکلے اور اخیر وقت اُس کا سورج نکلنے تک ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ فجر کی نماز کا وقت سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے اور یہی قول ہے جمہور کا اور ابو سعید اصطخری کہتے ہین کہ جب صبح روشن ہو جاوے تو فجر کی نماز قضا ہو جاتی ہے انتہی اور پھر کہا کہ جبرئیل کی حدیث واسطے بیان وقت مختار کے ہے اور تمام وقت جواز کے بیان کیواسطے نہین یعنی بلکہ جواز کا وقت اور حدیثون سے ثابت ہے انتہی **باب ہے اول وقت نماز پڑھنے کے بیان مین** ❊ مستحب ہے پڑہنا نماز ظہر کا اول وقت مین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ مستحب ہے پڑہنا نماز ظہر کا اول وقت مین لیکن جب گرمی کی شدت ہو تو مستحب ہے پڑہنا ظہر کا ٹھنڈے وقت مین اور یہی ہے مذہب امام شافعی اور جمہور کا کہ گرمی کی شدت مین ظہر کو ٹھنڈا کرکے پڑہے اور یہی قول جمہور صحابہ کا اور جمہور

کہا کہ حد ٹھنڈا کرنے کی وہ تنگ ہے کہ دیوارون کا سایہ اسقدر ہو جاوے کہ آدمی اسمین چل سکے۔
انتہے ملخصًا اور پھر کہا کہ ٹھنڈا کر کے پڑھنے کا حکم صرف ظہر کی نماز مین ہے اور عصر کی نماز کو
ٹھنڈا کر کے پڑھنا کسی کے نزدیک درست نہین مگر نزدیک اشہب مالکی کے اور اسیطرح جمعہ کی
نماز کو ٹھنڈا کر کے پڑھنا بھی جمہور کے نزدیک درست نہین اور ہمارے بعض اصحاب کہتے ہین
کہ اوسکو بھی ٹھنڈے وقت مین پڑھنا درست ہے واللہ اعلم۔ اور جائز ہے پڑھنا اوسکا ایک مثل تک
کہ سایہ ہر چیز کا اوسکے برابر ہو۔ اور اسیطرح مستحب ہے پڑھنا نماز عصر کا اول وقت مین ف
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہ دونون حدیثین صحیح ہین اس باب مین کہ عصر کی نماز کو
اول وقت پڑھنا چاہیے انتہے اور جائز ہے پڑھنا اوسکا سورج ڈوبنے تک اور اسیطرح مستحب ہے پڑھنا
نماز مغرب کا اول وقت مین اور جائز ہے پڑھنا اوسکا سرخی ڈوبنے تک ف امام نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ ان حدیثون مین دلیل ہے اسپر کہ سورج ڈوبنے کے بعد شام
کی نماز مین جلدی کی جاوے اور اسپر سب کا اجماع ہے اور جن حدیثون مین سرخی ڈوبنے تک مغرب
کے پڑھنے کا ذکر آیا ہے تو وہ اسواسطے بیان جواز کے ہے یعنی شام کی نماز کو سرخی ڈوبنے تک
تاخیر کر کے پڑھنا جائز ہے جیسے کہ اوپر گذرا۔ اور اسیطرح مستحب ہے پڑھنا نماز عشا کا اول وقت
مین یعنی بعد غروب ہونے سرخی کے اور جائز ہے پڑھنا اوسکا طلوع صبح صادق تک ف
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ علما کو اسمین اختلاف ہے کہ عشا کو اول وقت
مین پڑھنا افضل ہے یا آدھی رات تک تاخیر کر کے پڑھنا افضل ہے اور یہی دو قول ہین امام مالک اور
شافعی کے سو جو لوگ تاخیر کو افضل کہتے ہین اون کی دلیل یہ حدیثین ہین یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اگر مین اپنی امت پر مشکل نہ جانتا تو اونکو عشا کی نماز کیلیئے آدھی رات تک تاخیر کرنیکا حکم کرتا
اور جو لوگ اول وقت پڑھنے کو افضل کہتے ہین تو وہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکو ہمیشہ
اول وقت پڑھا ہے اور بعض وقتون مین آپکا تاخیر کر کے پڑھنا واسطے بیان جواز کے تھا یا واسطے کسی
شغل اور عذر کے لیکن افضل ہے تاخیر کرنے کہ آپنے اوسکی ترغیب دلائی اور جب نمازی جلدی جمع ہو جاوین
تو اوسکو جلدی پڑھنا افضل ہے اور جب نمازی دیر سے جمع ہون تو اوسوقت تاخیر کرنا افضل ہے لیکن
تاخیر کا افضل ہونا صرف آدھی رات تک ہے۔ اور اگر عشا کی نماز کو آدھی رات سے پیچھے تاخیر کر کے پڑھے

ع۱ صفحہ ۲۲۵
ع۲ صفحہ ۲۲۶
ع۳ صفحہ ۲۲۶
ع۴ صفحہ ۲۲۶
ع۵ صفحہ ۲۲۷
[illegible]

تو یہ کسی کے نزدیک افضل نہیں ۔ اور جائز ہے پڑھنا عشا کی نماز کا طلوع صبح صادق تک ۔ اور
اسیطرح مستحب ہے پڑھنا نماز فجر کا اول وقت مین یعنی بعد طلوع صبح صادق کے اندھیرے مین
امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ ان حدیثون مین دلیل ہے اسپر کہ مستحب ہے پڑھنا نماز
فجر کا اول وقت مین اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علما کا اور امام
ابو حنیفہ کہتے ہین کہ روشن کرکے پڑھنا افضل ہے انتہی لیکن یہ قول امام ابو حنیفہ کا مخالف ہے
حدیث کے اور جائز ہے پڑھنا اوسکا سورج نکلنے تک جیسے کہ اوپر گذرا ۔ اور جائز ہے نماز اوس
شخص کی کہ پاوے ایک رکعت نماز سے یعنی اگر کسی شخص نے نماز سے ایک رکعت پائی پھر وقت
نکل گیا یعنی قضا ہوگیا تو باقی نماز قضا وقت مین یعنی دوسری نماز کے وقت مین ادا کرے
اور اوس کی سب نماز ادا ہوگی قضا نہ ہوگی اور یہی حکم ہے نماز فجر اور عصر کا کہ اگر کوئی فجر یا عصر
کی نماز سے ایک رکعت پاوے پھر وقت نکل جاوے یعنی سورج نکل آوے یا ڈوب جاوے پہلے سلام
پھیرنے سے تو اوسکی نماز باطل نہین ہوتی بلکہ صحیح ہوجاتی ہے اوسکو پورا کرے امام نووی نے شرح صحیح مسلم
مین لکھا ہے کہ عصر کی نماز صحیح ہونے پر تو سب کا اجماع ہے اور فجر کی نماز بھی امام شافعی اور احمد اور
تمام علما کے نزدیک اسصورت مین صحیح ہوجاتی ہے لیکن امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ فجر کی نماز باطل ہوجاتی ہے
ساتھ نکلنے آفتاب کے کہ اسوقت مین نماز پڑھنا درست نہین بخلاف ڈوبنے اوسکے کہ اوسوقت
مین نماز پڑھنی درست ہے اور یہ قول اونکا مخالف ہے اس حدیث کے انتہی لیکن جان بوجھ کر نماز
کو اسوقت تک تاخیر کرنا بالاتفاق درست نہین اور یہی حکم ہے اون لوگون کا جنپر نماز فرض نہین جیسے
نابالغ لڑکے کی کہ اسوقت بالغ ہوا اور دیوانہ اور بیہوش کی کہ اسوقت ہوش مین آوین اور
حیض اور نفاس والی کی کہ اسوقت پاک ہوئین کہ اگر کوئی ان مین سے نماز یا وقت سے ایک رکعت پاوے
پھر وقت نکل جاوے تو وہ نماز انپر فرض ہوجاتی ہے اور اوسکا ادا کرنا لازم ہوتا ہے اور ایک رکعت
سے کم پاوے مانند تکبیر کی تو اوسمین امام شافعی کے دو قول ہین ایک یہ کہ واجب نہین
ہوتی واسطے مفہوم حدیث کے اور صحیح یہ ہے کہ واجب ہوجاتی ہے انتہی الی النووی

## باب ہے قضا نمازون کے بیان مین ۔

اگر کئی نمازین قضا ہوجاوین تو اون کو با ترتیب پڑھنا چاہئے یعنی مثلاً پہلے ظہر کو پڑھے

پہر عصر کو پہر مغرب کو و علے ہذا القیاس جو نماز پہلے ہو اوسکو پہلے پڑہے اور جو نماز پیچہے ہو اوسکو پیچہے پڑہے آگے پیچہے نہ کرے ف اگر قضا شدہ نمازیں یاد ہوں تو اکثر علما کے نزدیک ترتیب واجب ہے اور اگر یاد نہوں تو ترتیب واجب نہیں جسطرح پڑہے درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک ترتیب واجب نہیں اگر آگے پیچہے پڑہے تو نماز درست ہو جاتی ہے خواہ بہت نمازیں ہوں یا تہوڑی ہوں اور اسی قول کو ترجیح ہے اس لئے کہ حدیث سے فقط سنیت ثابت ہوتی ہے وجوب ثابت نہیں ہوتا کہ مجرد فعل وجوب پر دلالت نہیں کرتا۔ اور اسیطرح وقتیہ اور قضا نمازوں میں بہی ترتیب واجب نہیں ف اگر وقتی نماز کا وقت تنگ ہوا اور قضا نمازیں یاد آویں تو امام شافعی اور ابو حنیفہ اور اکثر علما حدیث کے نزدیک ترتیب واجب ہے یعنی پہلے وقتی پڑہے پہر قضا پڑہے اور امام احمد اور مالک کہتے ہیں کہ پہلے قضا پڑہے اگرچہ وقتی قضا ہو جاوے اور اگر کوئی وقتی نماز پڑہے پہر یاد کرے کہ اس سے پہلے میری قضا ہے تو اوسکو چاہیے کہ پہلے اس نماز کو قضا پڑہے اور پہر اس وقتی کو دوہراوے اور بعضے کہتے ہیں کہ اختیار ہے خواہ پہلے پڑہے خواہ پیچہے پڑہے مگر یہ سب اختلاف اسیوقت ہے کہ قضا نمازیں بہت نہوں اور اگر بہت ہوں تو پہر سب علما کا اتفاق ہے کہ پہلے وقتی کو پڑہے پہر قضا پڑہے اور حد قلیل کی بعضوں کے نزدیک چار نمازیں ہیں اور حنفیہ کے نزدیک ایکدن رات کی نمازیں اور ابراہیم نے کہا کہ اگر کوئی ایک نماز مثلاً فجر کی بیس برس تک پڑہنا بہول جاوے اور پہر بیس برس کے بعد اوسکو وہ نماز یاد آوے تو وہ فقط اوسی ایک نماز کو قضا کر کر اور جو نمازیں کہ بعد اوسکے بیس برس تک پڑہی ہیں اونکو قضا نکرے ف جو شخص کہ جان بوجہ کر نماز قضا کرے اوسپر نماز کا قضا کرنا واجب ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے بعض اہل ظاہر کہتے ہیں کہ واجب نہیں صرف استغفار کرے اور جمہور علما کہتے ہیں کہ اوس نماز کا قضا کرنا واجب ہے اور اسی قول کو ترجیح ہے اسلئے کہ جان بوجہ کر نماز چہوڑنیوالے کے حق میں نماز فرض ہے اور اوسکا ادا کرنا اوسکے ذمہ لازم ہے اور اوسپر قرض ہے اور قرض بغیر ادا ہوتا نہیں مگر ساقط ادا کرنے سے اور جب اوسکو قضا کیا اور پہر قضا کرکے پڑہا تو طلب اوسکے ذمہ سے ساقط ہو جاویگی لیکن وقت سے نکالنے کا گناہ اوسکے ذمہ باقی رہیگا انتہی ما فی الفتح اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکہا ہے کہ فوت شدہ نماز کا قضا کرنا واجب ہے برابر ہے کہ بعذر قضا ہو یا بغیر عذر ہو اسواسطے کہ جب بعذر قضا واجب ہوئی تو بغیر عذر بطریق اولی واجب ہوگی اور یہ تنبیہ بالادنی ہے علی الاعلی ہے [illegible] نے تنبیہ [illegible] اور

بعض اہل ظاہر کہتے ہین کہ بے عذر فوت شدہ نماز کی قضا واجب نہین ورنہ یہ محض خطا اور جہالت ہے اور فوت شدہ نماز کا قضا کرنا فی الفور واجب نہیں - اور اسیطرح مستحب ہے قضا کرنا سنت موکدہ کا اور یہی ہے ایک قول امام شافعی کا ٭ **باب ہے نماز کی فضیلت کے بیان مین** فجر اور عصر کی نماز کی اتنی فضیلت ہے کہ جو اونکو پڑہے وہ آگ مین کبھی داخل نہین ہوگا اور دن رات چوکیدار فرشتے ان دونون وقتون مین جمع ہوتے ہین اور جو شخص کہ فجر کی نماز پڑہے تو اللہ تعالی کے ذمہ مین آجاتا ہے سو جو شخص اللہ کا ذمہ توڑے اللہ اوسکو دوزخ مین منہ کے بل ڈالیگا اور اگر لوگ جانین کہ کتنا ثواب ہے عشا اور فجر کی نماز مین تو آوین اوسکے واسطے اگرچہ چوتڑون پر گھسٹتے ہون اور جو شخص کہ عشا کی نماز جماعت سے پڑہے تو اوسکو آدہی رات تک عبادت کرنیکا ثواب ملتا ہے اور جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑہے تو اوسکو تمام رات عبادت کرنیکا ثواب ملتا ہے اور صلوۃ وسطی عصر کی نماز کو کہتے ہین ٭ **باب ہے اذان کے بیان مین** ٭ اذان کہنا سنت ہے ف جمہور علما کے نزدیک اذان کہنا سنت موکدہ ہے اور امام مالک اور اوزاعی اور داود وغیرہ کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک فرض کفایہ لیکن وجوب کو ترجیح ہے اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوسکی تقریر ہمیشگی کی اور اوسکے چھوڑنے کی کبھی اجازت نہین دی ورنہ اسکے سنت موکدہ ہونے مین کچھ بھی شک نہین فتح الباری اور اذان کہنے کا طریق یہ ہے کہ قبلے کیطرف منہ کرکے پہلے چار بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور پھر دو بار اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور پھر دو بار اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اور پھر داہنے طرف منہ کرکے دو بار حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے اور سنت ہے کہ سینہ پھیر اور گردن کو اور پاؤن کو قبلے سے نہ پھیرے اور پھر بائین طرف منہ کرکے دو بار حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے اور پھر قبلے کیطرف منہ کرکے دو بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور پھر ایکبار لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے یعنی سب کلمے یہ ہین اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ٥ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

اکبر یہ کلمے بتقدیر ... معنی ان کلموں کے یہ ہین کہ اللہ سب سے بڑا ہے - اللہ سب سے بڑا ہے - اللہ

بڑا ہے ۔ اللہ سب سے بڑا ہے ۔ گواہی دیتا ہون مین اس کی کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہین ۔ گواہی دیتا ہون مین اس کی کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت کے نہین ۔ گواہی دیتا ہون مین اس کی کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہین ۔ گواہی دیتا ہون مین اس کی کہ حضرت محمد صلعم اللہ کے رسول ہین ۔ آؤ طرف نماز کی ۔ آؤ طرف نماز کی ۔ آؤ طرف نجات کی آؤ طرف نجات کی ۔ اللہ سب سے بڑا ہے ۔ اللہ سب سے بڑا ہے ۔ نہین ہے کوئی لائق بندگی کے سوا اوسکے اور اگر فجر کی اذان ہو تو حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ اور اللہ اکبر کے درمیان دوبار اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے یعنی نماز بہتر ہے سونے سے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام شافعی اور ابو حنیفہ اور احمد اور جمہور علما کا مذہب یہ ہے کہ اذان کے ابتدا مین اللہ اکبر چار بار کہا جاوے اور امام مالک کہتے ہین کہ دو بار کہا جاوے لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے ۔ اور اگر جاڑہ ہو یا مینہ کی رات ہو تو سنت ہے کہ اذان کے بعد یہ لفظ زیادہ کہے اَلَا صَلُّوْا فِی الرِّحَالِ یعنی خبردار ہو اپنے گھرون مین نماز پڑھو اور مستحب ہے اذان کہنا ساتھ ترجیع کے اور ترجیع کا طریق یہ ہے کہ پہلے بلند آواز سے چار بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے پھر نرم آواز سے کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر بلند آواز سے کہے اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر باقی اذان معمولی طور سے کہے جیسے کہ اوپر گذرا پس بنا بر اسکے اذان کے اونیس کلمے ہوئے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ بڑی دلیل ہے اسپر کہ اذان کو ترجیع کے ساتھ کہنا درست ہے اور یہی مذہب ہے امام مالک اور شافعی اور احمد اور جمہور علما کا کہ اذان مین ترجیع کرنا ثابت ہے اور ابو حنیفہ اور اہل کوفہ کہتے ہین کہ اذان مین ترجیع درست نہین اور دلیل جمہور کی حدیث ہے اور زیادتی مقدم ہے انتہے یعنی پس قول ابو حنیفہ کا مخالف ہے حدیث کے اور کہا کہ ایک جماعت محدثین کے کہتے ہین کہ اختیار ہے خواہ ترجیع کرے یا نہ کرے اور صواب یہ ہے کہ وہ مستحب ہے اور ثابت ہے لیکن تکبیر کہوقت اذان کے سب کلمون کو ایکبار کہے سوا لفظ قد قامت الصلوٰة کے کہ اوسکو دو بار کہے امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام شافعی اور احمد اور جمہور علما

کا مذہب یہ ہے کہ تکبیر کے گیارہ کلمے ہیں یعنی کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوةِ، حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ، قَدْ قَامَتِ
الصَّلٰوةُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ اَللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ اور امام خطابی
نے کہا کہ یہی ہے مذہب جمہور علما کا اور اسی پر عمل ہے حرمین میں اور ملک حجاز میں اور شام میں
اور یمن میں اور مصر میں اور مغرب میں اسلام کے شہروں کی نہایت حد تک اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ تکبیر
کے سترہ کلمے ہیں اور یہ مذہب شاذ ہے اور امام مالک کہتے ہیں کہ تکبیر کے دس کلمے ہیں یعنی قد قامت
کو بھی صرف ایکبار کہا جاوے اور کہا کہ ہمارا ایک شاذ قول یہ ہے کہ تکبیر کے ابتدا میں بھی اَللّٰهُ اَکْبَرُ
ایکبار کہے اور اسکے اخیر میں بھی اَللّٰهُ اَکْبَرُ ایک ہی بار کہے پس بنا بر اسکے تکبیر کے آٹھ کلمے ہوئے
اور صواب پہلی بات ہے کہ اوسکے ابتدا میں اور اخیر میں اَللّٰهُ اَکْبَرُ دو دو بار کہے اور یہ اَللّٰهُ اَکْبَرُ
تکبیر کے ابتدا میں اگرچہ بظاہر دو دو بار ہے لیکن بہ نسبت اذان کے ایک ایک بار ہے انتہی ملخصاً
اس سے معلوم ہوا کہ اگر تکبیر کے نو کلمے کہے تو یہ بھی درست ہے اور موافق ہے ساتھ ظاہر حدیث کے کہ
فرمایا کہ تکبیر میں سب کلموں کو ایک ایک بار کہا جاوے مگر لفظ قد قامت کو دو بار کہا جاوے واللہ اعلم
اور مستحب ہے کہ اذان دینے والا بلند آواز اور خوش آواز ہو مسئلہ امام نووی نے شرح صحیح مسلم
میں لکھا ہے کہ اسپر سب کا اتفاق ہے اور ہمارے اصحاب کہتے ہیں کہ اگر ایک موذن خوش آواز ہو اور
اذان کی اجرت چاہتا ہو اور دوسرا خوش آواز نہو اور مفت اذان دیتا ہو تو دونوں میں سے کون
اذان دے صحیح تر یہ قول ہے کہ جو شخص خوش آواز ہو وہی اذان دے اور اوسکو اجرت دی جاوے
اور مستحب ہے کہ اذان کو خوب زور سے کہے مسئلہ اور اسیطرح مستحب ہے کہ اذان کو اونچی جگہ کہے اور مستحب ہے
کہ اذان کو آرام کے ساتھ کہے جلدی نہ کرے یعنے ہر کلمے کو جدا جدا کہے مسئلہ اور تکبیر میں جلدی
کرے اور اذان اور تکبیر کے درمیان فاصلہ کرے کہ کھانیوالا کھانے سے اور پینے والا
پینے سے اور قضا حاجت والا اپنی حاجت سے فارغ ہو اور مستحب ہے کہ موذن اذان کیوقت اپنی
انگلیوں کو اپنے کانوں میں کر ڈالے کہ اوس سے آواز بلند ہوتا ہے مسئلہ ف اور اسی پر عمل
ہے نزدیک اہل علم کے کہ وہ مستحب ہے۔ اور مستحب ہے رکھنا دو موذنوں کا واسطے ایک مسجد کے مسئلہ
امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اس حدیث میں دلیل ہے اسپر کہ مستحب ہے رکھنا دو

موذنون کا واسطے ایک مسجد کے اور ایک صبح صادق سے پہلے اذان دے اور دوسرا صبح
صادق سے پیچھے اذان دے جیسکہ بلال و ابن ام مکتوم کرتے تھے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ اگر
دو سے زیادہ موذنون کی حاجت ہو تو تین اور چار اور زیادہ رکھنے بھی درست ہین اور جب لوگون
کی کثرت ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حاجت کیواسطے چار موذن مقرر رکھے تھے اور ہمارے
اصحاب کہتے ہین کہ چار سے زیادہ موذن رکھنے مستحب نہین مگر ضرورت ہو تو درست ہین اور جب دو
مقرر ہون تو مستحب ہین کہ یکبارگی اذان نکہین بلکہ اگر وقت فراخ ہو تو آگے پیچھے اذان کہین اور
اگر جھگڑین تو اونکے درمیان قرعہ ڈالا جاوے اور اگر وقت تنگ ہو اور مسجد فراخ ہو تو
اوسکے کنارون مین جدا ہو کر اذان کہین اور اگر مسجد تنگ ہو تو اکٹھے ہو کر اذان کہین اور یہ سب
اسوقت ہے کہ مختلف آوازون سے تشویش پیدا نہو اور اگر تشویش پیدا ہو تو صرف ایک ہی موذن
اذان کہے اور اگر تنازع کرین تو قرعہ ڈالا جاوے انتہے اور جائز ہے کلام کرنی درمیان اذان
کے موذن کو بھی اور سننے والیکو بھی اور سنت ہے کہ جو اذان کہے وہی تکبیر کہے اور اگر
اوسکے سوا کوئی دوسرا تکبیر کہے تو یہ بھی درست ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
لکہا ہے کہ اگر موذن کئی ہون اور باترتیب اذان کہین تو پہلے اذان کہنے والا تکبیر کا زیادہ
حقدار ہے جبکہ دائمی موذن وہی ہو اور اگر وہان کوئی موذن مقرر نہو اور اگر پہلے اذان کہنے والا
موذن کے غیر ہو تو پہر اونمین سے کون زیادہ ترحقدار ہے اسمین دو قول ہین صحیح یہ ہے کہ دائمی
موذن زیادہ ترحقدار ہے اور اگر کوئی غیر آدمی تکبیر کہے تو اوسکی تکبیر بھی صحیح مذہب پر معتبر ہے
اور ہمارے بعض اصحاب کہتے ہین کہ معتبر نہین اور اگر سب موذن یکبارگی اذان کہین اور ایک کی تکبیر پر
اتفاق کرین تو فبہا والا ان کے درمیان قرعہ ڈالا جاوے اور ایک مسجد مین صرف ایک ہی تکبیر
کہے اور اگر ایک کی تکبیر کافی نہو تو زیادہ کی تکبیر بھی درست ہے جبتک کہ تشویش پیدا نہو انتہی ملخصا
اور جائز ہے اذان کہنا پہلے نکلنے صبح صادق کے ف امام ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم
کہتے ہین کہ اگر صبح صادق سے پہلے اذان کہے تو درست ہے اور پہر کہنے کی حاجت نہین
اور یہی ہے قول امام مالک اور ابن مبارک اور شافعی اور احمد اور اسحاق (اور جمہور علما کا) اور بعض
کہتے ہین کہ اذان پہر کہے (یہ قول امام ابو حنیفہ وغیرہ کا ہے) اور صحیح پہلا قول ہے اور یہ صحیح جائز

سے اذان کہنا اندہے کو جبکہ کوئی اوسکو بتلانیوالا ہو۔ اور جائز ہے اذان کہنا سفر مین ف امام ترمذی نے کہا کہ اسی پر عمل ہے اکثر اہل علم کا کہ سفر مین اذان کہی جاوے اور بعضے کہتے ہین کہ صرف تکبیر کہنا کافی ہے۔ اور اسیطرح سنت ہے اذان کہنا واسطے تنہا آدمی کے اور یہی قول ہے تینون اماموں کا اور اسیطرح سنت ہے اذان کہنا واسطے قضا نمازون کے۔ اور نہین جائز ہے اذان کہنا واسطے نماز عیدین کے اور نہ تکبیر کہنا ف اور یہ مثل اجماع ہونے کی ہے۔ اور نہین جائز ہے اجرت لینی اذان کہنے پر ف امام ترمذی نے کہا کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اہل علم کے کہ اذان کہنے پر اجرت لینا مکروہ ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ اذان کہنے پر اجرت لینا حرام ہے اور نہین جائز لوٹ کرنا اوس گانو کا کہ اسمین اذان ملے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ اذان منع کرتی ہے لوٹ کو اوس گانو کے لوگون پر سو اسطے کہ وہ دلیل ہے انکے اسلام کی۔ اور مکروہ ہے اذان کہنا بغیر وضو کے ف امام ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم کہتے ہین کہ مکروہ ہے اذان کہنا بغیر وضو کے یہ قول شافعی اور اسحاق کا ہے اور بعض اہل علم کہتے ہین کہ بےوضو اذان کہنا مکروہ نہین یہ قول سفیان اور ابن مبارک اور احمد کا ہے۔ اور کفایت کرتی ہے ایک اذان واسطے دو نمازون کے جبکہ جمع کرے اونکو ایک وقت مین لیکن ہر ایک کے لئے تکبیر جدا جدا کہے۔ اور نہین رد ہوتی ہے دعا درمیان اذان اور تکبیر کے اور جائز ہے اذان کہنا اوپر کعبے کے ف اور اسیطرح جائز ہے اذان کہنا اوپر چہت مسجد کے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ قاضی عیاض نے کہا کہ مشروع ہے کہنا اذان کا کہڑے ہوکر اور نہین جائز ہے کہنا اذان کا بیٹھکر اور یہی ہے مذہب علما کا سوا ابو ثور اور ابو الفرج مالکی کے اور پھر کہا کہ مذہب ہمارا یہی ہے کہ کہڑے ہوکر اذان کہنا سنت ہے اگر بیٹھکر اذان کہے بغیر عذر کے تو اذان صحیح ہو جاتی ہے لیکن فضیلت فوت ہو جاتی ہے اور اسیطرح اگر لیٹکر اذان کہے اور کہڑے ہونے کی قدرت رکہتا ہو تو بہی اذان صحیح ہو جاتی ہے اور کوئی چیز ثابت نہین ہوئی کہ اذان کیواسطے کہڑے ہونا شرط ہے انتہی

## باب ہے اذان کے جواب کے بیان مین

مستحب ہے جواب دینا موذن کا یعنی جب موذن اللہ اکبر اللہ اکبر کہے تو جو شخص کہ اوس کی اذان سنے وہ بہی اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور جب پہر وہ اللہ اکبر اللہ اکبر

کہے تو سننے والا بھی اوسی طرح پر اللہ اکبر اللہ اکبر کہے اور جب موذن اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ کہے تو سننے والا اوسی طرح اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے اور جب وہ دوسری بار
کلمہ کہے تو سننے والا بھی اوسیطرح کہے اور جب موذن اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ
کہے تو سننے والا بھی اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہے اور جب وہ دوسری بار یہ کلمہ کہے
تو سننے والا بھی اسیطرح کہے اور جب موذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے تو سننے والا کہے لَا حَوْلَ وَ
لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور جب دوسری بار حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہے تو سننے والا بھی اوسیطرح
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہے اور جب موذن کہے حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ تو سننے والا کہے لَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اور جب وہ دوسری بار حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو سننے والا بھی اسیطرح
کہے اور جب موذن اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے تو سننے والا بھی اسیطرح کہے اور جب وہ کہے لَا اِلٰہَ
اِلَّا اللّٰہُ تو سننے والا بھی کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حاصل یہ جو کلمہ موذن کہے وہی کلمہ سننے والا کہے لیکن
سننے والا حیعلتین کے بدلے حیعلتین نہ کہے بلکہ اُن کے بدلے حوقلہ کہے یعنی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ
جو شخص کہ سچے دل سے اذان کا جواب دے وہ بہشت مین داخل ہوگا۔ اور اسیطرح مستحب ہے درود
پڑہنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر بعد فارغ ہونے کے اذان سے اسواسطے کہ جو حضرت پر صلی اللہ
علیہ وسلم پر ایکبار درود پڑہیگا خدا اُسکے سبب سے اُسپر دس بار رحمت کریگا۔ اور پہر بعد اسکے
مستحب ہے کہ یہ دعا پڑہے اَللّٰہُمَّ رَبَّ ہٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ
الْقَائِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ
نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ یعنے اے خدا اس پوری پوکار اور سدا رہنے والی نماز کے صاحب
دے محمد کو وسیلہ اور بڑائی اور پہونچا اوسکو سراہے مکان پر جسکا تو نے اوس سے وعدہ
کیا ف پوری پوکار یعنی اذان کہ ثواب کی تاثیر مین پوری ہے سدا رہنے والی یعنی قیامت
تک اُسکا حکم موقوف نہوگا اور وسیلہ بہشت مین ایک بہت عمدہ مکان ہے کہ وہ خاص
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیواسطے ہے اور مقام محمود یعنے سفارش کا رتبہ جب قیامت
کی مصیبتون مین لوگ گرفتار ہونگے اور سب پیغمبر جواب دینگے کسیکی سفارش نہ کرسکینگے اوسوقت
ہمارے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ویتک خدا کے سامنے سجدے مین جا دینگے پہر لوگون کو بخشا مینگے اُسکا

نام مقام محمود ہے جو شخص خلوص سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کیواسطے وسیلہ مانگیگا یعنی اذان کے
بعد یہ دعا پڑھیگا اوسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بخشائینگے یعنے خواہ اذان سننے والا ہو یا کہنے والا
اور اسیطرح مستحب ہے جواب دینا اذان کا ساتھ ہر ہر کلمے کے یعنی جب موذن ایک کلمے سے فارغ ہو
تو بعد اوسکے سننے والا اسکو کہے اور اسیطرح ہر ہر کلمے کے ساتھ اوسکو جواب دے لیکن موذن
کی تمام اذان سے فارغ ہونے کی انتظار نکرے اسطرح سے کہ جب موذن کل اذان سے فارغ
ہو تو اوسوقت سننے والا سب اذان کا جواب یکبارگی دے۔ اور اسیطرح مستحب ہے سننے والے
پر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کے کہنا اس کلمے کا
رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا جو شخص اسکو کہے اوسکے
سب گناہ بخشے جاتے ہین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ موذن کا جواب
دینا ہر شخص کو مستحب ہے برابر ہے کہ باوضو ہو یا بیوضو ہو اور برابر ہے کہ جنبی ہو یا حائض وغیرہ ہو
لیکن نہین جائز ہے جواب دینا اذان کا پاخانے اور جماع وغیرہ کی حالت مین اور اسیطرح نہین
جائز ہے جواب دینا اوسکا حالت نماز مین خواہ فرض ہو یا نفل ہو یعنی جب نماز سے سلام پھیرے
تو اوسوقت اوسکا جواب دے لیکن اگر نماز کے اندر اوسکا جواب دے تو امام شافعی کے ہان دو
قول مین ظاہر تر یہ ہے کہ مکروہ ہے لیکن نماز باطل نہین ہوتی ہے اسواسطے وہ ذکر ہے اور اگر حی علی الصلوٰۃ
اور الصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے تو اوسکی نماز باطل ہوجاتی ہے اگر اوسکا حرام ہونا اوسکو معلوم
اسواسطے کہ وہ آدمی کی کلام ہے اور اگر تلاوت اور تسبیح وغیرہ مین ہو تو اوسکو چھوڑکر اذان کا جواب دے
اور جسطرح کہ سننے والیکو اذان مین موذن کی پیروی کرنا سنت ہے اوسیطرح اوسکو تکبیر مین اوسکی پیروی
کرنی سنت ہے اگر لفظ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ کیوقت کہے اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا یعنی اللہ اسکو
ہمیشہ قائم اور دائم رکہے اور جب موذن فجر کی اذان مین اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہے تو سننے والا صَدَقْتَ
وَبَرَرْتَ یعنی تو نے سچ کہا اور پہونچا تو بہلائی کو اور قاضی عیاض نے کہا کہ نماز کو نماز کیحالت مین موذن کے
اذان کی حکایت کرنا درست ہے یا نہین اسمین تین قول ہین اور امام ابوحنیفہ کہتے ہین کہ مطلق منع ہے یعنی خواہ نماز فرض
ہو یا نفل ہو اور اذان کا جواب دینا سننے والے پر واجب ہے یا مستحب ہے اسمین اختلاف ہے حکایت کیا اوسکو
[illegible] لیکن صحیح قول حق کے ساتھ جمہور علما کے نزدیک یہ ہے کہ اذان کا جواب دینا مستحب ہے واجب نہین [illegible]

منضہ باب فضیلت اذان کے بیان مین اذان دینے کی بڑی
فضیلت ہے اور اوسکا بڑا ثواب ہے اور یہ فضیلت کئی طرح سے آئی ہے ایک یہ کہ جو شخص اذان دیا
کرے قیامت کے دن اوسکی گردن لمبی ہوگی کہ شوق سے خدا کی رحمت کیطرف نظر کریگا یا پسینے کی تکلیف سے
محفوظ رہیگا اور ایک یہ کہ جہانتک موذن کی آواز پہونچ وہانتک جو جن اور آدمی اور کوئی چیز
سنیگا اوسکے واسطے قیامت کے دن گواہی دیگا یعنی سب سننے والے جن اور آدمی اور فرشتے اور جانور اور درخت
اور زمین اور پہاڑ اوسکے ایمان کی گواہی دینگے اور ایک یہ کہ قیامت کے دن وہ مشک کے ٹیلے پر ہوگا
اور ایک یہ کہ وہ بہشت مین داخل ہوگا اور ایک یہ کہ جب موذن اذان کہے تو شیطان چھتیس کوس تک بہاگا
جاتا ہے گوز کرتا ہوا + اور اگر کوئی بارہ برس تک اذان کہے تو اوسکے لئے بہشت واجب ہو جاتی ہے اور
اذان کے سبب سے اوسکے لئے ہر دن ساٹھ نیکیاں لکھی جاتی ہین اور تکبیر کے بدلے تیس نیکیاں لکھی جاتی ہین
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ علمائے سلف اور خلف کو اختلاف ہے اسمین کہ لوگ
نماز کیواسطے کب کہڑے ہوون اور امام کسوقت تکبیر کہے سو امام شافعی اور ایک جماعت کا مذہب یہ ہے
کہ مستحب ہے کہ نہ کہڑا ہووے امام یہانتک کہ فارغ ہو موذن تکبیر سے اور قاضی نے امام مالک وغیرہ علما
علما سے نقل کیا ہے کہ مستحب ہے کہ جب موذن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہے تو اوسوقت لوگ کہڑے
ہوون۔ اور روایت ہے کہ جب موذن قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہتا تو حضرت انس اوسوقت کہڑے ہوتے
تہے اور یہی قول ہے امام احمد کا اور امام ابو حنیفہ اور اہل کوفہ کہتے ہین کہ جب موذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ
کہے اوسوقت مقتدی کہڑے ہوون اور جب قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃ کہے تو اوسوقت امام تکبیر کہے
اور جمہور علما سلف اور خلف سے کہتے ہین کہ نہ تکبیر کہے امام یہانتک کہ فارغ ہووے موذن
تکبیر سے انتہے۔

باب مسجدون کے بیان مین

مسجد بنانے کا اتنا ثواب ہے کہ جو شخص اللہ کیواسطے مسجد بناوے اور اوس سے صرف اللہ کی رضامندی چاہے نام و نمود
غرض نہو تو اللہ تعالیٰ اسکے لئے ویسا گہر بہشت مین بناتا ہے۔ ف فتح الباری مین لکھا ہے
کہ ابن جوزی نے کہا کہ جو مسجد بنا کر اپنا نام اسپر لکھے اوسکو یہ ثواب نہین ملتا کہ وہ خلاص سے بعید ہے
اسیطرح ٹہیکہ دارون اور مزدورون کو بہی یہ ثواب مخصوص نہین ملتا کہ وہ اجرت لیکر بناتے ہین لیکن
کچہ ثواب اونکو ملتا ہی اگرچہ نیت وجہ نہو۔ اور اسیطرح مسجد مین نماز پڑہنے کا بہی بڑا ثواب ہے کہ

گھر مین ایک نماز پڑھنے سے ایک نماز کا ثواب ملتا ہے اور محلے کی مسجد مین ایک نماز پڑھنے سے پچیس
نمازونکا ثواب ملتا ہے اور جامع مسجد مین ایک نماز پڑھنے سے پانچ سو نمازون کا ثواب ملتا ہے اور
بیت المقدس مین ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نمازون کا ثواب ملتا ہے اور مسجد نبوی مین ایک نماز پڑھنے
سے بھی پچاس ہزار نمازون کا ثواب ملتا ہے اور خانے کعبے کی مسجد مین ایک نماز پڑھنے سے
لاکھ نمازون کا ثواب ملتا ہے ف یہ ثواب اوسکے واسطے ہے جو مسجد مین تنہا نماز پڑھے
اور اگر اسمین جماعت سے پڑھے تو پچیس نمازون کا ثواب اسکو اور ملتا ہے ف اور اسیطرح
مسجد کیطرف چلکر آنیکا بھی بہت ثواب ہے کہ ہر قدم کے بدلے ثواب لکھا جاتا ہے پس جتنا دور سے چلکر
آوے اوتنا ہی زیادہ ثواب ملتا ہے۔ اور جو شخص کہ گھر سے وضو کرکے فرض نماز کیلیے مسجد کیطرف
جاوے تو اوسکو حج کا ثواب ملتا ہے اور جو چاشت کی نماز کیواسطے جاوے اسکو عمرے کا ثواب ملتا ہے
اور اسیطرح جو شخص صبح و شام کو نماز کیواسطے مسجد کیطرف جاوے خداتعالی اسکے لیے بہشت
مین مہمانی تیار کرتا ہے۔ اور اسیطرح مسجد مین بیٹھکر نماز کی انتظار کرنیکا بھی بہت ثواب ہے کہ فرشتے
اسکو دعا کرتے ہین کہ الہی اسپر رحم کر الہی اوسکی مغفرت کر لیکن جبکا وضو ٹوٹ جاوے اوسکو ثواب نہین ملتا
اور اسیطرح جسکا دل مسجد کیطرف لگا رہے اوسکو بھی بہت ثواب ہے کہ قیامت کے دن وہ عرش کے سایے تلے ہوگا
اور اسیطرح مستحب ہے خدمت کرنا مسجد کی اور اوسکو جھاڑو دینا اور پاک صاف رکھنا مستحب مؤکد ہے
واسطے احادیث صحیحہ اور مشہورہ کے لیتے۔ اور اسیطرح مستحب ہے لگانا خوشبو وغیرہ کا مسجد مین اور
اسیطرح مستحب ہے مسجد مین بھیجنا تیل کا اور جلانا چراغ کا۔ اور اسیطرح مستحب ہے بنانا مسجد کا اپنے محلے
مین یعنی اسواسطے کہ کبھی ایک محلے والون کو دوسرے محلے والون کی مسجد تک جانا مشکل ہوتا ہے
پس ثواب سے محروم رہتے ہین۔ اور اسیطرح مستحب ہے بنانا مسجد کا اوس جگہ کہ وہان کفار کا عبادت
خانہ ہو۔ اور واجب ہے پاک و صاف رکھنا مسجد کا میلے اور ناپاک چیزون سے اور اگر مسجد
کسی پلید چیز کے پڑنے سے ناپاک ہوجاوے تو واجب ہے پاک کرنا اوسکا اور دھونا اسکا
پانی سے جیسے کہ اوسکو گندا۔ اور سنت ہے بنانا مسجد کا لکڑی اور کچی اینٹون سے بغیر زیب
اور زینت کے اور اگر پتھر یا پکی اینٹون سے بناوے تو یہ بھی درست ہے لیکن نہین
جائز ہے زینت دار بنانا اوسکو اور نقش کاری کرنی اوس مین اور جائز ہے مدد لینا

لوگون سے بیچ بنانے مسجد کے ۔ اور اسیطرح جائز ہے اس مین مدد لینا ذمیون اور
مزدورون سے لیکن نہین جائز ہے اس مین مدد لینا کافرون سے ۔ اور اسیطرح جائز
ہے خادم کہنا اور نذر ماننا فرزند کا واسطے مسجد کے کہ خدمت کرے اوس کی
اور جہاڑو دیوے اوسکو ۔ اور اسیطرح جائز ہے نسبت کرنا مسجد کا طرف بانی وغیرہ کی
یعنی یہ کہنا کہ یہ مسجد فلان شخص کی ہے یا فلان قبیلے کی ہے درست ہے ۔ اور اسیطرح
جائز ہے مسجد مین تقسیم کرنا مال کا اور لٹکانا کہجور کے گچہو نکا ۔ اور اسی طرح جائز ہے دعوت
کرنا اور قبول کرنا اوسکا مسجد مین یعنی اگر کوئی کسی کو مسجد کے اندر کہے کہ مینے تیری دعوت
کی اور وہ کہے کہ مینے قبول کی تو یہ درست ہے منع نہین ۔ اور اسیطرح جائز ہے
لعان کرنا مسجد مین اور فیصل کرنا اوس مین درمیان مردون اور عورتون کے ۔ اور اسیطرح
جائز ہے پڑہنا شعر کا مسجد مین ۔ اور اسی طرح جائز ہے کہیلنا مسجد مین ساتھ برچہیون وغیرہ
ہتہیارون کے کہ جہاد مین کام آتے ہین ۔ اور اسیطرح جائز ہے ذکر کرنا خرید فروخت
کا اور بیان کرنا حکم اوسکے کا لیکن نہین جائز ہے منعقد کرنا اوسکا مسجد مین ۔ اور اسی
طرح جائز ہے مسجد مین قرض مانگنا کسی قرضدار سے اور تقاضا کرنا اوسکا ۔ اور اسیطرح جائز
ہے اسمین حرمت بیان کرنی شراب کی اور حرمت تجارت اوسکی کی یعنی شراب کی تجارت کی
حرمت اور اوسکے اور احکام کو مسجد مین بیان کرنا درست ہے ۔ اور جائز ہے مسجد مین لانا تیر کا بشرط
کہ اوس کے پہل کو پکڑ رکہے تا کہ کسی مسلمان کو زخم نہ کرے ۔ اور جائز ہے باندہنا قیدی
کا مسجد مین ف اور یہی حکم ہے قرضدار کا کہ اوسکو بہی مسجد مین باندہنا درست ہے ۔
اور اسیطرح جائز ہے کہڑا کرنا خیمہ کا مسجد مین واسطے بیمار وغیرہ کے یعنے اگرچہ زخمی ہو اور
اوس کا خون جاری ہو اور خیمہ مسجد سے مانع ہو تو بہی اس کے لئے مسجد مین خیمہ
لگانا درست ہے ۔ اور اسیطرح جائز ہے داخل کرنا اونٹ وغیرہ سواری کا مسجد مین
واسطے بیماری وغیرہ سبب کے ۔ اور اسی طرح جائز ہے داخل ہونا مشرک کا مسجد
مین ۔ اور جائز ہے دروازہ رکہنا اور کواڑ لگانا واسطے مسجد کے ۔ اور اسی طرح
جائز ہے ۔ انعام اور گوشت کا بیچ مسجد کے اور اسیطرح جائز ہے سونا بیچ

اور اسی طرح جائز ہے سوتا[۵۱] بیچ مسجد کے مرد کو بھی اور عورت کو بھی یعنی اگرچہ احتلام اور حیض کا خوف ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم[۵۲] مین لکھا ہے کہ ہمارے نزدیک مسجد مین سونا جائز ہے یہی مذہب ہے امام شافعی کا اور ابن منذر نے کہا کہ ابن مسیب اور حسن اور عطا نے مسجد مین سونے کی اجازت دی ہے اور ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اوس مین نہ سووے مگر نماز کے لئے ہو تو درست ہے اور اوزاعی نے کہا کہ مسجد مین سونا مکروہ ہے اور امام مالک نے کہا کہ مسافر کو مسجد مین سونا درست ہے اور گھر والے کو درست نہین اور امام احمد نے کہا کہ اگر مسافر ہو تو اوسکو مسجد مین سونا درست ہے اور اگر کوئی اوسکو قیلولہ یا رات گذارنے کی جگہ ٹہرا رکھے تو درست نہین اور یہی قول ہے اسحاق کا انتہے لیکن صحیح قول یہی ہے کہ مسجد مین سونا ہر شخص کو درست ہے خواہ مسافر ہو یا گھر والا ہو اور خواہ مرد ہو یا عورت اور خواہ رات کو سووے یا دن کو واسطے دلیل سونے حضرت علیؓ اور ابن عمرؓ اور اہل صفہ اور عرینین اور ثمامہ اور صفوان وغیرہ کے مسجد مین اور حدیثین انکی صحیح مین مشہور ہین اور اسیطرح جائز ہے چت لیٹنا[۵۳] مسجد مین اور دراز کرنا پاؤن کا۔ اور اسیطرح جائز ہے حلقہ[۵۴] باندھنا اور بیٹھنا مسجد مین واسطے بیان علم وغیرہ کے۔ اور اسیطرح جائز ہے بیٹھنا[۵۵] مسجد مین بغیر وضو کے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع ہے سب مسلمانون کا اسپر کہ بے وضو کو مسجد مین بیٹھنا جائز ہے لیکن اگر اعتکاف کرنے یا علم سیکھنے یا وعظ سننے یا نماز کی انتظار کرنے کے واسطے اُس مین بیٹھے تو ثواب ہے اور اگر انمین سے کوئی کام نہو تو بھی جائز ہے۔ اور جائز ہے جگہ مقرر کرنی مسجد[۵۶] مین واسطے نماز کے جبکہ متبرک ہو ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اگر مسجد مین کوئی جگہ متبرک ہو تو اوسکو نماز کیواسطے مقرر کرنا اور ہمیشہ وہین نماز پڑھنا درست ہے۔ اور حدیث نہی کی محمول ہے اسجگہ پر کہ متبرک نہو اور اسیطرح تدریس علم اور افتا اور سماع حدیث وغیرہ کے مسجد مین سے کوئی جگہ مقرر کرنا درست بلکہ مستحب ہے۔ اور قاضی نے کہا کہ اگر حاجت ہو تو بالاتفاق درست ورنہ مکروہ ہے ساتھ اختلاف کے انتہے۔ اور اسیطرح جائز ہے[۵۷] مسجد مین قینچی کرنا اونگلیون کا یعنی اونگلیون کو قینچی کی طرح اپس مین ڈالنا درست ہے خواہ مسجد مین ہو یا باہر ہو۔ اور اسیطرح جائز ہے

جائز ہے وضو کرنا بیچ مسجد کے **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ مسجد میں وضو
کرنا بالاتفاق جائز ہے مگر ایسی جگہ میں وضو کرے کہ اوس سے لوگوں کو ایذا ہو تو وہ مکروہ ہے
اور یہی منقول ہے ابن عباسؓ اور ابن عمرؓ اور عطا اور طاؤس اور اکثر اہل علم سے اور ابن سیرین
اور مالک اور سحنون نے کہا کہ مسجد میں وضو کرنا مکروہ ہے انتہے اور جائز ہے مسجد بنانی گھروں
میں یعنی اگر کوئی نماز کیلئے گھر میں مسجد بناوے تو درست ہے۔ اور اسیطرح جائز ہے مسجد بنانا
بیچ جگہ قبروں مشرکوں کے یعنی اگر کافروں کی قبروں کو کھود کر اونکی جگہ مسجد بنائی جاوے تو درست
ہے اور اسمین نماز پڑہنا جائز ہے۔ اور اسیطرح جائز ہے مسجد بنانا بیچ راہ کے جبکہ اوسمین لوگوں کو
ضرر نہو **ف** اور یہی قول ہے حسن اور ایوب اور مالک کا اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ اپنے
ملک میں مسجد بنانا بالاجماع جائز ہے اور غیر کے ملک میں بالاجماع جائز نہیں اور جو جگہ کہ کسی کے
ملک میں نہو جیسے راہ وغیرہ سے تو جمہور کے نزدیک اوسمین بھی مسجد بنانا درست ہے انتہے
اور جب کوئی مسجد میں داخل ہونیکا ارادہ کرے تو مستحب ہے کہ یہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ
اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ یعنی اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کہول۔ اور جب اوسمین
سے باہر نکلنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ یعنی اے
اللہ میں تیرا فضل اور رزق چاہتا ہوں اور نیز مستحب ہے کہ پہلے اپنا داہنا پاؤں اوس میں داخل
کرے پہر بایاں داخل کرے۔ اور نکلنے کیوقت اسکے برعکس کرے۔ اور جب مسجد کے اندر داخل
ہو تو چاہیے کہ دو رکعتیں نفل پڑہے پہلے بیٹھنے سے **ف** اس نماز کا نام تحیۃ المسجد ہے جب کوئی
مسجد میں داخل ہو تو اول تحیۃ المسجد پڑہے پہر مسجد میں بیٹھے اور یہ نماز واسطے تعظیم مسجد کے
مقرر ہوئی ہے اسلئے کہ یہ خانہ خدا ہے اور سب علما کا اتفاق ہے اسپر کہ یہ دو رکعتیں مستحب ہیں
لیکن بعض اہل ظاہر کے نزدیک واجب ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہ دو رکعتیں ممنوع وقتوں میں بھی
درست ہیں اور یہی قول ہے شافعیہ کا اور حنفیہ اور مالکیہ وغیرہ کہتے ہیں کہ ممنوع وقتوں میں اونکا
پڑہنا درست نہیں اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ یہ دو رکعتیں ممنوع وقتوں میں
بھی درست ہیں اور یہی ہے مذہب ہمارا اور ایک جماعت کا اور حنفیہ وغیرہ کے قول کا
جواب یہ ہے کہ ممنوع وقتوں میں منع وہ نماز ہے کہ اوسکا کوئی سبب نہو اسواسطے کہ حضرت صلعم

نے عصر کے بعد ظہر کی سنتین پڑہین پس اوقات نہی کی اس کے ساتھہ تخصیص کی اور تحیۃ المسجد
کو آپ نے کبہی نہین چہوڑا بلکہ ایکبار جمعہ کے دن آپ خطبہ پڑہتے تہے سو ایک شخص آیا اور بدون
نفل پڑہے بیٹہہ گیا آپ نے اسکو فرمایا کہ اوٹہکر دو رکعتین پڑہ لے باوجودیکہ خطبہ کیوقت کوئی نماز
پڑہنا درست نہین پس اگر ان نفلون کا چہوڑنا درست ہوتا تو اوسوقت ہوتا لیکن اون کے لئے
تحیۃ المسجد کی نیت کرنا شرط نہین بلکہ اگر فرض یا سنت موکدہ وغیرہ کی نیت کرے تو بہی کافی ہے
اور اگر جنازے کی نماز پڑہے یا شکر اور تلاوت کا سجدہ کرے یا ایک رکعت پڑہے ساتہہ نیت
تحیہ کی تو تحیۃ المسجد کی نماز ادا نہین ہوتی لیکن جب حاجی خانے کعبے کی مسجد مین داخل ہو تو
پہلے یہ نماز پڑہے بلکہ پہلے طواف قدوم کرے کہ اوسکا تحیہ یہی ہے اور بعد اوسکے دو رکعتین
نماز پڑہے انتہے ملخصا اور اسیطرح جب سفر سے پہر کر آوے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد مین اگر دو
رکعتین نفل پڑہے ف یہ نفل تحیۃ المسجد کے سوا ہین انکے پڑہنے سے تحیۃ المسجد کی نماز ادا نہین
ہوتی ۱۲ اور نہین جائز ہے بنانا مسجد کا پیغمبرون کی قبرون پر ف پیغمبرون کی قبرون کو مسجد
بنانا تین طور سے ہوتا ہے ایک یہ کہ تعظیم کی رو سے اون کی قبرون کو سجدہ کیا جاوے اور ایک
یہ کہ نماز کے اندر دل سے اون کیطرف متوجہ ہو اور ایک یہ کہ اہانت کے رو سے پیغمبرون کی قبرون
کو اوکہاڑ کر اون کی جگہ مسجد بنائی جاوے سو پیغمبرون کی قبرون کو مسجد بنانا کسی طرح سے
درست نہین کہ پہلے دونو صورتون مین شرک لازم آتا ہے ۔ اور تیسری صورت مین کفر لازم آتا
ہے اور یہی حکم ہے ولیون کی قبرون کا کہ اون کی طرف سجدہ کرنا اور اون کی طرف متوجہ ہونا
بہی درست نہین بخلاف کافرون کے کہ اون کی قبرون کو کہود کر اون کی جگہ مسجد بنانا درست ہے
جیسکہ اوپر گذرا اس لئے کہ اس سے اون کی تعظیم مقصود نہین بلکہ اون کی اہانت اور ذلت
ہے ۔ اور نہین جائز ہے سفر کرنا طرف کسی جگہ کے سواے تین مسجدون کے ایک تو مسجد
والی یعنی خانہ کعبہ دوسری مدینے مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد تیسری ملک شام مین مسجد
اقصی یعنی بیت المقدس کی مسجد داود اور سلیمان علیہما السلام کی بنائی ہوئی یعنی اللہ کیطرف
تقرب اور نزدیکی حاصل کرنے کے لئے ان تین مسجدون کے سوا اور کسی جگہ اور مکان متبرک
کیطرف سفر کرنا درست نہین برابر ہے کہ کسے نبی کی قبر ہو یا ولی کی لیکن اگر تقرب الی اللہ مقصود نہ ہو

بلکہ کوئی اور حاجت ہو مانند تجارت اور سیکھنے علم وغیرہ کے تو اوسکے لئے ہر جگہ اور ہر مکان
کیطرف سفر کرنا درست ہے بالاجماع ۔ اور نہین جائز ہے[51] تلاش کرنا اور پوچھنا گم ہوئی چیز کا مسجد
مین یعنی بلکہ مسجد سے باہر نکل کر یا اوسکے دروازے پر لوگون سے پوچھے اور اگر کوئی مسجد مین
گم ہوئی چیز تلاش کرے تو اوسکو زجر اور منع کے طور سے یون کہا جاوے کہ خدا کرے تجکو نہ ملے
لیکن مسلمان کے لئے دل سے ایسی بد دعا نہ کرے کہ وہ منع ہے اور اسیطرح نہین جائز ہے
مسجد مین کرنا بیع و شرا کا اور اگر کوئی مسجد مین بیع و شرا کرے تو اوسکو زجر کے طور پر یون کہا جاوے
کہ خدا تجھکو اسمین نفع نہ دے لیکن اسمین بھی مسلمان کے لئے تہ دل سے بد دعا نکرے اس لئے کہ اس سے
مقصود صرف یہی سمجہانا ہے کہ مسجد ان کامون کے لئے نہین بنائی گئی بلکہ عبادت کے لئے بنائی
گئی ہے لیکن فتح الباری مین لکھا ہے کہ اگر مسجد مین کسی چیز کی بیع ہو جاوے تو وہ بیع بالاتفاق
صحیح اور منعقد ہو جاتی ہے انتہے ف[52] امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہی حکم ہے
اجارے وغیرہ سب عقود کا کہ اونکو بھی کرنا درست نہین ۔ اور قاضی نے کہا کہ اسیطرح سینا
وغیرہ بھی مسجد مین درست نہین اور یہی حکم ہے سب صنائع کا کہ لوگون کے نفع کے واسطے خاص
ہون لیکن جن صنائع مین کہ سب مسلمانون کا دینی فائدہ ہو اونکا مسجد مین کرنا درست ہے مانند
آلات جہاد وغیرہ کی اور بعضے کہتے ہین کہ مسجد مین لڑکون کو پڑہانا بھی درست نہین لیکن اکثر علما
کے نزدیک مسجد مین لڑکون کا پڑہانا درست ہے ۔ اور اسیطرح نہین[53] جائز ہے شور کرنا اور
بلند کرنا آواز کا مسجد مین ف امام نووی نے شرح صحیح مین لکہا ہے کہ امام مالک وغیرہ ایک
جماعت کے نزدیک مسجد مین آواز بلند کرنا مطلق جائز نہین یعنی برابر ہے کہ علم کے ساتھ بلند
آواز کرے یا کسی اور کلام کے ساتھ بلند کرے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ علم کے ساتھ مسجد مین
آواز بلند کرنا درست ہے اور اسیطرح جھگڑے وغیرہ کے ساتھ جسکے لوگون کو حاجت ہو بھی
مسجد مین آواز بلند کرنا درست ہے اور اسیطرح نہین جائز ہے قائم کرنا حدون کا مسجد مین[54] یعنی
قصاص اور حد زنا وغیرہ کا مسجد مین قائم کرنا درست نہین اور اسیطرح قصاص طلب کرنا بھی
اسمین درست نہین ۔ اور اسیطرح نہین جائز ہے تہوکنا[55] اور سینڈہ ڈالنا بیچ مسجد کے کہ وہ
گناہ ہے یعنی برابر ہے کہ نماز مین ہو یا باہر ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے[56]

مسجد مین تہوکنا مطلق گناہ ہے خواہ حاجت ہو یا نہو بلکہ اپنے کپڑے مین تہوک کر اوسکو ملکر ڈالے اور اگر
مسجد مین تہوکے تو اوس نے گناہ کیا پس لازم ہے کہ اوسکو مٹی وغیرہ سے دفن کر ڈالے کہ یہی کفارہ ہے
یہی صواب ہے کہ مسجد مین تہوکنا گناہ ہے جیسا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہولکر بیان فرمایا اور یہی ہے قول
سب علما کا اور قاضی نے کہا کہ گناہ صرف اوسی کے حق مین ہے جو اوسکو دفن نہ کرے اور اگر دبا دینے کا
ارادہ ہو تو مسجد مین تہوکنا درست ہے اور یہ قول اوسکا صریح غلط اور باطل ہے مخالف ہے ظاہر نص حدیث
کے اور ہر او ساتہ دفن کرنے اوسکے کے نزدیک جمہور علما کے یہ ہے کہ اگر مسجد کے اندر مٹی یا بالو یا کنکر ہون
تو اوسکو مسجد ہی مین دبا دیوے باہر نکالنے کی کوئی حاجت نہین اور اگر اوس مین مٹی وغیرہ نہو تو اوسکو مسجد
سے باہر نکال ڈالے اور اسیطرح نہین جائز ہے تہوکنا نماز کی حالت مین طرف قبلے کی کہ خدا قبلے کے
سامنے ہے۔ اور اسیطرح نہین جائز ہے اوسکو تہوکنا دہنی طرف اپنی کہ اوسطرف فرشتہ ہے
یعنی خواہ مسجد مین ہو یا کسی اور جگہ ہو بلکہ اپنی بائین طرف یا اپنے بائین پاؤن کے تلے تہوکے لیکن امام
نووی نے لکہا ہے کہ بائین پاؤن کے تلے تہوکنے کا حکم مسجد کے سوا اور جگہ کا ہے یعنی مانند میدان
وغیرہ کے کہ ایسی جگہ نماز کے اندر بائین پاؤن کے تلے تہوکنا درست ہے۔ اور اگر مسجد مین ہو اور نماز
کے اندر تہوک آوے تو اوسکو کپڑے مین لیکر مل ڈالے اسواسطے کہ مسجد مین تہوکنا مطلق گناہ ہے جیسا کہ
اوپر گذرا اور اسیطرح نہین جائز ہے داخل ہونا مسجد مین اوس شخص کو کہ کہایا ہو اوسنے کچا لہسن یا پیاز
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ یہی ہے مذہب جمہور کا کہ جو کچا لہسن یا پیاز کہاوے
وہ مسجد مین نہ آوے اور علمائے کہا کہ کہانیوالی چیزون وغیرہ مین سے جو چیز بودار ہو سب کا یہی حکم ہے
اور ابن مرابط نے کہا کہ جسکے منہ یا زخم سے بو آتی ہو اوسکا بہی یہی حکم ہے کہ مسجد مین نہ آوے اور یہی
حکم ہے مسجد کے سوا اور جگہون کا کہ نماز کے لئے وہان لوگ جمع ہوتے ہین مانند عید گاہ اور جنازہ
وغیرہ کی اور یہی حکم ہے مجلس علم اور ذکر اور ولیمہ وغیرہ کا کہ لہسن اور پیاز وغیرہ کہا کر ان مجلسون مین
بہی آنا درست نہین لیکن ایسے شخص کو مسجد مین آنا درست نہین خواہ اوسمین کوئی آدمی ہو یا نہو اسواسطے
کہ وہ فرشتون کی جگہ ہے انتہے لیکن لہسن اور پیاز وغیرہ کا کہانا بالاجماع حلال ہے خواہ کچا ہو یا پکا
اور بعض اہل ظاہر سے محکی ہے کہ وہ حرام ہین اور دلیل جمہور کی یہ حدیث ہے کہ جسکو اللہ تعالے
نے حلال کیا ہو مین اوسکو حرام نہین کر سکتا انتہے ملخصا اور اگر لہسن یا پیاز وغیرہ کہایا ہو تو اوسکو

مسجد مین آنا درست ہے اور اسیطرح نماز کے باہر بھی قبلے کیطرف اور داہنی طرف تہوکنا جائز نہین
اور اگر کوئی مسجد مین تہوکے یا سینڈہہ دیکہے تو واجب ہے گاڑ دے اوسکو ہاتھ یا کسی چیز سے کہرچ کر پہینکدے
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ ہمارے بعض اصحاب گئے ہین کہ چارپایون اور دیوانون
اور لڑکون کا (کہ مسجد کی تمیز نہ کرتے ہون) بغیر حاجت کے مسجد مین داخل کرنا مکروہ ہے یعنی جائز ہے
مع الکراہۃ اسلئے کہ خوف ہے کہ مسجد کو ناپاک کر ڈالین لیکن حرام نہین اسواسطے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اونٹ پر طواف کیا اور یہ کراہت کے منافی نہین اسواسطے کہ یہ فعل بیان جواز کے لئے کیا لیکن صحیح یہ بات
ہے کہ لڑکون وغیرہ کا مسجد مین لانا جائز ہے بلاکراہت اور یہ کہنا کہ حرام ہے داخل کرنا نجاست کا مسجد مین
اور اگر کسی کے بدن پر نجاست ہو اور مسجد کے ناپاک ہونے کا خوف ہو تو اوسکو مسجد مین آنا درست
نہین اور اگر مسجد کے ناپاک ہونیکا خوف نہو تو جائز ہے۔ اور اگر مسجد مین فصد کرا دے بغیر کسے
باسن کے تو حرام ہے اور اگر کسی باسن مین خون ٹپکے تو درست ہے مع الکراہۃ اور اگر مسجد کے
اندر کسی باسن مین پیشاب کرے تو اسمین دو قول ہین صحیح یہ ہے کہ حرام ہے انتہی۔ اور اسیطرح نہین
جائز ہے مسجد مین ڈہلنا جون کا اور نہین لائق ہے مسجد مین ٹہرانا راہ کا یعنی مسجد کے بیچ مین ہو راہ مقرر کرنا
اور آنا جانا لائق نہین اور اسیطرح نہین لائق ہے اوسمین کہینچنا ہتہیار کا اور نہ کہولنا کمان کا اور پہیلانا
تیرون کا۔ اور اسیطرح نہین لائق ہے اوسمین لانا گوشت کچے کا۔ اور اسیطرح نہین جائز ہے مسجد مین رکہنا
طاق کا اپنے گہر کیطرف

## باب ہے نماز کی جگہون کے بیان مین ۔

جائز ہے نماز پڑہنا سب زمین پر ہر جگہ مین ۔ اور جائز ہے نماز پڑہنا گہرون مین ۔ اور اسیطرح جائز ہے
مسجد بنانا گہرون مین یعنی اگر کوئی نماز کے لئے اپنے گہر مین کوئی جگہ مقرر کرے تو درست ہے
اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑہنا نصاری کے گرجے مین یعنی جبکہ اوسمین تصویرین نہون ف
اور یہی ہے حکم سب کفار کے عبادتخانون کا کہ اگر اون مین بت اور تصویرین نہون تو اونمین نماز
پڑہنا درست ہے ۔ اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑہنا چہت پر اور منبر پر اور لکڑی پر اور کشتی مین
ف مسروق وغیرہ کے نزدیک لکڑی پر نماز پڑہنا مکروہ ہے اور مسروق جب کشتی پر سوار ہوتے
تو اپنے ساتھ کچی اینٹ اوٹھا لیتے تہے سو یہ قول اور فعل اونکا مخالف ہے حدیث کے لیکن جب کشتی مین نماز
پڑہے تو فرض ہے کہ کہڑے ہو کر پڑہے مگر جبکہ غرق کا خوف ہو تو اوسمین بیٹھ کر نماز پڑہنا درست ہے

ف اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ کشتی میں بیٹھے نماز پڑھنا درست ہے اگرچہ کھڑے ہونے کی طاقت رکھتا ہو لیکن یہ قول اونکا مخالف حدیث کے ہے۔ اور حسن بصری نے کہا کہ جائز ہے نماز پڑھنا برف پر اور پل پر اگرچہ اوسکے تلے پیشاب جاری ہو یا آگے ہو مگر نمازی اور پیشاب کے درمیان کوئی پردہ ہو یعنی پلیدی کا دور ہونا اوسی وقت لازم ہے کہ نمازی کے کپڑے کو لگ جاوے اور اگر درمیان میں کوئی پردہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑھنا چٹائی اور بچھونے پر ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرش پر نماز پڑھنا درست ہے برابر ہے کہ فرش کپڑے کا ہو یا چٹائی کا یا روئی اور بالون وغیرہ کا اور برابر ہے کہ زمین سے پیدا ہوا ہو یا نہوا ہو اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور علما کا اور قاضی نے کہا کہ جو چیز زمین سے پیدا ہوا اوسپر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور جو چیز زمین سے پیدا نہوا مانند قالین اور نمدون وغیرہ کی اوسپر نماز پڑھنا بالاجماع جائز ہے لیکن زمین پر پڑھنا افضل ہے بہ نسبت فرش کی لیکن اگر گرمی اور سردی کی وجہ ہو تو اوسپر ہی افضل ہے انتہے ف اور ابراہیم نخعی وغیرہ کہتے ہیں کہ فرش اور قالین پر نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے اور اسیطرح جائز ہے شدت گرمی میں سجدہ کرنا اوس کپڑے پر کہ پہنا ہو اوسکو ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ یہی ہے مذہب امام ابو حنیفہ اور جمہور کا کہ جس کپڑے کو پہنے ہو اوسکے کنارے پر سجدہ کرنا درست ہے اور امام شافعی کے نزدیک متصل کپڑے پر سجدہ کرنا درست نہیں لیکن یہ قول اون کا مخالف ہے حدیث کے لیکن نہیں جائز ہے نماز پڑھنا بیچ قبرون کے ف یعنی سالم قبرون میں نماز پڑھنا درست نہیں خواہ قبر نمازی کے آگے ہو یا پیچھے یا اوسکے درمیان ہو لیکن اگر پڑھ لے تو درست ہے اور اسیطرح نہیں جائز ہے نماز پڑھنا بیچ جگہ روڑی کے کہ وہان جانورون کا پائخانہ ڈالا جاتا ہو اور نہ بیچ جگہ ذبح ہونے جانورون کے اور نہ بیچ راہ کے اور نہ بیچ حمام کے اور نہ بیچ جگہ بیٹھنے اونٹون کے اور نہ اوپر چھت کعبے کے ف بعضے کہتے ہیں کہ یہ نہی تنزیہی ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ تحریمی ہے لیکن ترجیح حرمت کو ہے والا تخصیص کی کوئی معنی نہو کہ نہی تنزیہی جواز میں داخل ہے پھر اندر صورت ان جگہون کی تخصیص کرنیکا کوئی فائدہ نہوگا لیکن اگر کوئی ان جگہون میں نماز پڑھ لے تو نماز درست ہو جاویگی دوہرانا اوسکا واجب نہیں گو گنہگار ہوگا۔ اور اسیطرح نہیں جائز ہے نماز پڑھنا بیچ جگہ بیٹھنے بکریون کے کہ وہان اونکا پائخانہ اور پیشاب پڑتا ہے اس لئے کہ

پاخانہ اور پیشاب سب جانورون کا ناپاک ہے جیسکہ مذہب جمہور علما کا ہے جیسے کہ اوپر گذرا پس ایسی جگہ مین نماز پڑہنا درست نہین لیکن جن لوگون کے نزدیک پاخانہ اور پیشاب حلال جانورون کا پاک ہے اونکے نزدیک بکریون کے بیٹہنے کی جگہ نماز پڑہنا درست ہے۔ اور مکروہ ہے نماز پڑہنا بیچ جگہ دہس جانے اور عذاب نازل ہونے کے

**باب ہے قبلے کے بیان مین** فرض ہے منہ کرنا طرف قبلے کی بیچ حالت نماز کے یعنی جب کوئی فرض نماز پڑہنے لگے تو فرض ہے اوسکو کہ قبلے کیطرف منہ کرکے نماز پڑہے برابر ہے کہ وہ نمازی مشرق مین ہو یا مغرب مین ہو اور برابر ہے کہ پورب مین ہو یا پچہم مین ہو اور برابر ہے کہ سفر مین ہو یا حضر مین ہو جہان کہین ہو وہین سے قبلے کیطرف منہ کرکے نماز پڑہے **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ نہین جائز ہے پڑہنا فرض نماز کا طرف غیر قبلے کے اوپر سواری کے اور اسپر سب کا اجماع ہے مگر شدت خوف کیوقت غیر قبلے کیطرف اور سواری پر نماز پڑہنا درست ہے۔ اور اگر کوئی سفر مین سواری پر ہو تو بہی اوسکو فرض ہے کہ سواری سے نیچے اوترکر قبلے کیطرف منہ کرکے نماز پڑہے لیکن نفل نماز مین اوسکو قبلے کیطرف منہ کرنا واجب نہین بلکہ جسطرف سواری کا منہ ہو اوسی طرف منہ کرکے اون کو پڑہنا درست ہے برابر ہے کہ اوسکا منہ قبلے کیطرف ہو یا کسی اور طرف ہو۔ اور اسیطرح نہین واجب منہ کرنا طرف قبلے کی وقت سہو اور بہول کے یعنی اندہیری رات مین اگر کسیکو قبلہ معلوم نہو اور وہ خوب کوشش اور فکر کرکے ایکطرف قبلہ ٹہراکر نماز پڑہ لے اور نماز کے بعد اوسکو معلوم ہو کہ اوسنے قبلے کے سوا اور طرف نماز پڑہی وہ قبلہ نہین تہا تو اس صورت مین نماز کا دوہرانا اوسپر فرض نہین کہ وہ نماز اوسکی جائز ہو جاتی ہے اور یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ اور شعبی اور عطا وغیرہ کا اور امام شافعی کے نزدیک اوس نماز کا دوہرانا لازم ہے اور حسن بصری نے کہا کہ اگر کشتی مین کہڑے ہوکر نماز پڑہے اور کشتی غیر قبلے کیطرف گہوم جاوے تو اوسکی نماز فاسد نہین ہوتی کذا فی البخاری **ف** مدینے اور شام والون کا قبلہ دکہن مین ہے۔ اور جو ملک کہ مکے سے سیدہے پورب کیطرف واقع ہین اونکا قبلہ سیدہا پچہم کیطرف ہے اور جو ملک کہ مکے سے سیدہے پچہم کیطرف واقع ہین اونکا قبلہ سیدہا پورب کیطرف ہے۔ اور جو ملک کہ مکے سے سیدہے دکہن کیطرف واقع ہین اونکا قبلہ سیدہا اوتر کیطرف ہی اور جو لوگ کہ کہونٹون مین رہتے ہین اونکا حکم بہی اہی پر قیاس

کرنا چاہیے کہ اونکا قبلہ اونکے مقابل کے گھونٹ مین ہے وہ اوس طرف منہ کرکے نماز پڑہین فقط علم

## باب ستر کے ڈہانکنے کے بیان مین

نماز مین کپڑا پہننا اور اپنے ستر گاہ کو ڈہانکنا فرض ہے اور ننگے نماز پڑہنا درست نہین اسلئے کہ ستر ڈہانپنا صحت نماز کے لئے شرط ہے ساتھ دلیل آیت خُذُوا زِينَتَكُمْ عِندَ كُلِّ مَسْجِدٍ سے یعنی کپڑے پہنو نزدیک آنے ہر مسجد کے یعنی طواف اور نماز ننگے مت کرو پس بغیر ستر ڈہانکنے کے نماز درست نہین ہے جائز ہے نماز پڑہنا صرف ایک کپڑے مین یعنی چادر مین جبکہ ڈہانکے ستر کو اگرچہ اور کپڑا بہی موجود ہو اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑہنا ایک کرتے مین بشرطیکہ اوسکو تکمہ لگا دے اگرچہ کانٹے سے یا ایک قبا مین جبکہ ڈہانکے ستر کو اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑہنا ایک پاجامے مین اور ایک جہانگے وغیرہ مین لیکن اگر وسعت ہو تو افضل ہے کہ دو کپڑون مین نماز پڑہے یعنی یا تو چادر اور تہ بند مین یا تہ بند اور کرتے مین یا تہ بند اور قبا مین یا پاجامے اور چادر مین یا پاجامے اور کرتے مین یا پاجامے اور قبا مین یا جہانگی اور کرتے مین یا جہانگی اور چادر مین یا اور کسی قسم کے دو کپڑون مین فقط امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ ایک کپڑے مین نماز پڑہنا بالاجماع جائز ہے کسی کو اسمین اختلاف نہین مگر ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کہ انکے نزدیک صرف ایک کپڑے مین نماز پڑہنا درست نہین اور یہ قول اونکا صحیح نہین اور نیز اجماع ہے سب کا اسپر کہ دو کپڑون مین نماز پڑہنا افضل ہے بہ نسبت ایک کپڑے کے انتہے لیکن اگر صرف ایک کپڑے مین نماز پڑہے اور کپڑا فراخ ہو تو چاہیے کہ کچھہ کپڑے سے اپنے کندہے ڈہانکے یعنی یا تو اوسکو نماز مین بدن پر لپیٹ لے یعنی اوسکے دونو گہونٹ اپنے کندہون پر جدا جدا ڈالے ۔ یعنی کپڑے کا داہنا کنارہ داہنی بغل کے نیچے سے نکالکر بائین مونڈہے پر ڈالے اور اوسکا بایان کنارہ بائین بغل کے نیچے نکال کر داہنے مونڈہے پر ڈالے پھر اگر دونون کنارے لانبے ہون گرنیکا خوف نہو تو پس یہی کافی ہے اور اگر کنارے چہوٹے ہون گرنے کا خوف ہو تو جو کنارہ داہنے مونڈہے پر ہے اوسکو پیچہے سے بائین ہاتھ کے نیچے لاکر اور جو کنارہ کہ بائین مونڈہے پر ہو اوسکے نیچے سے داہنے ہاتھ کے نیچے لاکر دونون کو سینے پر گرہ دے تاکہ ستر کہلنے کا خوف نرہے اور یا اوسے سے لنگ باندہے اور آدہے سے کندہے ڈہانکے لیکن ننگے کندہے نماز پڑہنا جائز ہے نماز پڑہنا بکلی کہ نماز یا کسی اور کام کیلئے ہاتھ باہر نکلے

اور اگر کپڑا تنگ ہو تو اوسکا تہ بند باندہے کہ ستر کہلنے کا خوف نہ ہے اور اگر تہ بند کے اوپر کے دونو کنارون کو گردن کے نیچے مخالف کرکے باندہے تو بہی درست ہے لیکن نماز مین کندہون کو ڈہانکنا مستحب ہے واجب نہین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ یہی ہے مذہب امام مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور کا کہ نماز مین کندہون کو ڈہانکنا مستحب ہے واجب نہین پس اگر ایک کپڑے مین ستر ڈہانککر نماز پڑہے تو اوس کی نماز صحیح ہو جاتی ہے ساتہہ کراہت کے اگرچہ اوسکے کندہون پر کوئی چیز نہو برابر ہے کہ کسی چیز سے کندہے ڈہانکنے کی قدرت رکہتا ہو یا نہ رکہتا ہو اور امام احمد اور بعض سلف کے نزدیک اگر کسی چیز سے کندہے ڈہانکنے طاقت رکہتا ہو اور پہر ننگے کندہے نماز پڑہے تو اوسکی نماز درست نہین ہوتی اور امام احمد سے ایک قول مین صحیح ہو جاتی ہے لیکن گنہگار ہوتا ہے انتہے ۔ اور اسیطرح عورت کو بہی ایک کپڑے مین نماز پڑہنا درست ہے جبکہ ڈہانکے اوسکے تمام بدن کو سواے منہ اور ہاتہون کے ف امام ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور کا مذہب یہ ہے کہ عورت کیلئے دو کپڑون کا ہونا ضرور ہے ایک پیراہن اور ایک اوڑہنی اس سے کم کرنا جائز نہین اور عطا کے نزدیک تین کپڑے ضرور ہین اور ابن سیرین کے نزدیک چار انتہے ۔ اور ستر مرد کا ناف سے گہٹنون تک ہے اور عورت کا سب بدن ستر ہے سر سے پاؤن تک بغیر منہ کے اور ہاتہ کے یعنی نماز کی حالت مین مرد کو ناف سے گہٹنون تک بدن ڈہانکنا فرض ہے اور عورت کو سب بدن ڈہانکنا فرض ہے سواے منہ اور ہاتہ کے لیکن عورت کے پاؤن ستر ہین اگر ننگے رہین تو نماز درست نہین ہوتی اور اسیطرح مرد کی ران بہی ستر ہے ف ایک روایت مین آیا ہے کہ ران ستر نہین لیکن ان کے ڈہانکنے سے سب حدیثون مین تطبیق ہو جاتی ہے اور نیز اونکے پردہ کرنے کی حدیث قولی ہے اور نہ پردہ کرنے کی حدیث فعلی ہے اور تعارض کیوقت قول مقدم ہوتا ہے فعل پر اور یا نماز کے اندر ران کا پردہ کرنا واجب ہے اور نماز کے باہر واجب نہین ۔ اور جائز ہے نماز پڑہنا کافرون کے بُنے ہوئے کپڑے مین بغیر بغیر دہونے کے جب تک کہ اسمین پلیدی کا یقین نہو ۔ اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑہنا کپڑے نقش دار مین یعنی اگر کوئی شخص نقشدار کپڑا پہنکر نماز پڑہے اور اوسمین اوسکے نقشون کو دیکہے تو اوسکی نماز فاسد نہین ہوتی لیکن مناسب ہے کہ ایسے کپڑے کو بدن سے اوتار ڈالے ۔ اور

اسیطرح جائز ہے نماز پڑہنا سرخ کپڑے مین لیکن بشرطیکہ کسم سے رنگا ہوا نہو **ف** حنفیہ کے نزدیک
سرخ کپڑے مین نماز پڑہنا مکروہ ہے اور دلیل اونکی ترمذی کی حدیث ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے ایک سرخ کپڑے والیکو سلام کا جواب ندیا سو وہ حدیث ضعیف ہے اور امام بیہقی نے کہا کہ وہ
کپڑا اُسنے بُننے کے بعد رنگایا تہا اور جو کپڑا کہ بُننے سے پہلے رنگا جاوے اوسکا پہننا جائز ہے بلا
کراہت انتہی (فتح) لیکن نہین جائز ہے نماز پڑہنا اوس کپڑے مین کہ اوسپر سولی کی شکل ہو یا
۳۰ تصویرین کہینچی ہوئی ہون۔ اور اسیطرح نہین جائز ہے نماز پڑہنا ریشمی کپڑے مین اور نہ پہننا اوسکا
۳۱ گلے کہلے والے کو ریشمی کپڑے مین نماز پڑہنا درست ہے۔ اور نہین جائز ہے نماز مین ڈہانکنا منہ کا
۳۲ کپڑے سے۔ اور جائز ہے نماز پڑہنا جوتون مین **ف** جوتون مین نماز پڑہنا اسوقت
جائز ہے جبکہ اسمین کوئی پلیدی نہو اور پہر اسمین بہی اختلاف ہے کہ آیا اسمین نماز پڑہنا درست
ہے یا مستحب ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ مستحب ہے واسطے اس حدیث کے کہ یہود کی مخالفت کرو لیکن شرط
ہے کہ مخالفت کی نیت ہو اور اگر جوتے مین پلیدی لگجاوے تو شافعیہ کے نزدیک بغیر
پانی کے پاک نہین ہوتا خواہ خشک ہو یا تر۔ اور حنفیہ کے نزدیک اگر پلیدی تر ہو تو واجب ہے
دہونا اوسکا اور اگر خشک ہو تو کہرچ ڈالنا کافی ہے کذا فی القسطلانی اور مرقات مین ہے کہ اگر
جرم دار پلیدی ہو تو مٹی پر ملنے سے پاک ہو جاتا ہے اور اگر جرم دار نہو مانند پیشاب وغیرہ کی تو
واجب ہے دہونا اسکا ہر حال مین خشک ہو یا تر انتہی۔ اور اگر جوتا اوتار کر نماز پڑہے تو جوتے
کو نہ اپنے داہنے رکہے اور نہ بائین بلکہ رکہے اوسکو درمیان دونو پاؤن کے لیکن اگر کوئی
آدمی اُسکے بائین نہو تو اپنے بائین رکہ لے **باب ہے ستر کے طرف دیکہنے کی**
**حرمت کے بیان مین** نہین جائز ہے مرد کو دیکہنا طرف ستر مرد کی اور نہ عورت کو
۳۳ طرف ستر عورت کی **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے
۳۴ اسپر کہ حرام ہے مرد کو دیکہنا طرف ستر مرد کی اور اسیطرح حرام ہے عورت کو دیکہنا طرف
۳۵ ستر عورت کے اور اسمین کسیکو اختلاف نہین اور اسیطرح مرد کو عورت کے ستر کیطرف دیکہنا اور
عورت کو مرد کے ستر کیطرف دیکہنا بہی بالاجماع حرام ہے اور یہ حرمت خاوند اور مالک کے غیر کے
حق مین ہے اور اسیطرح میان بیوی پس انکو ایک دوسرے کے ستر کیطرف نظر کرنا درست ہے لیکن بغیر

حاجت کے مکروہ ہے مگر آپ اپنے ستر کو نہ دیکھے اور مالک لونڈی کا حکم بھی مانند میاں بیوی کی ہے اور اگر وہ اسپر حرام ہو ساتھ نسب کے یا رضاعت کے یا مصاہرت کے تو اسکا حکم آزاد عورت کا ہے کہ اسکے ستر کیطرف بھی دیکھنا درست نہین اور اگر لونڈی مجوسیہ ہو یا مرتدہ یا وثنیہ یا معتدہ یا مکاتبہ تو اوسکا حکم مانند لونڈی اجنبی کی ہے کہ اوسکو دیکھنا درست نہین اور جسکے ساتھ ہمیشہ کو نکاح کرنا حرام ہے اوسکیطرف ناف سے تلے اور گھٹنون سے اوپر دیکھنا درست نہین اسکے سوا اور جگہ دیکھنا درست ہے اور ستر مرد کا بہ نسبت مرد کے وہ ہے جو ناف اور گھٹنون کے درمیان ہے اور اسیطرح ستر عورت کا بہ نسبت عورت کے وہ چیز ہے جو ناف اور گھٹنون کے درمیان ہے اور ایک قول یہ ہے کہ ناف اور گھٹنے ستر نہین اور ایک قول یہ ہے کہ ناف عورت کی اور گھٹنے ستر نہین اور مرد کو عورت کا سب بدن دیکھنا حرام ہے اور اسیطرح عورت کو بھی مرد کا سب بدن دیکھنا حرام ہے برابر ہے کہ شہوت سے دیکھے یا بغیر شہوت کے دیکھے اور اسیطرح حرام ہے مرد کو دیکھنا طرف لڑکے بے ریش کی جبکہ ہو خوبصورت برابر ہے کہ شہوت سے ہو یا بدون اسکے اور برابر ہے کہ فتنے سے امن ہو یا نہو یہی صحیح اور مختار قول ہے نزدیک علما محققین کے تصریح کی ساتھ اسکے امام شافعی نے دلیل انکی یہ ہے کہ بے ریش لڑکا بھی عورت کے حکم مین ہے کہ وہ شہوت انگیز ہے مانند اوسکی اور اوس کی صورت جمال مین مانند صورت عورت کی ہے بلکہ اکثر لڑکے عورتون سے بھی خوبصورت ہوتے ہین پس انکیطرف دیکھنا بطریق اولی حرام ہے اور یہ سب جو مذکور ہوا کہ ایک کو دوسرے کے ستر کیطرف دیکھنا حرام ہے یہ سب اوسیوقت ہے کہ کوئی حاجت نہو اور اگر کوئی حاجت ہو مانند بیع وشرا اور دوا کرنے اور گواہی وغیرہ کے تو اوسوقت دیکھنا درست ہے لیکن بشہوت سے دیکھنا درست نہین اور اسیطرح نہین جائز ہے جمع ہونا دو مردون کا ایک کپڑے مین اور نہ دو عورتون کا ایک کپڑے مین یعنی غیر کے ستر کو چھونا درست نہین خواہ کسی جگہ سے اپنے بدن کی ساتھ ہو اور اسپر سب کا اتفاق ہے اور لوگ اسمین سستی کرتے ہین وقت جمع ہونیکے حمام اور تالاب وغیرہ پر پس واجب ہے ہر آدمی پر کہ وہان حاضر ہو یہ کہ بچاوے اپنی آنکھ اور ہاتھ وغیرہ کو ستر غیر سے اور یہ بچاوے ستر اپنے کو آنکھ اور ہاتھ غیر کے سے اور اگر کوئی ایسا کرے تو واجب ہے کہ اوسکو روکے مگر فتنے

کا خوف ہو تو چپ ہے انتہے باب ہے سترے نمازی کے بیان میں ف
سترہ اوس چیز کو کہتے ہین کہ نماز کیوقت نمازی کے آگے کہڑی کیجاوے اور اوسکو
سترہ اسواسطے کہتے ہین کہ وہ پردہ ہوتا ہے درمیان نمازی کے اور اوسکے آگے سے گذرنیو
کے انتہے جب کوئی شخص نماز پڑہنے لگے تو مستحب ہے کہ اپنے آگے کوئی چیز کہڑی کرے مانند لکڑی
وغیرہ کی یعنی تاکہ اوسکی نظر سجدہ گاہ سے اور طرف نہ جاوے اور اوسکے آگے سے گذرنیوالا
گنہگار نہو ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ ادنی درجہ اسکا دو تہائی ہاتھ
کی ہے یعنی اس سے کم نہو اور زیادہ ہو تو درست ہے۔ اور جائز ہے سترہ بنانا ہر چیز سے
خواہ کوئی چیز ہو اور امام مالک نے کہا کہ شرط ہے کہ سترہ نیزے کے برابر موٹا ہو انتہے اور جائز ہے
سترہ بنانا نیزے کا اور برچہی کا اور عصا کا اور اسیطرح جائز ہے سترہ بنانا کہنچی اور درخت کا
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اگر سترے کے لئے عصا وغیرہ
نپاوے تو اپنے آگے پتہر یا مٹی جمع کرے اور یا اپنا اسباب آگے رکہ لے اور یہ بھی نہو تو
مصلی کو آپنے آگے بچہالے اور یہ بھی نہو تو اپنے آگے لکیر کہینچے اور کہا کہ خط کی کیفیت مین
اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ کمان کیطرح ٹیڑہا ہو اور بعضے کہتے ہین کہ قبلے کیطرف سیدہا
ہو اور بعضے کہتے ہین کہ دکہن اور اتر کیطرف ہو اور یہی قول ہے اکثر شافعیہ کا کہ اگر کوئی چیز
نہو تو مستحب ہے خط کہینچنا اور امام مالک اور اکثر فقہا کے نزدیک خط کہینچنا درست نہین اور امام
شافعی کے ہین دو قول ہین ایک مین مستحب ہے اور ایک مین نہین انتہے اور مستحب ہے سترہ
بنانا مسجد مین یعنے سترہ بنانا ہر جگہ مستحب ہے خواہ میدان مین ہو یا مسجد مین اور خواہ وہان
آگے سے کسی کے گذرنیکا خوف ہو اور خواہ نہو اسیطرح مستحب ہے سترہ بنانا مکے
مین ف بعضے لوگ کہتے ہین کہ مکے مین سترہ بنانا جائز نہین کہ اس سے لوگون کو
نماز اور طواف وغیرہ مین تنگی ہوتی ہے لیکن یہ قول انکا مخالف ہے حدیث کے
اور کفایت کرتا ہے سترہ امام کا واسطے مقتدیون کے یعنے اگر امام اپنے آگے سترہ
کہڑا کرے تو وہ سترہ مقتدیون کے لئے کافی ہے ہر ایک کے لئے جدا سترہ بنانا
مستحب نہین۔ اور مستحب ہے کہ نمازی سترہ سے بہت نزدیک رہے تاکہ لوگون

راہ تنگ ہو اور مقدار اسکے تین ہاتھ سے اسے زیادہ ہو اور اس سے کم کرنا درست ہے
بلکہ جہانتک نزدیک ہو بہتر ہے اور مستحب ہے کہ سترہ کو اپنے داہنے بائین رکھے
ٹھیک سامنے نہ رکھے۔ اور پھر جب کوئی آدمی کسی چیز کیطرف نماز پڑہے کہ اُسنے
اوسکو لوگون سے سترہ بنایا ہو تو نہین جائز ہے کسیکو گذرنا آگے اوس کے سے
پیچھے سترہ سے اور نمازی کے درمیان سے گذرنا درست نہین۔ اور اسیطرح نہین جائز
ہے گذرنا نمازی اور لکیر کے درمیان سے اس لئے کہ نمازی کے آگے سے گذرنیکا اتنا گناہ ہے
کہ چالیس برس تک وہانکا کہڑا ہونا اوس سے بہتر ہے اور اگر کوئی اوسکے آگے سے گذرنا
چاہے تو چاہیے کہ اوسکو روکے اور اگر باز نہ آوے تو اوس سے لڑے کہ وہ شیطان ہے
کہ نمازی کو حضور دل سے باز رکہتا ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ گذرنیوالے
کو روکنا مستحب ہے اور مین نہین جانتا کہ کسی نے علما سے اوسکو واجب کہا ہو بلکہ ہمارے اصحاب وغیرہ
نے تصریح کی ہے کہ وہ مستحب ہے واجب نہین۔ اور قاضی عیاض نے کہا کہ سب کا اجماع ہے اسپر کہ اوسکے
ساتھ ہتہیارون سے لڑنا واجب نہین۔ اور اگر اوسکو کسی جائز چیز کے ساتھ روکے اور وہ اوس
سے ہلاک ہو جاوے تو اسپر بالاجماع قصاص نہین اور دیت کے لازم ہونے مین علما کے دو قول
ہین کہا اور سب کا اجماع ہے اسپر کہ یہ سب اُسی کے حق مین ہے کہ قصور نماز مین نکرے بلکہ احتیاط کرکے
اور سترہ آگے رکھکر نماز پڑہے اور یا ایسی جگہ نماز پڑہے کہ وہان آگے سے گذرنیکا خوف نہو
اور اسی پر دلالت کرتی ہے وہ حدیث کہ جب کوئی سترہ کیطرف نماز پڑہے کہا اور اسیطرح
سب کا اتفاق ہے اسپر کہ نمازی کو گذرنیوالیکے روکنے کیلئے اپنی جگہ سے آگے بڑہنا درست نہین
بلکہ اپنی جگہ مین کہڑا رہے اسواسطے کہ نماز مین چلنے کا گناہ زیادہ ہے اس سے کہ فاصلہ کے ساتھ
کوئی اُسکے آگے سے گذرے کہ نمازی کو تو صرف وہانتک روکنے کی اجازت ہے کہ وہان اُسکا ہاتھ
پہونچ سکے اُسکے کہڑے ہونے کی جگہ سے اسواسطے حکم ہے کہ نمازی سترہ سے نزدیک کہڑا ہو جب
کہ فاصلے کے ساتھ کوئی نمازی کے آگے سے گذرے تو اوسکو اشارے اور سبحان اللہ کہنے
کے ساتھ روکے کہا اور اسیطرح سب کا اتفاق ہے اسپر کہ جب کوئی نمازی کے آگے سے گذر جاوے
تو اوسکو پلٹانا جائز نہین کہ دوبارہ گذرنا لازم نہ آوے انتہے۔ اور اگر کوئی دوسری راہ نہو تو جب

یہی نمازی کے آگے سے نہ گذرے بلکہ وہان کہڑا رہے یہانتک کہ نمازسے فارغ ہولیکن اگر سترہ
ہو تو سترے کے آگے سے گذرنا درست ہو انتہےٰ مافی الفتح اور نیز شرح صحیح مسلم نووی مین ہے
کہ اگر نمازی کے آگے سترہ نہو اور یا ہو تو دور ہو اسصورت مین گذرنیوالے کو روکنا درست نہین
کہ اسمین اسی کا قصور ہے کہ اوس نے ابتدا نماز مین احتیاط نہین کی اور اسوقت اُسکے آگے سے
گذرنا حرام نہین بلکہ مکروہ ہے اور اسیطرح اگر پہلے صف مین جگہ خالی ہو تو نمازی کو دوسری صف
کے آگے سے گذر کر وہان جانا درست ہے کہ اسمین انہین کا قصور ہے انتہےٰ اور نمازی اور سترے کے
درمیان سے گذرنا اگرچہ حرام اور ناجائز ہے لیکن اگر اونکے درمیان سے کوئی گذر جاوے تو اوس سے
نمازیکی نماز نہین ٹوٹتی ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ یہی مذہب ہے امام
مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور علما کا سلف اور خلف سے کہ آگے سے کسی چیز کے گذرنے
کے ساتھ نماز فاسد نہین ہوتی نہ عورت سے اور نہ گدہے اور کتے سے اور نہ کسی اور چیز سے اور
جس حدیث مین نماز ٹوٹنے کا ذکر ہے مراد اوس سے ناقص ہونا اوسکا ہے یعنی ان چیزون کے
ساتھ دل مشغول ہونیسے نماز ناقص ہوجاتی ہے اور یہ مراد نہین کہ آگے سے گذرنے کے ساتھ
نماز باطل ہوجاتی ہے انتہےٰ لیکن امام احمد کے نزدیک کالے کتے کے گذرنے سے نماز ٹوٹ
جاتی ہے اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ نماز کے ٹوٹنے سے مراد یہ ہے کہ اسکا خشوع ٹوٹ جاتا ہے
اسلئے کہ جب صحابی راوی نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کالے کتے کی حکمت پوچھی تو اُسکے جواب
مین آپ نے فرمایا کہ وہ شیطان ہے، حالانکہ اگر شیطان نمازی کے آگے سے گذر جاوے تو اوس کی نماز
بالاتفاق نہین ٹوٹتی - اور جائز ہے نماز پڑہنا بغیر سترے کے - اور جائز ہے نماز پڑہنا پیچھے
سونیوالے کے یعنی اگر نمازی اور قبلے کے درمیان کوئی آدمی سوتا ہو تو اسصورت مین اُس کیطرف
منہ کر کے نماز پڑہنا درست ہے - اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑہنا طرف اوس شخص کی کہ نمازی کے
آگے سامنے بیٹھا ہو لیکن اگر اُس سے نماز مین خلل پیدا ہو تو مکروہ ہے - اور اسیطرح جائز ہے
نماز اُس شخص کی کہ نماز کی حالت مین اسکا بدن یا کپڑا عورت کو لگجاوے یعنی اوس سے
اُس کی نماز نہین ٹوٹتی بلکہ صحیح ہوجاتی ہے - اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑہنا درمیان کہمبون
کے یعنی اسطرح سے کہ ایک کہنبا داہنے ہو اور ایک بائین ف امام نووی شرح صحیح مسلم

مین لکھا ہے کہ کھنبون کے درمیان نماز پڑہنا امام احمد کے نزدیک مکروہ نہین اور امام مالک کے نزدیک اگر کوئی عذر نہو تو مکروہ ہے یعنی جماعت ہو تو کھنبون مین نماز نہ پڑہو کہ اسمین صفون کا اتصال اور کندہے سے کندہا ملنا حاصل نہین ہوتا انتہے باب ہے کیفیت نماز کے بیان مین اور اسمین کئی باب ہین باب اول نیت کے بیان مین جب کوئی نماز کا ارادہ کرے تو پہلے قبلے کیطرف منہ کرکے کھڑا ہووے پہر نیت کرے اپنے دل مین یعنے یہ کہ مین نماز پڑہنے لگا ہون ف نیت ارادے اور قصد دلی کا نام ہے زبان سے کہنے کی کچھہ حاجت نہین اگر مثلاً نماز کی نیت دل مین کی زبان سے نہ نکلی یا زبان سے خلاف اسکے نکلے تو کچھہ مضائقہ نہین اور پکارکے زبان سے نماز مین نیت کرنا تو ہرگز درست نہین لیکن اسمین اختلاف ہے کہ زبان سے بہی کہنا درست ہے یا نہین اہل فقہ اسکو مستحب کہتے ہین تاکہ دل اور زبان موافق ہو جاوین۔ اور اہل حدیث کہتے ہین کہ زبان سے نہ کہے اسواسطے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہین اور نماز کی نیت کرنا فرض ہے جو نکرے اوس کی نماز درست نہین ہوتی امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ نیت کے واجب ہونے پر سب کا اجماع ہے اور اسیطرح فتح الباری مین ہے اور اسیطرح نماز مین قبلے کیطرف منہ کرنا بہی فرض ہے انتہے ملخصاً اور یہہ کیا کہ وضو اور قبلے کیطرف منہ کرنا نماز مین داخل نہین بلکہ اوس کی شرط ہین باب ہے تکبیر تحریمہ کے بیان مین جب نماز کی نیت کرچکے تو تکبیر تحریمہ کہے یعنی کہے اللہ اکبر ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ تکبیر تحریمہ واجب ہے یعنی فرض ہے نزدیک امام ابو حنیفہ اور مالک اور شافعی اور ثوری اور احمد اور تمام علماء کے صحابہ اور تابعین سے اور جو اونکے پیچھے ہین مگر ابن مسیب اور حسن اور زہری اور قتادہ اور اوزاعی وغیرہ سے محکی ہے کہ تکبیر تحریمہ سنت ہے واجب نہین اور کہتے ہین کہ نماز مین داخل ہونیکے لئے صرف نیت کافی ہے اور میرے خیال مین یہ نقل صحیح نہین کہ انہون نے یہ بات کہی ہو باوجود ان صحیح حدیثون کے اور حدیث علی کی کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکبیر سے نماز مین سب چیزین حرام ہوجاتی ہین اور امام شافعی نے کہا کہ اللہ الاکبر کہنا بہی درست ہے اسکے سوا اور کوئی لفظ درست نہین اور امام مالک نے کہا کہ اللہ اکبر کے سوا اور کوئی لفظ درست نہین اور یہی ہے جو حضرت سے

ثابت ہوا اور شافعی کا قدیم قول بہی یہی ہے اور ابو یوسف کہتے ہین کہ اللہ الکبیر بہی درست ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اللہ اکبر کے بدلے ہر لفظ کہ اوسمین تعظیم اللہ کی پائی جاوے درست ہے، مانند الرحمٰن اکبر۔ اور اللہ اجل وغیرہ کی اور یہ قول اونکا مخالف ہے جمہور علمای سلف اور خلف کے کہ انکے نزدیک تحریمہ کے لئے لفظ تکبیر کا متعین ہے اسکے بدلے اور کوئی لفظ تعظیم کافی نہین انتہے ملخصًا اور پہر کہا کہ نہ چہوٹا کرے تکبیر کو ساتھ اسطرح کے کہ نہ سمجہے جاوے اور نہ بہت سے لنبے کرے اسکو بلکہ کہول کر کہے اور تخفیف کرے ۔ اور پہر کہا کہ انتقالات مین یعنے رکوع وسجود وغیرہ مین جانے اور اوسے سر اوٹہانے کیوقت بہی ہر ہر جگہ تکبیر کہے مگر جب رکوع سے سر اوٹہاوے تو اوسوقت تکبیر نہ کہے بلکہ سمع اللہ لمن حمدہ کہے اور اسپر آج بہی اور اگلے سب زمانون مین بہی اجماع ہو چکا ہے۔ اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت اسمین اختلاف تہا کہ بعضے تکبیر تحریمہ کے سوا اور کوئی تکبیر نہ کہتے تہے اور بعضے اسپر زیادہ کرتے تہے اور شاید کہ اونکو حدیث نہین پہونچی اور اب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث پر عمل قرار پا چکا ہے کہ سر اوٹہتے اور نیچے جاتے وقت تکبیر کہے پس اگر نماز دو رکعت کی ہو تو اوسمین گیارہ تکبیرین کہے ایک تکبیر تحریمہ اور پانچ پانچ تکبیرین ہر رکعت مین اور اگر تین رکعت کی نماز ہو تو اسمین سترہ تکبیرین کہے ایک تکبیر تحریمہ اور ایک وقت کہڑے ہونیکے پہلے التحیات کے اور پانچ پانچ تکبیرین ہر رکعت مین اور اگر نماز چار رکعت کی ہو تو اوسمین بائیس تکبیرین کہے پس پانچون وقت کے فرضون مین چورانوین تکبیرین کہے ۔ اور پہر کہا کہ جاننا چاہیے کہ تکبیر تحریمہ واجب یعنی فرض ہے اور اوسکے سوا اور جتنی تکبیرین ہین سب سنت ہین اگر اونکو چہوڑ دے تو نماز صحیح ہے لیکن فضیلت فوت ہو جاتی ہے اور یہی مذہب ہے سب علما کا مگر امام احمد کا ایک قول یہ ہے کہ سب تکبیرین واجب ہین اور دلیل جمہور کی حدیث اعرابی کی ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اوسکو نماز کے واجبات سکہائے اور اونمین سے تکبیر تحریمہ ذکر کی اور زیادہ کوئی چیز بیان نہ کی حالانکہ وہ وقت بیان کا تہا اور وقت بیان سے تاخیر کرنا درست نہین ۔ اور کہا کہ اگر مقتدی ہو تو وہ امام سے پہلے تکبیر نہ کہے اور نہ اوسکے ساتھ کہے بلکہ اوسکے پیچہے کہے اور تکبیر کہنی شروع کرے اور امام کی تکبیر سے ایک حرف باقی رہتا ہے تو اسکی تکبیر تحریمہ بالاتفاق درست نہین اسلئے کہ اسنے اقتدا کی نیت کی ساتھ ایسے

شخص کے کہ وہ بہی امام نہین ہوا بلکہ آیندہ ہوگا جبکہ تکبیر سے فارغ ہوا اور مستحب ہے کہ مقتدی امام
سے پیچہے اُسکے متصل تکبیر کہے بلکہ دیر نکرے اور اگر دیر کرے تو بہی جائز ہے لیکن فضیلت عمل
کی فوت ہوجاویگی انتہے اور اگر امام ہو تو تکبیر تحریمہ وغیرہ سب تکبیرین انتقالات کی پکار کر کہے خواہ
نماز جہریہ ہو یا سریہ اور مقتدی سب تکبیرین چپکے کہے انتہے ملخصاً

## باب ہے تکبیر تحریمہ کیوقت رفع الیدین کرنے کے بیان مین

❊ جب نمازی تکبیر تحریمہ کہے
تو اوسکے ساتھ اپنے دونون ہاتھ مونڈہون تک اوٹہاوے ف امام نووی نے شرح صحیح
مسلم مین لکہا ہے کہ اجماع ہے سب امت کا اس بات پر کہ تکبیر تحریمہ کیوقت ہاتھ اوٹہانا مستحب ہین اور
اوسکے سوا اور جگہ پر ہاتھ اوٹہانے مین اختلاف ہے امام شافعی اور احمد اور جمہور علماء صحابہ
اور پچہلون نے کہتے ہین کہ رکوع مین جاتے وقت اور اوس سے سر اوٹہانیکے وقت بہی دونون ہاتھ اوٹہانے
مستحب ہین اور یہی صواب ہے کہ ابن عمرؓ سے صحیح ہوچکا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسوقت بہی
رفع یدین کرتے تہے روایت کی یہ حدیث امام بخاری نے اور ابی حمید ساعدی کی حدیث سے بہی یہ
بات صحیح سندون کے ساتھ ثابت ہوچکی ہے اور ابو بکر ابن منذر اور ابو علی اور بعض اہل حدیث
کہتے ہین کہ سجدے مین رفع یدین کرنا بہی مستحب ہے اور ابو حنیفہ اور بعض اہل کوفہ کہتے ہین کہ تکبیر تحریمہ
کے سوا اور وقت ہاتھ اوٹہانے مستحب نہین اور مشہور قول امام مالک کا یہی ہے اور سب کا
اجماع ہے اس بات پر کہ کسی جگہ ہاتھ اوٹہانے واجب نہین یعنی نہ تکبیر تحریمہ مین اور نہ رکوع مین اور نہ
کسی اور جگہ مین بلکہ مستحب ہین اور داود سے روایت ہے کہ تکبیر تحریمہ کیوقت ہاتھ اوٹہانے
واجب ہین اور ساتھ اسی کے قائل ہین امام ابو الحسن احمد بن سیار اور ہاتھ اوٹہانے کی کیفیت ہمارے
اور جمہور علما کے نزدیک یہ ہے کہ اپنے دونون ہاتھ مونڈہون تک اوٹہاوے اس طرح
کہ اوسکے انگلیون کے سر اوسکے کانون کے اوپر کیطرف کے برابر ہون اور اوسکے دونون
انگوٹھے کان کے نیچے کیطرف کے برابر ہون امام شافعی نے اس طریق کے ساتھ سب
حدیثون مین تطبیق دی ہے اور سب لوگون نے اوسکو پسند کیا اور ایسے ہاتھ اوٹہانے کا وقت
سو بعض حدیثون مین تو یہ آیا ہے کہ تکبیر تحریمہ سے پہلے اوٹہاوے اور بعض مین آیا ہے
کہ تکبیر سے پیچہے اوٹہاوے اور بعض مین آیا ہے کہ تکبیر کے ساتھ اوٹہاوے اور ہمارے اصحاب

کے اسمین کئی قول ہین صحیح تر یہ قول ہین کہ تکبیر کے برابر ہاتھ اوٹھاوے اسطرح سے کہ ابتدا تکبیر کے
ساتھ ہاتھ اوٹھانے شروع کرے اور اوسکے انتہا کے ساتھ ختم کرے اور اگر ایک چیز سے پہلے
فارغ ہوجاوے تو دوسرے کو پیچھے تمام کرے اور اگر دونون سے یکبارگی فارغ ہو تو پھر ہاتھ
کو نیچے لے آوے اوٹھائی نہ رہے اور اگر کسی کے دو نو ہاتھ پہنچے سے کٹے ہوں یا ایک کٹا ہو
تو باقی بازو کو اوٹھاوے اور اگر ساعد کٹا ہو تو عضد کو اوٹھاوے اور بعضے کہتے ہین کہ نہ اوٹھاوے
اور اگر ہاتھ اوٹھانے کی قدرت نہ رکھتا ہو مگر ساتھ زیادتی کے شروع پر یا ناقص ہو سنت سے
کے اوس سے تو جو ممکن ہو اوسکو ادا کرے اور اگر نقص اور زیادتی دونو ممکن ہو تو زیادتی
کرے اور مستحب ہے کہ ہاتھ اوٹھانے کے وقت اپنے دونو ہتھیلیان قبلے کی طرف کرے اور اونکو
ظاہر کرے اور اونگلیون کو کہول کر رکھے لیکن بہت زیادہ اور نہ کم اور اگر ہاتھ نہ اوٹھاوے
یہانتک کہ بعض تکبیر کہے تو باقی تکبیر مین ہاتھ اوٹھاوے اور اگر ہاتھ نہ اوٹھاوے یہانتک کہ تکبیر تمام
ہوجاوے تو پھر بعد اوسکے ہاتھ نہ اوٹھاوے انتہی ملخصا اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ تکبیر کو
ہاتھ اوٹھانے سے پہلے کہنا کسی کا مذہب نہین انتہی باب ہے ہاتھ باندہنے کے
بیان مین جب رفع یدین سے فارغ ہو تو پھر اپنے دونو ہاتھ تلے لاکر باندھ لے
اور رکھے داہنے ہاتھ کو بائین ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت اور پہنچے پر ف فتح الباری مین لکہا ہے
کہ یہی مذہب ہے جمہور اصحاب اور تابعین وغیرہ کا کہ نمازی نماز مین اپنے دونون ہاتھ باندھ
رکھے یعنے کہلے نہ چہوڑے اور اسکے برخلاف حضرت صلے اللہ علیہ و[illegible] سے کچھ ثابت نہین انتہی
اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ رکھے اپنے دونون ہاتھ [illegible]
اور سینے سے تلے یہی ہے مشہور مذہب ہمارا اور مذہب جمہور علما کا اور امام [illegible]
اور نوری و حنیفہ کہتے ہین کہ دونون ہاتھ ناف کے تلے باندہے اور حضرت علی سے کے
اسمین دو قول ہین مانند دونون مذہبون کی یعنی ناف سے اوپر باندہے یا نیچے باندہے
اور امام احمد کے بھی اسمین دو قول ہین اور تیسرا یہ قول ہے کہ اختیار ہے خواہ اوپر باندہے خواہ
باندہے اور یہی قول ہے اوزاعی اور ابن منذر کا اور امام مالک کے اسمین دو قول ہین ایک یہ کہ دونون
ہاتھ سینے سے نیچے باندہے اور ایک یہ کہ اونکو کہلا چہوڑ دے باندہے نہین اور یہی روایت ہے اسکے جمہور اصحاب سے

کہ نفلون مین ہاتھ لٹکاوے اور فرضون مین چھوڑ دے اور اسیکو ترجیح دی ہے اوزاعی بصرے
والے اصحاب نے اور دلیل جمہور کی حدیث وائل بن حجر کی ہے اور حدیث سہل کی ہے جو بخاری
نے روایت کی اور اس مسئلے مین بہت حدیثین ہین کہ نماز مین ہاتھون کو باندھ رکھے کیلئے نیچے سے
اور ناف سے اوپر ہاتھ باندھنے کی حدیث وائل بن حجر کی ہے کہ انہون نے حضرت صلعم
کے ساتھ نماز پڑھی اور آپنے اپنا داہنا ہاتھ بائین پر رکھا اور سینے پر روایت کی یہ حدیث ابن
خزیمہ نے اپنی صحیح مین اور حضرت علی رضہ سے روایت ہے کہ نماز مین دونو ہاتھ ناف تلے باندھے
سو یہ حدیث باتفاق ضعیف ہے انتہے ملخصًا اور بعضے حنفی کہتے ہین کہ خنصر اور انگوٹھے سے پہنچے
پر حلقہ کرے اور بعضے کہتے ہین کہ داہنے ہاتھ سے بائین ہاتھ کے پہنچے پکڑ رکھے باب

## اس بیان مین کہ تکبیر تحریمہ کے بعد کیا چیز پڑہی جاوے جب

تکبیر تحریمہ سے فارغ ہو تو اوسوقت پوشیدہ یہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ
وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَّ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا
كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَ
الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ یعنی الٰہی فرق ڈالدے میرے اور میرے گناہون کے درمیان جیسے تونے
فرق ڈالا ہے مشرق اور مغرب مین الٰہی پاک کر دے مجکو گناہون سے جیسے سفید کپڑا پاک کیا
جاتا ہے میل سے الٰہی دہو ڈال میرے گناہون کو پانی اور برف اور اولے سے انتہے اور
یا یہ دعا پڑہے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَا اَنَا
مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ اِنَّ صَلٰوتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ
لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الْمَلِكُ لَا اِلٰهَ
اِلَّا اَنْتَ رَبِّيْ وَاَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَاعْتَرَفْتُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْلِيْ
ذُنُوْبِيْ جَمِيْعًا اِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ وَاهْدِنِيْ لِاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا
يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّيْ سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ عَنِّيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ
لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهٗ فِيْ يَدَيْكَ وَالشَّرُّ لَيْسَ اِلَيْكَ اَنَا بِكَ
وَاِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ ٥ یعنے

میں نے اپنا منہ کیا اوسی کیطرف جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو ایک طرف کا ہو کر اور نہیں میں
شریک کرنیوالوں سے تحقیق میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ کی طرف سے ہے جو
صاحب سارے جہان کا نہیں کوئی شریک اوسکا اور یہی مجھکو حکم ہوا اور میں سب سے
پہلے حکم بردار ہوں الٰہی تو بادشاہ ہے کوئی بندگی کے لائق نہیں سوائے تیرے تو میرا رب ہے
میں تیرا بندہ ہوں میں نے زیادتی کی اپنی جان پر اور اقرار کیا اپنے گناہوں کا میرے سب گناہوں
کو بخشدے نہیں بخشتا گناہوں کو سوائے تیرے کوئی اور ہدایت کر مجکو نیک خوئیں نہیں
ہدایت کرتا بہتر خوؤں کو سوائے تیرے کوئی اور ہٹا دے مجھے بری خوؤں کو نہیں ہٹاتا
بری خوؤں کو سوائے تیرے کوئی بار بار تیری خدمت میں حاضر ہوں اور نیکی سب تیرے
ہاتھوں میں ہے اور بدی تیری طرف نہیں میں تجھسے قائم ہوں اور تیری ہی طرف پھرونگا
ہوں تو بڑی برکت والا ہے اور سب سے اونچا تجھسے مغفرت مانگتا ہوں اور تیرے آگے توبہ
کرتا ہوں اور یا یہ دعا پڑھے سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ
وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ یعنے پاک ہے تو الٰہی اور ساتھ توفیق تیری کے
پاکی بیان کرتا ہوں تیری نہ ساتھ قوت اپنی کے اور بڑی برکت والا ہے نام تیرا اور بلند ہے بادشاہی تیری کوئی
بندگی کی لائق نہیں سوائے تیرے انتہے اور انکے سوا اور دعائیں بہی آئی ہیں جو مشکوۃ وغیرہ
حدیث کی کتابوں میں مذکور ہیں ف امام شافعی کہتے ہیں کہ مستحب ہے کہ توجیہ اور سبحانک اللہم
کو جمع کرے اور ہر نماز میں پوشیدہ پڑہے اور امام مالک کہتے ہیں کہ مستحب نہیں اور امام ابوحنیفہ
کہتے ہیں کہ فرضوں میں تکبیر تحریمہ کے بعد سبحانک اللہم الخ پڑہے اور یہی مذہب ہے ایک جماعت اہل علم کا
انتہے مافی الفتح - اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں کہا کہ امام شافعی اور امام احمد اور ابوحنیفہ اور اکثر علما کے
جمہور کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے بعد دعاء افتتاح پڑہنی مستحب ہے اور امام مالک کے نزدیک مستحب نہیں لیکن یہ قول
مالک کا مخالف ہے حدیثوں کے اور فتح الباری میں کہا کہ پہلے دعا کو پڑھنا سب سے افضل ہے کہ وہ حدیث سب سے
زیادہ تر صحیح ہے اور یا کبھی کسی دعا کو پڑہے اور کبھی کسی کو تاکہ سب حدیثوں میں تطبیق ہو جاوے اور پھر
دعا ہی کے پیچھے اعوذ پڑہے اَللّٰهُمَّ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ مِنْ نَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ وَهَمْزِهٖ
یعنی الٰہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے اوسکے کبر سے اور اسکے سحر سے اور اوسکے وسوسہ سے

باب ہے نماز مین قرآن پڑھنے کا ... جب اعوذ سے
فارغ ہو تو پہر چپکے بسم اللہ پڑہے اور اگر پکار کر پڑہے تو بہی درست ہی لیکن پوشیدہ پڑہنا
افضل ہے اور بسم اللہ الحمد کی جز ہے جب الحمد پڑہے تو اوسکے ساتھ بسم اللہ بہی پڑہے
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ مذہب امام شافعی اور کئی جماعتون سلف
اور خلف کا یعنی اکثر علما کا یہ ہے کہ بسم اللہ الحمد کی جز ہے اور اوسکی ایک آیت ہی جب الحمد پڑہے
تو اُسکے ساتھ اوسکو بہی پڑہے اور جس جگہ الحمد کو پکار کر پڑہے وہان بسم اللہ کو بہی پکار کر پڑہے
اور بسم اللہ الحمد کی جز ہے اسلئے کہ وہ قرآن مین قرآن کے خط سے لکہی گئی اور یہ سب اصحاب کے
اتفاق اور اجماع سے تہا کہ قرآن مین قرآن کے خط سے قرآن کے سوا کوئی چیز ثابت نہ کی جاوے
اور بعد اونکے بہی سب مسلمان کا اجماع اسپر ہی آج تک اور اسیطرح بسم اللہ قرآن کی سب
سورتون کی جز ہے اور اجماع ہے سب کا اس پر کہ سورۂ براءت کے اول مین بسم اللہ نہین
اور وہ وہان نہ لکہی جاوے انتہے ملخصًا اور امام مالک کہتے ہین کہ بسم اللہ الحمد کی جز نہین اور الحمد کے
ساتھ بسم اللہ نہ پڑہی جاوے نہ پکار کر نہ پوشیدہ اور یہی قول ہے حنفیہ کا لیکن یہ قول
اُنکا مخالف ہے حدیث کے اور امام ترمذی نے کہا کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اکثر اہل علم
کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے اور جو اُنکے پیچھے ہین تابعین سے کہ نمازی بسم اللہ
پکار کر نہ کہے بلکہ چپکے کہے یہی قول ہے حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی وغیرہم کا اور
ساتھ اسی کے قائل ہین سفیان ثوری اور ابن مبارک اور امام احمد اور اسحاق اور بعض اہل
علم کہتے ہین بسم اللہ کو پکار کر کہنا بہی جائز ہے یہ قول ابوہریرہ اور ابن عمر اور ابن عباس کا ہے
اور جو اُنکے پیچھے ہین تابعین مین سے اور ساتھ اسی کے قائل ہے امام شافعی انتہے اور جب
بسم اللہ سے فارغ ہو تو پہر سورۂ الحمد پڑہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
مَالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ
صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ
یعنی سب تعریف اللہ کو ہے جو صاحب سارے جہان کا بہت مہربان نہایت رحم والا مالک
انصاف کے دن کا تجہے کو ہم بندگی کرین اور تجہے سے مدد چاہین چلا ہمکو راہ سیدہی راہ ۔

اون کی جنپر تو نے فضل کیا نہ جنپر غصہ ہوا اور بہکنے والے اور سورہ فاتحہ کا پڑہنا نماز مین فرض ہے ہر رکعت مین ہر شخص پر خواہ امام ہو یا اکیلا ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ سورہ الحمد کا پڑہنا فرض ہے اور وہ متعین ہے اُسکے سوا اور کوئی چیز کافی نہین لیکن اگر اوسکے پڑہنے سے عاجز ہو تو اوسکے سوا اور کسی چیز کا پڑہنا بہی درست ہے اور یہی ہے مذہب امام مالک اور شافعی اور جمہور علما کا اصحاب اور تابعین سے اور جو اونکے بعد مین اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ سورہ فاتحہ فرض نہین بلکہ فرض مطلق ایت قرآن کی ہے خواہ کوئی ہو واسطے فرمانے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ پڑہ جو آسان ہو اور دلیل جمہور کی یہ حدیث ہے کہ نماز درست نہین مگر ساتھ پڑہنے سورہ الحمد کے حنفیہ کہتے ہین کہ یہ محمول ہے نفی کمال پر یعنی بدون فاتحہ کے نماز کامل نہین ہوتی ہم کہتے ہین کہ یہ تاویل ظاہر لفظ کی مخالف ہے اور یہ حدیث کہ پڑہ جو آسان ہو محمول ہے اوپر فاتحہ کے یعنی مراد اوس سے سورہ الحمد ہے اور یا مراد اوس سے ماسوائے الحمد کے ہے یا وہ اُس کے حق مین ہے کہ اس سے عاجز ہو اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ حدیثین اسمین مختلف آئی ہین سو اگر مختلف حدیثون کو تطبیق دیجاوے تو اونکا حاصل یہی نکلتا ہے کہ جسکو قرآن یاد ہو وہ الحمد ضرور پڑہے اور اگر اوسکے سیکہنے سے عاجز ہو تو قرآن سے جو آسان ہو سو پڑہے اور اگر قرآن سے بہی عاجز ہو تو پہر فقط سبحان اللہ وغیرہ بہی کافی ہے انتہی اور جو حنفیہ کہتے ہین کہ حدیث لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِاُمِّ الْقُرْاٰنِ نفی کمال پر محمول ہے تو اوسکا جواب یہ ہے کہ اگر اس حدیث کو نفی کمال پر محمول کیا جاوے تو اس سے سورہ الحمد کا واجب ہونا بہی ثابت نہو گا بلکہ صرف مستحب ہونا ثابت ہو گا حالانکہ حنفیہ سورہ الحمد کو نماز مین واجب کہتے ہین اور وجوب اسکا اسی حدیث سے ثابت کرتے ہین اور اسیطرح فرض ہے پڑہنا سورہ الحمد کا مقتدی پر بہی ہر رکعت مین سریہ نماز ہو یا جہریہ لیکن سریہ مین الحمد کے ساتھ کوئی سورۃ جوڑ دے اور جہریہ مین نہ جوڑے اور اگر وہ امام کے پیچہے سورہ الحمد نہ پڑہے تو اوسکی نماز درست نہین ہوتی ف امام نووی نے شرح صحیح مین لکہا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے واسطے مذہب امام شافعی اور اوسکے موافقین کی کہ سورہ الحمد کا پڑہنا فرض ہے ہر نمازی پر خواہ امام ہو یا مقتدی ہو یا اکیلا ہو ف امام ترمذی نے کہا کہ اسی پر عمل ہے نزدیک اکثر اہل علم کے حضرت کے صحاب و تابعین سے اور یہی ہے

[illegible] مالک [illegible] اور ابن مبارک اور شافعی اور احمد اور اسحاق کہ مقتدی امام کے پیچھے
قرات پڑھے اور ابن مبارک نے کہا کہ مین امام کے پیچھے قرات پڑھتا ہون اور سب لوگ بھی پڑھتے
ہین لیکن ایک جماعت کوفیون کی نہین پڑھتے اسکے اور آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا
لَهٗ وَاَنْصِتُوْا محمول ہے ماسوائے الحمد پر یعنی لا صلوٰۃ الا بام القران اس آیت کی مخصص ہے
اسلئے کہ عمومات قرآن ائمہ اربعہ وغیرہ اہل اصول کے نزدیک ظنی ہین تخصیص انکی ساتھ خبر واحد کے
جائز ہے علاوہ ازین مواضع حج بھی اس آیت سے بالاجماع مخصوص ہین اور نیز یہ حدیث بھی
مشہور ہے اور نیز تخصیص اس آیت کی باعتبار معنی کے ہے نہ باعتبار نظم کے کہ وہ باعتبار معنی کے
ظنی ہے اور باعتبار نظم کے قطعی ہے اور نیز اگر قرات خلف امام کے منع ہونے پر اس آیت سے
استدلال کیا جاوے تو نماز مین کلام کرنا اسی بطریق اولے منع ہوگا تو لازم آویگا کہ نماز مین کلام کرنا
مکے مین منع ہوا اسلئے کہ یہ آیت بالاجماع مکی ہے اور یہ بالاجماع باطل ہے اسلئے کہ کلام کا منع ہونا
بالاجماع مدینے مین واقع ہوا زید بن ثابت کی حدیث سے پس اس آیت سے استدلال کرنا باطل ہوا
اور اسیطرح یہ حدیث لا صلوٰۃ الخ مخصص ہے واسطے حدیث مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ الخ کے اور اگر کوئی
اسکے برعکس دعوے کرے یعنی حدیث مَنْ كَانَ لَهٗ اِمَامٌ الخ کے ساتھ حدیث لَا صَلٰوۃَ الخ کی
تخصیص کرے تو اوسکے جواب مین کہا جاویگا کہ اصول حنفی مین مقرر ہے کہ نسخ وجوب کا اباحت
[illegible] مین بھی باقی نہین چھوڑتا اور چونکہ تخصیص بھی نسخ کے معنی مین ہے اسلئے وجوب
کی تخصیص [illegible] سے بھی اباحت باقی نہین رہیگی حالانکہ یہان تخصیص وجوب کے بعد اباحت باقی رہتی ہے
کہ حدیث من کان لہ امام الخ صرف اباحت پر دلالت کرتی ہے اور وہ جواز کے منافی نہین کما ہو ظاہر
علی من لہ ادنی حظ من عقل سلیم انتہی اور امام نووی نے شرح صحیح مین لکھا ہے کہ نماز مین سورہ
الحمد کا پڑھنا ہر رکعت مین فرض ہے اور یہی ہے مذہب جمہور علما کا سلف اور خلف سے اور
ثوری اور اوزاعی اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ چار رکعت نماز کی پچھلی دو رکعتون مین قرات واجب
نہین بلکہ نمازی کو اختیار ہے خواہ قرآن پڑھے خواہ سبحان اللہ کہے خواہ چپ رہے انتہی اور صواب
اور موافق سنت کے قول جمہور کا ہے اور جب سورہ الحمد کے پڑھنے سے فارغ ہو تو مستحب ہے
کہ بعد اسکے آمین کہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع ہے سب امت کا

پھر اگر کوئی آدمی اکیلا نماز پڑھتا ہو تو مستحب ہے کہ فاتحہ کے پیچھے آمین کہے اور اسیطرح مستحب ہے آمین کہنا واسطے امام اور مقتدی کے سریہ نماز مین اور اسیطرح مستحب ہے آمین کہنا جہریہ نماز مین نزدیک جمہور علما کے اور امام مالک کا ایک قول یہ ہے کہ جہریہ نماز مین امام آمین نہ کہے یعنی نہ پکار کر اور نہ چپکے انتہے لیکن یہ قول امام مالک کا مخالف ہے حدیث کے اور اسیطرح مستحب ہے پکار کر کہنا آمین واسطے امام اور مقتدی اور منفرد کے یعنی جہریہ نمازون مین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اکثر علما کہتے ہین کہ آمین پکار کر کہی جاوے اور ابو حنیفہ اور کوفے والے کہتے ہین کہ چپکے کہی جاوے انتہے لیکن یہ قول امام ابو حنیفہ وغیرہ کا مخالف ہے حدیث کے اور امام ترمذی نے کہا کہ بہت اہل علم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور تابعین سے اور جو انکے بعد ہین کہتے ہین کہ آدمی آمین کو پکار کر کہے چپکے نہ کہے اور یہی قول ہے امام شافعی اور احمد اور اسحاق کا اور فتح الباری مین کہا کہ یہی مذہب ہے جمہور کا انتہے اور اسیطرح مستحب ہے کہ مقتدی کی آمین امام کے آمین کے ساتھ ہو نہ اوس سے پہلے اور نہ پیچھے اور جب آمین سے فارغ ہو تو پھر سورہ اخلاص پڑھے یعنی کہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۚ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ یعنی تو کہہ وہ اللہ ایک ہے اللہ نرادھار ہے نہ کسیکو جنا اور نہ کسی سے جنا اور نہیں اُسکے جوڑ کا کوئی اور یا جو سورت یاد ہو وہ پڑھے لیکن اس صورت کا پڑھنا افضل ہے بہ نسبت اور سورتون کے اور الحمد کے ساتھ سورت کا جوڑنا سنت ہے واجب نہین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ الحمد کے ساتھ سورت کا جوڑنا مستحب ہے نزدیک سب علما کے یعنی واجب نہین اور امام مالک کے بعض اصحاب کہتے ہین کہ فاتحہ کے ساتھ سورت کا جوڑنا واجب ہے اور یہ شاذ اور مردود ہے اور مستحب ہے پڑھنا اوس کا فجر اور جمعہ کی نماز اور پہلی دو رکعتون مین ہر نماز سے بالاجماع اور اسیطرح تیسری اور چوتھی رکعت مین سورت کا جوڑنا سو اسمین علما کو اختلاف ہے امام مالک کہتے ہین کہ مکروہ ہے اور امام شافعی کا جدید قول یہ ہے کہ مستحب ہے اور قدیم قول یہ ہے کہ مستحب نہین (یعنی بلکہ صرف فاتحہ ہی پڑھے لیکن افضل ہے کہ اسکے ساتھ جوڑے) اور قدیم قول صحیح تر ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نمازی کو اختیار ہے خواہ قرآن پڑھے یا سبحان اللہ کہے اور یہ قول ضعیف ہے اور اسیطرح

٤٠ مستحب ہے جوڑنا سورت کا نفل نمازین اور جنازے کی نماز مین مستحب نہین اصح قول پر سوا اسکے کہ
اُسکی بنا تخفیف پر ہے پس جنازے کی نماز مین الحمد پر کوئی چیز زیادہ نہ کیجاوے مگر آمین اسکے پیچھے
کہی جاوے ۔ اور اسیطرح مستحب ہے کہ فجر کی نماز اور ظہر کی پہلی دو رکعتون مین طوال مفصل مین سے
کوئی سورۃ پڑہی جاوے اور عصر اور عشا کی نماز مین اوساط مفصل مین سے پڑہی جاوے
اور مغرب کی نماز مین قصار مفصل مین سے پڑہی جاوے اور ہمین اختلاف ہے کہ پہلی رکعت کو
دوسری سے لمبا کیا جاوے یا نہین مشہور تر ہمارے نزدیک یہ ہے کہ مستحب نہین بلکہ دونون کو
برابر رکھے کسیکو زیادہ نہ کرے اور صحیح تر یہ ہے کہ مستحب ہے کہ پہلی رکعت کو دوسری سے دراز کرے
واسطے حدیث صحیح کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت مین اسقدر طول کرتے تھے کہ وہ دوسری مین
نہ کرتے تھے اور جو شخص کہ چار رکعت نماز کی پچھلی دو رکعتون مین سورت کو مستحب کہتا ہے اُسکے
نزدیک اُن دونون مین بہ نسبت پہلی دو رکعتون کے تخفیف کیجاوے یعنی اُنکو پہلی دو رکعتون
سے چھوٹا کرے اور جس جگہ کہ سورت کا پڑہنا شروع ہے اسجگہ اگر سورت کو چھوڑ دے تو
سجدہ سہو کا نہین پڑہتا لیکن فضیلت فوت ہوجاتی اور چھوٹی سورت کا پڑہنا افضل ہے
اس سے کہ اوس مقدار قرآن بڑی سورت سے پڑہا جاوے اور قرآن کو با ترتیب پڑہا جاوے
اور آگے پیچھے پڑہنا مکروہ ہے اور جائز ہے پڑہنا قرآن کا اون ساتون قرأت سے اور نہین
جائز ہے پڑہنا اوسکا شاذ قراءتون پر اور اگر سورہ الحمد کے ساتھ آواز کو دراز کرے یہانتک
کہ معنے مین خلل پیدا ہو مانند مد ت انعمت کی یا زیر اُسکی کے یا زیر کاف ایاک کی تو اس سے
نماز باطل ہوجاتی ہے ۔ اور اگر معنے مین خلل پیدا نہو مانند زبر ب مغضوب کی تو اوس نماز
باطل نہین ہوتی لیکن مکروہ ہے اور فرض ہے پڑہنا سورہ الحمد کا ترتیب سے اور اسیطرح فرض ہے پڑہنا
پے درپے اسطور سے کہ اوسکی آیتون مین تاخیر نہو اور اسیطرح واجب ہے پڑہنا اوس کا عربی
زبان مین اور حرام ہے پڑہنا اوسکا عجمی زبان مین یعنی عربی زبان کے سوا اور کسی زبان
مین الحمد کا پڑہنا درست نہین اور نہین صحیح ہوتی ساتھ اسکے نماز برابر ہے کہ عربی بھی جانتا
ہو یا نہ پہچانتا ہو اور شرط ہے قراءت مین اور سب ذکرون مین سنانا اوسکا اپنے جی کو
یعنی اگر قراءت وغیرہ کوئی چیز پوشیدہ پڑہے تو ایسا پڑہے کہ اوسکو اپنے کانون سے سن سکے

ایسا پوشیدہ نہ پڑہے کہ اوسکو آپ بہی نہ سن سکے اور اگر گنگا ہو تو جہانتک ممکن ہو وہ اپنی
زبان اور ہونٹون کو ہلاوے اور وہ اوسکو کافی ہے انتہے۔ اور جائز ہے پڑہنا دو سورتون قرآن
کا ایک رکعت مین ف اور یہی ہے مذہب امام شافعی اور ابو حنیفہ اور احمد وغیرہ کا
کہ دو سورتون کو جوڑکر ایک رکعت مین پڑہنا درست ہے اور اسیطرح جائز ہے پڑہنا آخر
سورتون کے سے یعنے اگر کسی سورت کے آخر سے کچہہ قرآن پڑہ لے تو درست ہے اور اسیطرح جائز
ہے پڑہنا سورتون کا آگے پیچہے مثلا سورۂ قل یا ایہا الکافرون کو پہلے یا پہلی رکعت مین پڑہے
اور سورۂ انا اعطیناک الکوثر کو پیچہے یا پچہلی رکعت مین پڑہے تو اس طورسے انکا پڑہنا جائز
ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اسمین کسیکو اختلاف نہین لیکن دو نون
ایک رکعت مین جمع کرنا مکروہ ہے حنفیہ کہتے ہین کہ سورتون کو آگے پیچہے پڑہنا مکروہ ہے
اور اسیطرح جائز ہے پڑہنا قرآن کا سورتون کے ابتدا سے ف امام مالک کا مذہب ان
چارون مسئلون مین یہ ہے کہ اگر اسطرح کرے تو نماز فاسد نہین ہوتی لیکن خلاف اولے
اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ اسمین اختلاف ہے کہ یہ ترتیب سورتونکی جو اب قرآن مین
موجود ہے حضرت ؐ کے حکم سے ہوئی یا کہ اصحاب کی اجتہاد سے سو صحیح قول اسمین یہ ہے کہ یہ ترتیب
عثمان اصحاب کے اجتہاد سے ہوئی وحی کے ذریعہ سے یہ حکم نہین ہوا کہ سورتون کو قرآن مین
اسطور سے آگے پیچہے رکہا جاوے لیکن ترتیب آیات سورۂ بالاتفاق توقیفی ہے اسی
واسطے آیتونکو آگے پیچہے پڑہنا درست نہین اور اسیطرح جائز ہے پڑہنا ایک سورۃ کا دو ٹکڑے کر کے
یعنی آدہی سورت پہلی مین اور آدہی دوسری مین اور اسیطرح جائز ہے پڑہنا ایک سورۃ کا
دوبار ف بعضے کہتے ہین کہ تردید مکروہ ہے اور اسیطرح جائز ہے معین کرنا اور خاص کرنا قل اللہ احد
کا پڑہنا ایک نماز کے یا سب نمازون کی اور اسیطرح جائز بلکہ مستحب ہے پڑہنا اوسکا ہر رکعت مین ساتھ
سورت کے ف اور اسیطرح جائز ہے معین کرنا کسی صورت کا واسطے کسی نماز کے اور جائز ہے
پڑہنا ہر سورۃ کا ہر نماز مین یعنی سواے الحمد کے کوئی سورۃ کسی نماز کے لئے خاص اور معین نہین
کہ سوا اوس کے اور کوئی درست نہو بلکہ جسکو جس نماز مین پڑہے درست ہے لیکن مستحب ہے
معین کرنا سورۂ سجدہ کا اور ہل اتی علی الانسان کا . . . . . . . . .

نماز فجر کے دن جمعہ کے کہ پہلے رکعت مین سورہ سجدہ پڑہے اور دوسری مین سورت ہل اتی پڑہا کرے ۔ اور اسیطرح مستحب ہے خاص کرنا سورہ سبح اسم ربک الاعلی اور ہل اتاک حدیث الغاشیۃ کا واسطے نماز جمعہ کے کہ پہلی رکعت مین پہلے سورت کو پڑہے اور دوسری مین دوسری پڑہا کرے اور اسیطرح واجب ہے خاص کرنا واسطے اوسکے سورہ جمعہ اور منافقون کا کہ پہلے رکعت مین پہلے سورہ پڑہے اور دوسری مین دوسری پڑہے ۔ اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا سورہ ق اور اقتربت الساعۃ کا دونو عیدون مین کہ پہلی رکعت مین پہلے سورہ کو پڑہے اور دوسری مین دوسری کو ۔ اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا سورہ کافرون اور قل ہو اللہ احد کا مغرب کی نماز مین دن جمعہ رات کے ۔ اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا اون کا مغرب کے دو سنتون مین

ف بعض حنفی کہتے ہین کہ کسی سورت کو کسی نماز کے لئے خاص کرنا مکروہ ہے سو یہ قول انکا مخالف ہے حدیث کے ۔ اور جائز ہے پڑہنا اعراف وغیرہ لمبی سورتون کا نماز مغرب مین ف فتح الباری مین لکہا ہے کہ مغرب کی نماز مین سب قسم کی سورتین پڑہنی درست ہین خواہ طوال مفصل سے ہون یا اوساط مفصل سے یا قصار مفصل سے لیکن مستحب ہے کہ اسمین چھوٹی سورتین پڑہی جاوین اور یہی ہے مذہب امام مالک اور احمد اور اسحاق اور ابو حنیفہ اور صاحبین کا انتہے اور یہی مروی ہے اکثر اصحاب اور تابعین وغیرہ سے اور سنت ہے کہ مغرب اور عشا اور فجر کی نماز مین قرآن پکار کر پڑہے اور ظہر اور عصر کی نماز مین پوشیدہ پڑہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اجماع ہے سب امت کا اسپر کہ فجر اور جمعہ کے دو فرضون اور شام اور عشا کی پہلی دو رکعتون مین قرآن پکار کر پڑہے اور ظہر اور عصر کی نماز اور مغرب کی تیسری رکعت اور عشا کی پچھلی دو رکعتون مین پوشیدہ پڑہے اور عید اور استسقا کی نماز مین اختلاف ہے اور ہمارے نزدیک اسمین بھی پکار کر پڑہے اور رات کے نفلون مین بعضے کہتے ہین کہ پکار کر پڑہے اور بعضے کہتے ہین کہ درمیانہ آواز سے پڑہے اور دنکے نفلون مین پوشیدہ پڑہے اور کہین اگر رات کو ہو تو پوشیدہ پڑہے اور اگر دن کو ہو تو پکار کے پڑہے اور جنازے کی نماز ہم پوشیدہ پڑہے خواہ دن ہو یا رات ہو اور بعضے کہتے ہین کہ

رات کو ہو تو پکار کر پڑہے اور اگر کسیکی عشا کی نماز قضا ہو جاے اور کسی اور رات مین اوسکو قضا
کرے تو اوسمین بہی قراءت پکار کر پڑہے اور اگر اوسکو دن مین قضا کرے تو اسمین دو قول ہین صحیح یہ ہے
کہ پوشیدہ پڑہے اور اگر ظہر اور عصر کی نماز قضا ہو اور اوسکو دن مین قضا کرے تو اوسمین بہی
قراءت پوشیدہ پڑہے اور اگر اوسکو رات مین قضا کرے تو صحیح تر یہ ہے کہ پکار کر پڑہے اور ظہر
اور عصر وغیرہ کی نماز مین قرآن کا پوشیدہ پڑہنا اور شام اور عشا اور فجر وغیرہ کی نماز مین پکار کر
پڑہنا سنت ہے صحت نماز کی شرط نہین اگر کوئی اسکو چھوڑ دے تو ہمارے نزدیک اوسکے نماز
درست ہو جاتی ہے سجدہ سہو کا لازم نہین آتا انتہی اور بعض حنفی کہتے ہین کہ اگر سریہ نماز مین پکار
کر پڑہے تو سجدہ سہو کا لازم آتا ہے گو سہوا ہو اسلیے کہ سریہ نمازون مین سریہ پڑہنا اور
جہریہ مین پکار کر پڑہنا انکے نزدیک واجب ہے لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے
اور یہ سب امام اور منفرد کا حکم ہے اور اگر مقتدی ہو تو اوسکو امام کے پیچہے قرآن پکار کر پڑہنا
کسی حال مین درست نہین خواہ سریہ نماز ہو یا جہریہ بلکہ پوشیدہ پڑہے اور اگر جہریہ نماز ہو تو مستحب ہے
کہ سکتون مین پڑہے ۔ اور اسپر سب امت کا اجماع ہے ۔ اور مستحب ہے لمبا کرنا پہلی رکعت کا
دوسری رکعت سے سب نمازون مین ف اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور مالک اور احمد
وغیرہ اکثر علماء کا اور امام ابو حنیفہ وغیرہ کہتے ہین کہ صرف فجر کی نماز مین پہلی رکعت کو دوسری سے
لمبا کرے اور اور نمازون مین نہ کرے اور اگر کوئی سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى پڑہے تو مستحب ہے
کہ کہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى اور اسیطرح اگر کوئی سورہ والتین والزیتون پڑہے ۔ اور
أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ پر پہونچے تو مستحب ہے کہ کہے بَلَىٰ وَأَنَا عَلَىٰ ذَٰلِكَ مِنَ
الشَّاهِدِينَ اور اسیطرح اگر سورہ لَا أُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيَامَةِ پڑہے اور أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَادِرٍ
عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ پر پہونچے تو مستحب ہے کہ کہے بَلَىٰ اور اسیطرح اگر سورہ والمرسلات پڑہے
اور فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ پر پہونچے تو چاہیے کہ کہے آمَنَّا بِاللّٰهِ
اور اگر سورہ الرحمن پڑہے اور فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ پر پہونچے تو مستحب ہے
کہ مقتدی اسکے جواب مین کہے لَا بِشَيْءٍ مِنْ نِعَمِكَ رَبَّنَا نُكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ یعنی
کسی چیز کو تیری نعمتون سے نہین جہٹلاتے ہم اے رب ہمارے پس تجہے کو سب تعریف ہے

اور ان آیتون مین مقتدی وغیرہ کا امام کو جواب دینا ثابت نہین ۔ اور مستحب ہے کہ قرآن کو
کھول کر پڑہے اسطرح سے کہ حرف کے ساتھ حرف نہ ملے ۔ اور اسیطرح مستحب ہے کہ ہر آیت
پر وقف کرے اور ٹہرے ۔ اور اگر کوئی قرآن سیکھنے کی طاقت نرکہتا ہو تو اوسکو اوسکے
بدلے سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ
وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ، کا کہنا ہی کافی ہے یعنی نماز مین اوسکو قرآن کے بدلے یہی
دعا پڑہنا کافی ہے

## باب ہے رکوع کے بیان مین

✤ نماز مین رکوع کرنا
فرض ہے بدون اسکے نماز درست نہین ۔ جب نمازی الحمد اور سورۃ پڑہنے سے فارغ
ہو تو اللہ اکبر کہنے کے رکوع مین جاوے ۔ اور رکوع مین جانیکے وقت کانون تک ہاتھ اوٹھاوے
ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ تکبیر کو ان حرکتون کے برابر ساتھ ساتھ
کہے پس جب رکوع کیطرف جھکنا شروع کرے تو اوسیوقت تکبیر کہنا بھی شروع کرے اور
کھینچے تکبیر کو یہانتک کہ رکوع کی انتہا حد کو پہونچے پہر رکوع کی تسبیحین پڑہے پہر جب
سجدہ کیطرف جھکنا شروع کرے تو اوسوقت تکبیر کہنا بھی شروع کرے اور تکبیر کو کھینچے یہانتک
کہ اپنا ماتھا زمین پر رکہے ۔ اور اسیطرح جب رکوع سے سر اوٹھانا شروع کرے تو اوسیوقت
سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہنا بھی شروع کرے اور اوسکو کھینچے یہانتک کہ سیدھا کھڑا ہو اور اسی
طرح جب پہلے التحیات سے کھڑا ہونا شروع کرے تو اوسیوقت تکبیر کہنا بھی شروع کرے
اور اوسکو کھینچے یہانتک کہ سیدھا کھڑا ہو یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب سب علما کا مگر عمر بن
عبد العزیز اور مالک کا کہ جب پہلے التحیات سے اوٹھ کر سیدھا کھڑا ہو چکے تو اوسوقت تکبیر
کہے اس سے پہلے نہ کہے اور دلیل جمہور کی ظاہر حدیث ہے انتہے ملخصاً اور پہر جب رکوع مین
جاوے تو مستحب ہے کہ اپنے دونو ہاتھ دونو گہٹنون پر مضبوط رکھے اور اونگلیان اوسکی اندر کیطرف موڑے
کیا رکہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ مذہب ہمارا اور تمام علما کا یہ ہے
کہ رکوع مین دونو ہاتھ گہٹنون پر رکھے اور تطبیق نکرے اور ابن مسعودؓ کے نزدیک سنت یہ ہے کہ تطبیق
کرے یعنی دونون ہاتھ کی اونگلیان ایکدوسرے مین ڈالکر دونون رانون کے درمیان رکھے اور سب علما کے نزدیک
تطبیق منسوخ ہے انتہے اور اپنے سر کو پیٹھ کے برابر رکھے اونچا نیچا نہ رکھے اور اپنے دونون ہاتھ

کو وظیفہ سے دور رکھے اور پھر ان دعاؤن مین سے جو دعا چاہے پڑھے پہلی دعا یہ ہے

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ یعنی پاک ہے تو اے الٰہی اسے رب ہمارے اور ساتھ توفیق تیری کے پاکی کہتا ہون تیری الٰہی بخش دے مجکو ۔ دوسری یہ ہے سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ یعنی پاک ہے رب میرا بڑی عظمت والا ۔ تیسری دعا یہ ہے سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰئِكَةِ وَالرُّوْحِ یعنی نہایت پاک اور نہایت ہے پروردگار فرشتون اور جبرئیل کا ف اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ امام شافعی وغیرہ علما کہتے ہین کہ مستحب ہے کہ رکوع مین سبحان ربی العظیم کہے اور سجدے مین سبحان ربی الاعلیٰ کہے اور ہر ایک کو تین تین بار کہے اور جوڑے ساتھ اسکے اَللّٰهُمَّ لَكَ رَكَعْتُ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ الخ اور دونون کا جوڑنا صرف اوس شخص کیواسطے مستحب ہے کہ امام نہواور یا امام ہو لیکن جانتا ہو کہ مقتدی تنگ نہونگے اور اگر شک ہو تو فقط سبحان اللہ پڑہے اور کچھہ زیادہ نہ پڑہے اور اگر امام اور منفرد صرف ایک بار ہی تسبیح کہین تو اصل سنت حاصل ہوگی لیکن فضیلت فوت ہوگی ۔ اور جاننا چاہیے کہ رکوع اور سجود مین تسبیح کہنا سنت ہے واجب نہین یہی مذہب ہے ابن مالک اور ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور علما کا اور امام احمد اور ایک جماعت علما کہتے ہین کہ واجب ہے واسطے فرمانے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑہو جیسے کہ تمنے مجکو دیکہا اور جمہور کہتے ہین کہ یہ حدیث استحباب پر محمول ہے انتہے ملخصًا اور فرض ہے رکوع مین اعتدال کرنا یعنی سر کو پیٹھ کے برابر رکہنا اونچا نیچا نہ کرنا ۔ اور اسیطرح فرض ہے اسمین دیر تک ٹہرنا اور اطمینان کرنا ۔ امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ فرض ہے اعتدال کرنا اور برابر ہونا رکوع مین اور جلسہ مین کہ درمیان دو سجدون کے ہے اور اسیطرح فرض ہے اطمینان کرنا اور دیر تک ٹہرنا رکوع مین اور سجدے مین اور جلسہ مین انتہے اور نہین جائز ہے پڑہنا قرآن کا رکوع مین اور نہ سجدے مین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ وظیفہ رکوع اور سجود کا تسبیح اور دعا ہے اور اگر رکوع اور سجود مین الحمد کے سوا کچہہ اور سورت پڑہے تو نماز مکروہ ہے لیکن باطل نہین ہوتی اور اگر سورہ الحمد رکوع مین پڑہے تو بھی یہی حکم ہے اور بعضے کہتے ہین کہ نماز باطل ہو جاتی ہے ایک قول ہے مین اصل مذہب[illegible]

اور مکروہ بھی اوسیوقت ہے کہ جان بوجھ کر پڑہے اور اگر سہواً پڑہے تو مکروہ نہین لیکن امام شافعی
کے نزدیک سجدہ سہو کا ہر صورت مین کرے خواہ عمداً پڑہے یا سہواً پڑہے انتہے ملخصاً اور جب
رکوع سے فارغ ہو کر سر اٹھانے لگے تو دونون ہاتھ کانون تک اوٹھاوے اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ
کہکر سیدہا کھڑا ہو یہانتک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ مین پہر آوے اور جب سیدہا کھڑا ہو تو
پہر دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ مِلْءَ السَّمٰوٰتِ وَمِلْءَ الْاَرْضِ وَمِلْءَ
مَا شِئْتَ مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ اَهْلَ الثَّنَاءِ وَالْمَجْدِ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ وَكُلُّنَا
لَكَ عَبْدٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا
الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ یعنے الٰہی اے ہمارے رب تیری ہی واسطے تعریف ہے آسمانون اور
زمین کی برابر بعد اوسکے جو چیز تیری خواہش مین ہو اوسکی برابر تعریف اور بڑائی کی لائق جو
بندے نے کہا تیری تعریف مین سو اوسکا تو لائق ہے اور ہم سب تیرے بندے ہین الٰہی کوئی
روکنے والا نہین تیری دی چیز کو اور کوئی دینے والا نہین تیری روکی چیز کو اور تیرے روبرو
نصیبے والے مالدار کو اوسکا نصیبہ اور مال کچہہ فائدہ نہین دیتا یعنی بجز عبادت کے مالداری قیامت
کو کچہہ کام نہ آویگی اور اگر اس دعا کو مِنْ شَيْءٍ بَعْدُ تک پڑہے تو بھی درست ہے اور مستحب ہے
کہ امام سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ پکار کر کہے تاکہ مقتدی سنکر بعد اوسکے رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہین اور اسطرح
دعا بھی پکار کر پڑہے۔ اور یہ حکم امام اور اکیلے نمازی کا ہے اور اگر مقتدی ہو تو وہ امام کے
سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنے کے بعد یہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ یعنے
الٰہی سب تعریف تیرے ہی واسطے ہے اور اگر واو کے ساتھ وَلَكَ الْحَمْدُ کہے تو یہ بھی درست
ہے اور یا یہ دعا پڑہے رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ
یعنے اے رب ہمارے تیرے واسطے ہی ہے سب تعریف ایسی تعریف کہ بہت اور پاک
اور بابرکت ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ مستحب ہے واسطے
ہر نمازی کے خواہ امام ہو یا مقتدی یا اکیلا یہ کہ جمع کرے درمیان سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ
رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کے سو سمع اللہ لمن حمدہ تو کہڑے ہونے کی حالت مین کہے اور ربنا لک الحمد
اعتدال کی حالت مین کہے یعنے جب کہ سیدہا کھڑا ہو چکے اور یہی مذہب ہے امام

شافعی اور ایک جماعت کا انتہے اور فتح الباری مین لکہا ہے کہ امام شافعی اور احمد اور محمد اور
جمہور علما کا یہ مذہب ہے کہ امام تسمیع اور تحمید دونون کہے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا وَلَكَ
الْحَمْدُ اور امام مالک اور ابو حنیفہ کے نزدیک امام صرف سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہے
اور مقتدی صرف رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ لیکن اس باب مین جمہور علما کا مذہب قوی ہے اور
حدیثین صحیحہ بہی اسی پر دلالت کرتی ہین یعنے امام مالک اور امام ابو حنیفہ کا قول حدیثون کے مخالف ہے
اور جو آدمی کہ اکیلے نماز پڑہتا ہو اوس کے حق مین سب کا اجماع ہے کہ وہ تسمیع اور تحمید دونو
کو کہے انتہے ملخصا اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ فرض ہے سیدہے کہڑے
ہونا قومہ مین اور اسیطرح فرض ہے اسمین ٹھہرنا اور اطمینان کرنا اور یہی ہے مذہب مشہور
مذہب ہمارا اور مذہب علما کا کہ اسمین اطمینان کرنا فرض ہے انتہے اور فتح الباری مین لکہا
ہے کہ اعتدال یعنی رکوع سے سر اوٹہا کر سیدہے کہڑے ہونا ایک رکن طویل ہے مانند قیام
اور قرارت وغیرہ کی

## باب سجدے کے بیان مین

نماز مین سجدہ کرنا فرض ہے بدون اسکے نماز درست نہین - جب قومہ اور اوسکے ذکر سے فارغ ہو تو اللہ اکبر کہکے
سجدے مین جا دے اور سجدے مین تین بار یہ تسبیح پڑہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى
یعنے پاک ہے اللہ سب سے اونچا اور یہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجِلَّهٗ
وَأَوَّلَهٗ وَآخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ یعنے الٰہی بخشدے میرے سب گناہ کو خواہ چہوٹا ہو خواہ
بڑا پہلا ہو خواہ پچہلا کہلا ہو خواہ چہپا ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ مستحب ہے مانگنا دعا کا سجدے مین اور اسیطرح مستحب ہے اسمین جمع کرنا
دعا اور تسبیح کا یعنی سجدہ مین تسبیح بہی کہے اور دعا بہی پڑہے اور یہی مذہب ہے امام شافعی
اور احمد وغیرہ علما کا کہ رکوع سجود مین جو دعا کرے جائز ہے اور حنفیہ کہتے ہین کہ رکوع
سجود مین دعا نہ مانگے تسبیح کہے - لیکن یہہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے اور مستحب ہے کہ
سجدہ مین تسبیح تین بار کہے امام ترمذی نے کہا کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اہل علم کے کہ مستحب ہے
کہ رکوع سجود مین تین تسبیحون سے کم نہ کہے - اور جب سجدہ مین جاوے تو سنت ہے کہ پہلے اپنے
دونو گہٹنے زمین پر رکہے پہر دونو ہاتھ رکہے پہر اپنا ناک اور ماتہا رکہے مضبوط کرکے اور

پاؤنکو اونگلیون کے سر پر کہڑا کرے کہا امام ترمذی نے کہا کہ اسپر سب اہل علم کا اجماع ہے
اور اسیطرح سنت ہے کہ اپنے دونو ہاتہہ اپنے مونڈہونکی برابر رکہے یا کانونکی برابر رکہے اور نہ او
بچہاوے اور نہ سمیٹے اور اسیطرح سنت ہے کہ سجدہ مین اپنے ہاتہہ اپنے پہلو سے اور اپنا
پیٹ رانون سے دور رکہے اور اپنی کہنیون کو زمین سے اونچا اور ہاتہون کو خوب کہولکر
رکہے یہانتک کہ بغلون کی سفیدی ظاہر ہو اور اوسکے تلے سے بکری کا بچہ گذر سکے اور اسیطرح
سنت ہے کہ سجدہ مین پاؤن کی انگلیان کہلی رکہے اور اونکے منہ قبلے کیطرف کرے
اور اسیطرح اپنی دونو رانونکو بہی کہلی رکہے اور فرض ہے ٹہہرنا اور اطمینان کرنا سجدے مین اور
فرض ہے سجدہ کرنا سات اعضا پر یعنی سجدے مین سات اعضا کو زمین پر رکہے ماتہے کو
اور دونو ہاتہہ کو اور دونون گہٹنون کو اور دونون پاؤنکو فتح الباری مین لکہا ہے
کہ سجدے کرنے مین ماتہا اصل ہے اور ناک اوسکی تابع ہے اور بعضے کہتے ہین کہ دونو کا
ایک حکم ہے والا آٹہہ اعضا ہو جاوین گے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر صرف ناک پر سجدہ
کرے تو بہی کافی ہے اور ابن منذر نے نقل کیا ہے اجماع صحابہ کا اسپر کہ فقط ناک پر
سجدہ کرنا کافی نہین اور جمہور کے نزدیک فقط ماتہے پر سجدہ کرنا کافی ہے اور امام احمد
اور اسحاق اور اوزاعی کے نزدیک ناک اور ماتہے دونو پر سجدہ کرنا فرض ہے اور یہی ہے
ایک قول امام شافعی کا انتہی ملخصا اور امام نووی نے کہا کہ اگر سجدے کے وقت کسی عضو
کو زمین سے زمین پر نہ رکہے تو نماز درست نہین ہوگی لیکن فرض ہے کہ ماتہے کو کہولکر
زمین پر رکہے اور باقی اعضا کا کہول کر رکہنا فرض نہین انتہی اور سجدے مین ماتہے کو
بالون اور گلے کی جگہ سے زمین پر رکہے اور نہین جائز ہے سجدہ کرنا عمامے کے پیچ پر اور نہ
سجدہ کرنا مانند چونچ مارنے جانور کے اور نہین جائز ہے سجدہ مین بچہانا دونو ہاتہہ کا زمین
پر مانند کتے کی لیکن عورت کا یہ حکم نہین بلکہ وہ سجدہ کیوقت اپنے سب اعضا کو آپس مین جوڑ
کر اور ملا کر رکہے مرد کیطرح کہلے نہ رکہے اور جب سجدے سے فارغ ہو تو پہر اللہ اکبر کہہ کے سجدے
سے سر اوٹہا دے اور اپنا بایان پاؤن بچہا کر اوس پر بیٹہہ جاوے اور آرام کرے
یہانتک کہ ہر ہڈی اپنی جگہ مین پہر آوے اور اوسوقت یہ دعا پڑہے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ یعنی الٰہی بخش دے مجکو اور رحم کر مجہپر اور ہدایت کر مجکو اور آرام دے مجکو اور رزق دے مجکو ف اور یہی قول شافعی اور احمد اور اسحاق کا برابر ہے کہ فرض نماز ہو یا نفل جو پہر اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہکے دوسرا سجدہ کرے اور اسیطرح اُس مین بہی تسبیح اور دعا پڑہے اور آرام کرے پہر اللہ اکبر کہکے سجدے سے سر اوٹہا دے اور اپنا بایان پاؤن بچہا کر اسپر بیٹہہ جاوے ف اس جلسے کو جلسہ استراحت کہتے ہین اور اسپر عمل ہے نزدیک بعض اہل علم کے اور بعض اہل علم کہتے ہین کہ جلسہ استراحت نکرے بلکہ اپنے پاؤن اونگلیون پر سیدہا کہڑا ہوجاوے لیکن حدیث ضعیف ہے انتہے پہر جلسہ استراحت کرے دوسری رکعت کیلئے کہڑا ہو بغیر ٹیک لگانے کے زمین پر اور اگر زمین پر ہاتہ ٹیک کر لگا کر اوٹہے تو بہی درست ہے پہر پڑہے دوسری رکعت جسطرح کہ پہلی رکعت پڑہے

## باب ہے التحیات کے بیان مین

جب دوسری رکعت سے فارغ ہو تو اپنا دایان پاؤن کہڑا کرے اور بایان پاؤن بچہا کر اوسپر بیٹہے اور اپنا داہنا ہاتہ اپنے داہنے ران پر رکہے اور بایان بائین ران پر رکہے اور اگر دونو ہاتہ دونون گہٹنون پر رکہے تو یہ بہی درست ہے پہر گرہ باندہے برتن کی یعنی بند کرے خنصر کو اور جوڑے انگوٹہے کو بیچ جڑہ اونگلی شہادت کے اور شہادت کی اونگلی کہلی چہوڑے پہر التحیات پڑہے اور جب اِلَّا اللّٰہ پر پہونچے تو شہادت کی اونگلی سے اشارہ کرے اور اوس کیطرف دیکہتا رہے ایدہر اودہر نظر نہ کرے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ شہادت کی اونگلی سے اشارہ کرنا ہمارے نزدیک مستحب ہے واسطے وارد ہونے احادیث صحیحہ کے بیچ اسکے اور ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ اِلَّا اللّٰہ کیوقت اشارہ کرے اور داہنے ہاتہ کی شہادت کی اونگلی سے اشارہ کرے اور اگر وہ کہی ہوئی ہو یا بیمار ہو تو اور کسی اونگلی سے اشارہ نہ کرے نہ داہنے ہاتہ کی اونگلیونسے اور نہ بائین ہاتہ کی اونگلیونسے اور سُنّت ہے کہ اپنی آنکہ اوس سے اوہر اودہر نہ کرے اور اس مسئلے مین حدیث صحیح وارد ہے ابوداود مین ہے اور اوسکو قبلے کیطرف متوجہ کرکے اشارہ کرے اور اشارے سے نیت توحید اور اخلاص کی رکہے انتہے۔ اور التحیات یہ ہے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ

وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَ
بَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللهِ الصّٰلِحِيْنَ ۞ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۞ یعنے سب زبان کی عبادتین جیسے تعریف
اور ذکر اور بدن کی عبادتین جیسے نماز اور حج وغیرہ اور مال کی عبادتین جیسے زکوٰۃ اور خیرات
صرف خدا ہی کیواسطے ہین سلام تجھکو اے پیغمبر اور خدا کی رحمت اور برکت اور سلام ہے ہمکو اور
سب خدا کے نیک بندون پر گواہی دیتا ہون کہ سواے خدا کے کوئی لائق بندگی کی نہین
اور گواہی دیتا ہون کہ محمد بندہ ہے خدا کا اور اُسکا رسول ہے ۔ یہ التحیات عبد اللہ بن مسعودؓ
کی روایت سے آیا ہے اور ابن عباس کی روایت مین المبارکات کا لفظ زیادہ ہے اور ابی
موسی کی روایت مین پہلے تینون لفظون مین واو نہین ف امام نووی نے شرح صحیح
مسلم مین لکہا ہے کہ اتفاق ہے سب علماء کا کہ تینون طرح سے التحیات پڑہنا درست ہے
اور فضیلت ہونے مین اختلاف ہے امام شافعی اور بعض مالکیہ کے نزدیک ابن عباس کا التحیات
افضل ہے اور امام ابو حنیفہ اور احمد اور جمہور اور اہل حدیث کے نزدیک عبد اللہ بن مسعودؓ
کا التحیات افضل ہے ۔ اور امام مالک کہتے ہین کہ عمرؓ کا التحیات افضل ہے اور اسمین بہی بڑا
اختلاف ہے کہ التحیات سنت ہے یا واجب ہے سو امام شافعی اور ایک جماعت علما کہتے ہین
کہ پہلا التحیات سنت ہے اور پچھلا واجب ہے ۔ اور جمہور محدثین کہتے ہین کہ دونو واجب
ہین اور امام احمد کہتے ہین کہ پہلا واجب ہے اور پچھلا فرض ہے ۔ اور امام ابو حنیفہ اور مالک اور
جمہور فقہا کے نزدیک دونو سنت ہین انتہے ۔ اور حنفیہ کے نزدیک پہلا قعدہ سنت ہے
اور اخیر قعدہ فرض ہے پہر اگر دو رکعت کی نماز ہو تو التحیات کے بعد درود اور دعا پڑہکر
سلام پہیرے اور اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو تو التحیات پڑہکر سلام نہ پہیرے بلکہ صرف
التحیات پڑہکر اوٹھہ کہڑا ہووے اور تیسری رکعت یا تیسری اور چوتہی پڑہے اسطرح کہ پہلے
دو رکعتین پڑہے ہین پہر جب تیسری یا چوتہی رکعت سے فارغ ہو تو تورک کرے یعنی اپنا داہنا
پاؤن کہڑا کرے اور بایان پاؤن داہنی طرف سے باہر نکالکر اپنی بائین کولی پر بیٹہے ف امام نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اتفاق ہے سب علما کا اسپر کہ التحیات مین اپنے داہنے پاؤن کو

بیٹھا رہے یعنے خواہ پہلا التحیات ہو یا پچھلا لیکن اگر پچھلے التحیات مین اوسکی انگلیان سے کے موڑے تو یہ بھی درست ہے۔ اور پھر کہا کہ اسمین اختلاف ہے کہ دونو التحیات مین تورک افضل ہے یا پاؤن بچھا کر بیٹھنا افضل ہے امام مالک کہتے ہین کہ دونو مین تورک افضل ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک افتراش افضل ہے اور امام شافعی اور ایک جماعت علما کہتے ہین کہ پہلے التحیات مین افتراش کرے اور دوسرے مین تورک اور پھر کہا کہ عورت بھی مرد کیطرح التحیات بیٹھے اور نفل نماز کا التحیات اتنا التحیات فرض نماز کی ہی بھی ہی مذہب ہم شافعی اور مالک اور جمہور کا پھر اس شکل سے التحیات بیٹھنا سنت ہے یعنے واجب نہین پس اگر سب جلسون مین افتراش کرے یا تورک کرے یا چار زانو ہو کر یا پاؤن دراز کر کے بیٹھے تو نماز درست ہو جاوے گی اگرچہ مخالف ہے سنت کے

## باب ہے التحیات کے بعد درود پڑھنے کے بیان مین

جب التحیات سے فارغ ہو تو پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے اس طور سے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ یعنی الٰہی مہر کر محمد پر اور اوسکی آل پر جیسے تونے مہر کی ابراہیم پر اور اوس کی آل پر بیشک تو سب خوبیون سراہا بڑائی والا ہے الٰہی برکت کر محمد پر اور اوسکی آل پر جیسے تونے برکت کی ابراہیم پر اور اوسکی آل پر بیشک تو ہے سب خوبیون سراہا بڑائی والا ف امام نووی علیہ نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اسمین اختلاف ہے کہ التحیات کے بعد حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا واجب ہے یا نہین سو امام ابو حنیفہ اور مالک اور جمہور کے نزدیک التحیات کے بعد درود پڑھنا سنت ہے اگرچہ چھوڑ دے تو نماز درست ہو جاتی ہے اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک واجب ہے اگر چھوڑ دے تو نماز درست نہین ہوتی اور یہی مروی ہے عمر اور ابن عمر سے اور یہی قول ہے شعبی کا انتہی ملخصا اور حضرت پر درود پڑھنے کی بڑی فضیلت ہے خواہ نماز مین ہو یا نماز سے باہر ہو کہ جو شخص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایکبار درود پڑھے خدا اوسپر دس بار رحمت بھیجتا ہے اور اوسکے دس گناہ دور کئے جاتے ہین اور اوسکے لئے دس درجے بلند کئے جاتے ہین اور ایک روایت مین آیا ہے

کہ خدا اسپر ستر بار رحمت بھیجتا ہے اور جو شخص کہ بہت درود پڑہے قیامت کے دن وہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم سے بہت نزدیک ہوگا اور اللہ تعالے نے فرشتے مقرر کر رکھے ہیں کہ زمین میں سیر کرتے
ہیں جو شخص درود پڑہے وہ اوسکو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچا دیتے ہیں اور جسکی
کے پاس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام ذکر کیا جاوے تو وہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑہے اور جو
کوئی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام سنکر درود نہ پڑہے تو وہ ذلیل اور ہلاک ہوا کما اجعل اللہ من
صلهم الخ اور جو کوئی چاہے کہ میری دعا قبول ہو تو وہ پہلے خدا کی تعریف کہے پہر حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم پر درود پڑہے پہر دعا مانگے جو کوئی اسطرح کرے اسکی دعا قبول ہوتی ہے اور جو کوئی دعا سے پہلے
حمد اور درود نہ پڑہے اوس کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ اور جو کوئی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
پر درود پڑہے اور پہر یہ دعا مانگے اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
یعنی الہی اوتار اوسکو قیامت کے دن مقرب جگہ میں یعنی مقام محمود میں تو اوسکے لئے حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی شفاعت واجب ہوجاتی ہے شرف طیبی نے لکہا ہے کہ سب کا اجماع ہے اسپر کہ حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم پر اور سب پیغمبروں پر بالاستقلال درود بہیجنا درست ہے اور پیغمبروں کے
سوا اور لوگوں پر ابتداءً درود پڑہنا درست نہیں لیکن پیغمبروں کے بالتبع اور ونپر درود پڑہنا
بالاتفاق درست ہوا۔

## باب التحیات میں دعا پڑہنے کے بیان میں

جب التحیات کے بعد درود پڑہنے سے فارغ ہو تو پہر یہہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ
نَفْسِیْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَّلَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ
وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ یعنے الہی میںنے اپنی جان پر ظلم کیا بہت سا ظلم
اور گناہوں کو نہیں بخشتا سواے تیرے کوئی سو بخشدے مجکو اپنے پاس کی مغفرت سے
اور مجپر رحم کر بیشک توہی بڑا بخشنے والا اور نہایت مہربان ہے۔ اور یا یہہ دعا پڑہے
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
اَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ
یعنے الہی میں تیری پناہ مانگتا ہوں دوزخ کے عذاب سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں قبر کے عذاب
سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال کے فتنے فساد سے اور تیری پناہ مانگتا ہوں زندگی اور

موت کے فتنے سے۔ اور جائز ہے التحیات میں دعا مانگنی ساتھ ہر چیز کے یعنے خواہ کوئی کام دینی ہو یا دنیوی ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ التحیات کے بعد سلام سے یہ دعا پڑھنا مستحب ہے اور جائز ہے دعا مانگنی ساتھ ہر چیز کے کہ چاہے امور آخرت اور دنیا سے جب تک کہ گناہ نہو اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے التحیات میں دعا مانگنا مگر ساتھ اس چیز کے کہ قرآن اور حدیث میں وارد ہو انتہے لیکن یہ قول امام ابو حنیفہ کا مخالف ہے حدیث کے اور جب دعا سے فارغ ہو تو پھر دو بار سلام کہے یعنی پہلے اپنے داہنی طرف منہ کر کے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کہے پھر بائیں طرف منہ کر کے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللهِ کہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ امام شافعی اور جمہور علماء سلف اور خلف کے نزدیک سنت دو بار سلام کہنا ہے اور امام مالک اور ایک جماعت کہتی ہے کہ سنت صرف ایکبار سلام کہنا ہے اور دلیل اون کی ضعیف حدیثیں ہیں جو ان حدیثوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں اور اگر کوئی ثابت ہو تو وہ محمول ہو گی اوپر بیان جواز کے نہ سنت کے اور علماء معتبرین کا اجماع ہے اسپر کہ نہیں واجب ہے مگر ایک بار سلام کہنا پس اگر صرف ایکبار ہی سلام کہے تو مستحب ہے کہ اپنے منہ کے سامنے کہے اور اگر دو بار سلام کہے تو پہلے داہنی طرف کہے پھر بائیں طرف کہے اور ہر سلام میں منہ پھیرے یہانتک کہ انکے رخسار کا کنارہ دیکھا جاوے یہی صحیح بات ہے اور اگر دونوں سلام داہنی طرف کہے یا دونوں بائیں طرف کہے یا دونوں سامنے کہے یا پہلی بار بائیں کہے اور پھر داہنے تو نماز درست ہوگی لیکن فضیلت فوت ہوگی اور جاننا چاہئے کہ سلام کہنا ایک رکن ہے نماز کے رکنوں میں سے اور ایک فرض ہے اُس کے فرضوں میں سے نہیں درست ہوتی نماز مگر ساتھ اوسکے یعنی سلام کے سوا اور کسی چیز کے ساتھ نماز سے باہر نہیں نکلتا اور اگر سلام کے سوا کسی اور چیز کے ساتھ نماز سے باہر آوے تو نماز باطل ہو جاتی ہے یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور علماء کا صحابہ اور تابعین سے اور جو اونکے پیچھے ہیں اور ابو حنیفہ کہتے ہیں کہ سلام کہنا سنت ہے اور جو چیز کہ نماز کے مخالف ہو اوسکے ساتھ نماز سے باہر نکلنا درست ہے خواہ سلام ہو یا کلام یا گوز یا قیام وغیرہ ہو انتہےٰ مختصراً اور سلام کیوقت امام یہ نیت کرے کہ میں مقتدیوں کو سلام کرتا

ہون اور مقتدی نیت کرین کہ ہم امام کے سلام کا جواب دیتے ہین ف امام فتح الباری
مین لکہا ہے کہ قراءت اور قیام اور رکوع اور سجود اور قومہ اور جلسہ اور ان مین اطمینان کرنا اور
اقامت اور تعوذ اور دعا افتتاح اور تکبیر تحریمہ وغیرہ مین رفع یدین کرنا اور داہنے ہاتھ کو بائین
ہاتھ پر باندہنا اور انتقالات کی تکبیرین اور رکوع و سجود کی تسبیحین کہنا اور التحیات کی ہیئت اور
ہاتھ زانو پر رکہنا اور نیت کرنا اور التحیات اول اور آخر اور سلام اور درود وغیرہ یہ سب نماز کا ہم
کے فرض ہین بموجب حدیث جنگلی کے اسنے اپنی نماز خراب کی تہی پس جو شخص انکے فرض ہونیکا
نہین اوسکو لازم ہے کہ کوئی ایسی دلیل پیش کرے جو اونکی مخصص ہو سکے انتہے باب ہے
سلام کے بعد مقتدیون کیطرف پہر نے اور ذکر کرنے کے بیان مین
جب امام نماز سے سلام پہیرے تو پہر مقتدیون کیطرف پہر کر بیٹھے اختیار ہے خواہ اپنے داہنے طرف منہ
کرے یا بائین طرف کرے دونو طرح درست ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے
کہ دونو طرف منہ کرنا جائز ہے کسی مین کراہت نہین لیکن مستحب ہے کہ جسطرف حاجت ہو اوسطرف
منہ کرے برابر ہے کہ داہنی طرف ہو یا بائین طرف اور اگر دونو طرف حاجت ہو یا کسی طرف بہی حاجت
نہو تو اوسوقت مستحب ہے کہ اپنی داہنی طرف پہر کر بیٹھے کہ عموم حدیثون سے یہی معلوم ہوتا ہے
کہ داہنا افضل ہے اور کہنا کہ جو شخص کہ خاص ایکطرف پہرنے کو واجب جانے تو اوسنے خطا کی اور بعضے
اپنی نماز سے شیطان کا حصہ ٹہرایا انتہے ملخصاً اور پہر ان دعاؤن مین سے جو دعا چاہے پڑہے
پہلے دعا یہ ہے ع اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ
السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ یعنی مغفرت مانگتا ہون تجہسے مغفرت مانگتا ہون
تجہسے مغفرت مانگتا ہون تجہسے الٰہی تجہہ کو سچی سلامتی ہے تو ہر عیب اور مکروہات سے سالم ہے
اور تیری ہی طرف سے خلق کو سلامتی حاصل ہوتی ہے تو بڑی برکت والا ہے اے جلال اور بڑائی
والے اور دوسری دعا یہ ہے ع لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ
وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ یعنی کوئی معبود برحق نہین سوائے خدا کے وہ اکیلا ہے
کوئی اسکا شریک نہین اسی کا ملک ہے اور اوسی کو حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے

ع یہ حدیث ثوبان کی مشکوٰۃ کے باب الذکر بعد الصلوٰۃ کے پہلے فصل مین ہے ۱۲ ابن ماجہ

ع یہ حدیث مغیرہ کی مشکوٰۃ کے فصل مین پہلے ہے ۱۲

ہے الٰہی کوئی روکنے والا نہین تیری دی چیز کو اور کوئی دینے والا نہین تیری روکی
چیز کو اور تیرے روبرو نصیبے والے کو اوسکا نصیبہ کچھ نفع نہین کرتا اور تیسری دعا یہ ہے کہ
تینتیس بار سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے اور تینتیس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور چونتیس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور اسکے
ساتھ ایک بار کہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی
کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ **ف** جو شخص اس دعا کو نماز کے بعد پڑھے اُسکے تمام گناہ بخشے جاتے ہین
اگرچہ مانند جھاگ دریا کے ہون یعنی اگرچہ کتنے ہی کثرت سے ہون سب بخشے جاتے ہین اور انکے سوا
اور بھی بہت دعائین نماز کے بعد پڑھنی آئی ہین جو مشکوۃ کے باب الذکر بعد الصلوۃ اور باب
جامع الدعا مین مذکور ہین شائق اُنکا مطالعہ کرے ۔ اور جو شخص کہ فجر کی نماز کے بعد بیٹھ کر ذکر کرے
یہانتک کہ سورج نکلے تو اوسکو چار غلام کے آزاد کرنیکا ثواب ہوتا ہے اولاد حضرت اسمٰعیل کی سے
اور اسیطرح عصر کی نماز کے بعد ذکر کرنیکا بھی یہی ثواب ہے اور جب نماز سے سلام پھیرے تو چاہیے
کہ فرق کرے درمیان دو نمازون سے یعنی اگر اوسکے بعد کوئی نماز پڑھنا چاہے تو اوس جگہ
سے ہٹ کر اور جگہ نماز پڑھے یا اوسکے درمیان کلام کرے یا ذکر کرے ۔ اور اسیطرح نماز کے
بعد آیۃ الکرسی پڑھنے کا بھی بہت ثواب ہے کہ جو کوئی نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو نہین روکتی
اوسکو کوئی چیز داخل ہونے بہشت کے سے مگر موت ۔ **باب ہے دعا کے وقت**
**ہاتھ اوٹھانے کے بیان مین** جب کوئی دعا مانگنے لگے تو سنت ہے کہ ہاتھ
اوٹھا کر دعا مانگے اسواسطے کہ جب کوئی بندہ ہاتھ اوٹھا کر خدا سے دعا مانگے تو خدا شرم کرتا ہے
اس سے کہ اسکو خالی ہاتھ پھیرے اور دعا کیوقت ہاتھون کے اندر کیطرف اوپر رکھے اور باہر کیطرف
نیچے رکھے اور جب دعا سے فارغ ہو تو دونون ہاتھ اپنے منہ پر ملے ۔ اور ہاتھون کی اونگلیون کو
کندھون کے برابر رکھے اور مستحب ہے کہ جامع دعا مانگے یعنی جسکے لفظ تھوڑے ہون اور معنے
بہت ہون اور مثال اس کی یہ ہے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً
وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یعنی اے رب ہمارے دے ہمکو دنیا مین بہتری اور آخرت مین بھی بہتری
اور بچا ہمکو آگ کے عذاب سے ۔ اور جب کوئی دعا مانگے تو یون نہ کہے کہ الٰہی بخشدے مجھکو اگر
تو چاہے بلکہ یقین سے دعا مانگے بغیر تردد کے یعنی کہے الٰہی بخشدے مجھکو اور جب

کوئی یقین سے دعا مانگے تو اوس کی ہر دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ گناہ اور ناتا توڑنے
کی دعا نہ مانگے یعنی یہ دعا قبول نہیں ہوتی اور سب دعا قبول ہوجاتی ہے جب تک کہ نہ جلدی کرے
اور جلدی یہ ہے کہ کہے میننے بہت بار دعا مانگی مگر قبول نہیں ہوئی پس تھک کر دعا چھوڑ دے اور دعا
مغز عبادت کا ہے یعنی عبادت کا مقصود اسمین خوب حاصل ہوتا ہے۔ اور دعا مانگنے کا اتنا
درجہ ہے کہ وہ تقدیر کو بھی پھیر دیتی ہے یعنی جو دعا کہ اسکے ساتھ معلق ہو وہ اس سے پھر جاتی
ہے اور جو شخص کہ اللہ سے دعا مانگے خدا اوسکو بہت دوست رکھتا ہے اور جو خدا سے دعا نہ
مانگے خدا اسپر غصے ہوتا ہے اور جو دعا کا دروازہ کھولے اسکے لئے رحمت کے دروازے
کھولے جاتے ہین۔ اور نہین جائز ہے بد دعا مانگنی اپنی جانون پر اور اپنی اولاد پر اور اپنے
مالون پر کہ مبادا یہ بد دعا قبولیت کی ساعت کے ساتھ موافق ہو اور قبول ہوجاوے اور تین
آدمی کی دعا بیشک قبول ہوتی ہے دعا باپ کی واسطے بیٹے اپنے کے اور دعا مسافر کی اور دعا
مظلوم کی کہ اسپر کسی نے ظلم کیا ہو اور اسیطرح روزیدار کی دعا روزہ کھولنے کیوقت بھی قبول
ہوتی ہے اور اسیطرح حاکم عادل کی دعا بھی قبول ہوتی ہے اور اسیطرح اپنے بھائی مسلمان کیلئے
پیٹھ پیچھے دعا کرنی قبول ہوتی ہے۔ باب ہے نماز کے توڑنے والی اور نہ توڑنے
والی چیزون کے بیان مین۔ نہین جائز ہے کلام کرنا بیچ نماز کے ف امام نووی نے
شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ نماز مین ہر قسم کی کلام کرنا حرام ہے
برابر ہے کہ حاجت ہو یا نہو اور برابر ہے کہ نماز کی مصلحت کیلئے ہو یا کسی اور چیز کی مصلحت کے
لئے ہو اور اگر تنبیہ کرنے کی حاجت ہو یا کسی داخل ہونیوالے کیلئے اذن دینا ہو تو سبحان اللہ کہے اگر
مرد ہو اور اگر عورت ہو تو تالی بجاوے یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب مالک اور ابو حنیفہ اور احمد اور
جمہور کا سلف اور خلف سے اور اوزاعی وغیرہ بعض علما کہتے ہین کہ نماز کی مصلحت کیلئے نماز مین کلام
کرنا درست ہے یعنے اور بے مصلحت کلام کے حرام ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور یہ اس شخص کا حکم
ہے کہ اسکے حرام ہونے کو جانتا ہو اور جان بوجھ کر کلام کرے اور جو شخص کہ نماز مین بھول کر کلام
کرے تو تھوڑی کلام کرنے سے اس کی نماز باطل نہین ہوتی ہے یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب مالک اور
احمد اور جمہور کا اور ابو حنیفہ اور کوفے والے کہتے ہین کہ تھوڑی کلام سے بھی نماز باطل ہوجاتی

اور امام شافعی اور جو اونکے موافق ہین کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی نماز کے بعد ظہر کے سنتین پڑھین ہین پس حاضر سنتون اور قضا فرضون کا ان وقتون مین پڑھنا بطریق اولیٰ جائز ہوگا اور حنفیہ کے نزدیک بھی عصر کی نماز کے بعد قضا نماز کا پڑھنا درست ہے انتہے اور امام مالک کے نزدیک ان وقتون مین فرض پڑھنے درست ہین نفل پڑھنے درست نہین اور یہی مذہب ہے امام احمد کا لیکن احمد کے نزدیک طواف کی دو رکعتین بھی اس سے مستثنی ہین اور بعضے کہتے ہین کہ منع وہ نماز ہے جو کہ بلا سبب ہو اور جائز وہ نماز ہے جسکا کوئی سبب ہو مانند تحیۃ المسجد وغیرہ کے جیسے کہ اوپر گذرا اور یہی وجہ صحیح ہے کہ اس سے سب حدیثون مین تطبیق ہو جاتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ سورج نکلتے اور ڈوبتے نماز پڑھنا حرام ہے اور فجر اور عصر کی نماز کے بعد نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن مشہور سب مین کراہت ہے اور بعضون کے نزدیک تحریمی ہے اور بعض کے نزدیک کراہت تنزیہی ہے انتہے ما فی الفتح اور اسیطرح علما مکے مین بھی ان وقتون مین نماز پڑھنا درست ہے۔ اور اسیطرح جمعہ کی نماز بھی دوپہر کے وقت جائز ف اور یہی قول ہے امام شافعی وغیرہ کا اور امام مالک کے نزدیک ہر روز دوپہر کے وقت نماز پڑھنا درست ہے اور ابو داؤد مین حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فجر اور عصر کی نماز کے بعد نماز نہ پڑھا کرو مگر یہ کہ آفتاب سفید اور بلند ہو پس یہ حدیث صحیح ہے اسمین کہ یہ حدیث عام نہین بلکہ خاص ہے ساتھ عین طلوع اور غروب آفتاب کے پس معلوم ہوا کہ فجر اور عصر کے بعد جب تک کہ آفتاب سفید اور بلند ہو تب تک نماز پڑھنا درست ہے پس اس حدیث سے سب جھگڑا طے ہو گیا۔

## باب ہے جماعت اور اوس کی فضیلت کے بیان مین

جماعت سے نماز پڑھنا سنت ہے اور اوس مین بڑا عظیم ثواب ہے اسلئے کہ جماعت کی نماز تنہا آدمی کی نماز سے ستائیس ۲۷ حصے افضل ہے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جماعت صحت نماز کی شرط نہین ہے اسلئے کہ اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ اکیلے آدمی کی نماز بھی درست اور صحیح ہے اور یہی مذہب جمہور کا اور داؤد کہتے ہین کہ جماعت صحت نماز کی شرط ہے اور یہی معلوم ہوا کہ جماعت فرض عین نہین مگر ایک جماعت کے نزدیک فرض عین ہے (اور یہی مذہب ہے امام احمد اور اوزاعی اور ثوری اور ایک جماعت محدثین کا) اور مختار یہ بات ہے کہ فرض کفایہ ہے ۔

اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور جمہور شافعیہ اور مالکیہ اور حنفیہ کا) اور بعضے کہتے ہین کہ سنت ہے
انتہے اور ظاہر حدیثون سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ سنت ہے اگر کرے تو ثواب ہے اور نہ کرے
تو عذاب نہین لیکن یہ سب اختلاف جمعہ کے سواے دوسری نمازون مین ہے کہ جمعہ کی جماعت
بالاتفاق فرض عین ہے یعنی ہر شخص کے حق مین فرض عین ہے بخلاف فرض کفایہ کے کہ وہ
غیر کے حاضر ہونیکے ساتھہ بھی ادا ہو جاتا ہے ۔ اور جائز ہے جماعت کرنا نفلون کا اور پڑھنا
اونکا جماعت سے یعنی تہجد کے نفل ہون یا کوئی اور ہون اور خواہ رات کے ہون یا دن کے
اور نہین جائز ہے عورت کو آنا مسجد مین واسطے جماعت کے بغیر اذن خاوند کے اور اگر خاوند
اذن دے تو اوسوقت اوسکو مسجد مین آنا درست ہے لیکن یہ اوسیوقت ہے کہ فتنے کا خوف نہو
اور خوشبو لگا کر اور زینت سے مسجد مین نہ آوے ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے
کہ عورت کو مسجد مین آنا درست نہین مگر ساتھہ کئی شرطون کے جو حدیثون سے ماخوذ ہین اول یہ
خوشبو نہ لگاوے دوم یہ کہ زینت نہ کرے سیوم یہ کہ پاؤن مین پازیب نہ پہنے کہ اوسکی آواز سنی جاوے
چہارم یہ کہ عمدہ کپڑے نہ پہنے پنجم یہ کہ جوان نہو کہ اسکے ساتھہ فتنے کا خوف ہو ششم یہ کہ راہ مین
کوئی مفسدہ نہو ہفتم یہ کہ مردون کے ساتھہ نہ ملے اگر یہ سب شرطین پائی جاوین تو درست ہے
ورنہ نہین درست لیکن گھر مین نماز پڑہنا اُسکے لئے افضل ہے مسجد مین جانے سے بلکہ گھر کے صحن
سے دالان کے اندر نماز پڑہنا افضل ہے اور کوٹھری مین نماز پڑہنا اُسکے لئے اور بہتر ہے
لیکن جائز ہے ترک کرنا جماعت کا مینہ کے سبب سے اور سردی کے سبب سے ف فتح الباری مین
لکہا ہے کہ اسکا اجماع ہے اسپر کہ عذر سے جماعت کا ترک کرنا درست ہے اور شافعیہ کے نزدیک
ہوا رات کو عذر ہے دن کو نہین ۔ اور اسیطرح اگر اندہیرا ہو یا بیماری ہو یا دشمن کا خوف ہو یا
کوئی اور عذر ہو تو اوسوقت بھی جماعت کو ترک کرنا اور گھر مین نماز پڑہنا درست ہے اور
اسی طرح جائز ہے ترک کرنا جماعت کا اسکو کہ اُسکا بدن بھاری ہو ف اور یہی حکم ہے بوڑہے
آدمی کا ۔ اور اسیطرح جائز ہے ترک کرنا جماعت کا وقت حاضر ہونے کہانیکے ف امام نووی
نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ کہانا حاضر ہونیکے وقت نماز پڑہنا مکروہ ہے کہ اوس سے
دل کا حضور نہین رہتا ۔ اور اسیطرح اگر پائخانے اور پیشاب کی حاجت ہو تو بھی نماز پڑہنا مکروہ ہے

اور یہی حکم ہے ہر چیز کا کہ اسکے ساتھ دل مشغول ہے اور یہ کراہت جمہور کے نزدیک اسوقت ہے کہ وقت فراخ ہو اور اگر وقت تنگ ہو تو لازم ہے کہ پہلے نماز پڑھے پھر کھانا کھاوے یا حاجت دفع کرے کہ نماز کو ایسے وقت مین تاخیر کرنا ہرگز درست نہین اور اگر وقت فراخ ہو اور پہلے کھانے اور حاجت ادائی کے نماز پڑھے تو اوس کی نماز صحیح ہے نزدیک ہمارے اور جمہور کے اور اہل ظاہر کے نزدیک درست نہین اور یہی حکم ہے جمعہ کا کہ اگر مینہ یا سردی وغیرہ کا عذر ہو تو جمعہ کو ترک کرنا اور گھر مین نماز پڑھنا درست ہے لیکن اگر کوئی باوجود عذر کے تکلیف کرکے جمعہ کی جماعت مین حاضر ہو تو مستحب ہے اور موجب ثواب ہے۔ اور نہین جائز ہے نکلنا مسجد سے بعد اذان کے ہونے کے یہانتک کہ نماز پڑھ لے اور اگر کوئی اذان ہوجانے کے بعد مسجد سے نکل کر چلا جاوے اور پھرنے کا ارادہ نرکھتا ہو تو وہ منافق ہے لیکن اگر کوئی حاجت ہو اور پھر آنیکا ارادہ رکھتا ہو تو اذان کے بعد مسجد سے نکلنا درست ہے اور اسیطرح اگر وضو ٹوٹ جاوے یا کسی دوسری مسجد کا امام ہو تو اوسکو بھی اذان کے بعد مسجد سے نکلنا درست ہے اور ادنی درجہ جماعت کا دو آدمی ہین جتنے زیادہ ہون اوتنا ہی ثواب زیادہ ہے اور جائز ہے جماعت کرنا اوس جگہ مین کہ پہلے وہان جماعت ہوچکی ہو ف جو شخص کہ عذر سے جماعت کو ترک کرے اوسکو جماعت کا ثواب ملتا ہے اور نہین جائز ہے پڑھنا کسی نماز کا بعد شروع ہونے تکبیر نماز کے اپنے سوائے فرض وقتی کے ف امام نووی نے کہا کہ نماز کی تکبیر کے شروع ہونے کے بعد نفل نماز پڑھنی مکروہ ہے برابر ہے کہ سنت راتبہ ہون مانند سنتون فجر اور ظہر کی یا غیر ہون اور برابر ہے کہ جانتا ہو کہ وہ امام کے ساتھ ایک رکعت پالیگا یا نہ جانتا ہو یہی ہے مذہب امام شافعی اور جمہور کا اور ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر فجر کی سنتین نہ پڑھی ہون تو اونکو تکبیر نماز کے بعد مسجد مین پڑھنا درست ہے اگر دوسری رکعت کے فوت ہونیکا خوف نہو انتہی لیکن یہ قول امام ابو حنیفہ کا مخالف ہے حدیث کے اور فتح الباری مین لکھا ہے کہ اگر کوئی فرض کی تکبیر ہونے سے پہلے سنت پڑھ رہا ہو تو شافعیہ وغیرہ کہتے ہین کہ سنت توڑ کر جماعت مین ملجاوے واسطے عموم حدیث کے اور بعضے کہتے ہین کہ نہ توڑے لیکن تکبیر کے بعد نفل شروع نہ کرے لیکن توڑ دینا افضل ہے اور مالکیہ کہتے ہین کہ اگر رکعت فوت ہونے کا خوف ہو تو توڑ ڈالے ورنہ تمام کرے ۔ اور اگر کوئی اچھی طرح وضو کرکے جماعت کی

سے مسجد مین جاوے اور اوس کے جانے سے پہلے جماعت ہو چلی ہو تو اوسکو جماعت کا
ثواب پورا ملتا ہے کسی کا ثواب اون مین سے کم نہین ہوتا لیکن مستحب ہے کہ جو لوگ نماز پڑھ چکے ہون
اون مین سے ایک شخص اوسکے ساتھ جماعت کرے + باب ہے صفون کے
برابر کرنے کے بیان مین + سنت ہے برابر کرنا صفون کا اسطرح سے کہ سب لوگ
برابر کھڑے ہون نہ کسی کا قدم آگے بڑہے اور نہ پیچھے بڑہے اور نہ کسی کا سینہ آگے بڑہے اور نہ
پیچھے - اور اسیطرح سنت ہے کہ صف مین مقتدی کندہے سے کندہا ساتھ کندہا اور ٹخنے کے ساتھ
ٹخنہ ملا کر کھڑے ہون اسطرح کہ صف کے درمیان کوئی جگہ خالی نہ رہے اور کندہون مین کچھہ
فرق نہ رہے ف بعضون کے نزدیک صفون کو برابر کرنا واجب ہے اور امام ابو حنیفہ اور
شافعی اور مالک اور جمہور کے نزدیک صفون کو برابر کرنا سنت ہے اونکے نزدیک وعید جو ہے مبالغہ اور زجر
پر محمول ہے - اور جب صفین برابر ہو چکین تو اوسوقت امام تکبیر کہے پہلے نہ کہے - اور جائز ہے
برابر کرنا صفون کا تکبیر ہونے کے وقت بہی اور اوس سے بعد بہی - اور اسیطرح جائز ہے
امام کو متوجہ ہونا طرف نمازیون کی وقت برابر کرنے صفون کے - اور مستحب ہے کھڑے ہونا
صف اول مین - اور واجب ہے اول پورا کرنا صف پہلی کا پہر دوسری کا پہر تیسری کا وعلے ہذا
القیاس اور اگر کچھہ آدمی کم رہین تو چاہیے کہ پچھلی صف مین ہون کہ پچھلی صف کا پورا کرنا ضرور
نہین - اور مستحب ہے کہڑے ہونا دہنی طرف امام کی اور بہتر لوگون مین وہ ہے کہ نماز مین
اپنے کندہون کو نرم رکھے اپنے ساتھی کو اوس سے ایذا نہ دے - اور مستحب ہے کہ مقتدی امام
کو اپنے درمیان رکہین نہ داہنے زیادہ کہڑے ہون اور نہ بائین + باب ہے
اس بیان مین کہ مقتدی امام سے کس جگہہ کھڑا ہو + اگر مقتدی
صرف ایک ہو تو امام کی داہنی طرف کہڑا ہووے اور اگر دو یا تین ہون تو امام کے پیچھے
کہڑے ہون ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ اجماع ہے سب اصحاب کا
جو اونکے پیچھے مین اسپر کہ اگر مقتدی دو یا تین ہون تو امام کے پیچھے کہڑے ہون لیکن
عبد اللہ بن مسعود کہتے ہین کہ اگر مقتدی دو ہون تو ایک امام کے داہنے کہڑا ہو اور ایک بائین
کہڑا ہو اور اسپر بہی سب علما کا اجماع ہے کہ اگر مقتدی ایک ہو تو امام کی داہنی طرف کہڑا

شہ مشکوۃ باب الموقف فصل اول مین ہے ١٢

ہووے انتہے - اور عورتون کی صف مردون کی صف کے پیچھے ہو اور اگر صرف ایک عورت
ہو دوسری کوئی عورت اسکے ساتھ نہو تو وہ بہی مردون کے پیچھے کہڑی ہووے اونکے ساتھ
نہ کہڑی ہو اور جائز ہے کہڑے ہونا اکیلی عورت کا پیچھے صف کے اور اوس کی نماز درست
ہو جاتی ہے - اور اگر ایک مرد ہو اور ایک عورت ہو تو مرد اس کے داہنی طرف کہڑا ہووے اور عورت
اسکے پیچھے کہڑی ہووے - اور جائز ہے نابالغ لڑکے کا [۵۱] کہڑے ہونا بیچ صف مردون کے لیکن
اگر بہت ہون تو افضل ہے کہ مردون سے پیچھے کہڑی ہون - اور اگر مقتدی صرف ایک ہو اور امام
کی بائین طرف کہڑا ہو تو امام کو چاہئے کہ اوسکو پکڑ کر اپنی داہنی طرف کہڑا کرے اور اگر اوس کے بعد
کوئی دوسرا مقتدی آکر اسکے بائین کہڑا ہو جاوے تو دونون کو ہٹا کر اپنے پیچھے کہڑا کرے اور
اوس سے کسی کی نماز مین قصور نہین آتا نہ امام کی نماز مین نہ مقتدیون کی نماز مین اور اس سے
یہ بہی معلوم ہوا کہ اگر صرف ایک مقتدی ہو اور امام کی بائین طرف کہڑا ہو جاوے تو اوس کی
نماز باطل نہین ہوتی اگرچہ وہ بے موقع کہڑا ہے **ف** اور اسیطرح اگر عورت مردون کے
ساتھ کہڑی ہو جاوے تو جمہور علما کے نزدیک اوس کی نماز بہی نہین ٹوٹتی اور حنفیہ کہتے ہین
کہ اگر عورت مرد کے برابر کہڑی ہو جاوے تو مرد کی نماز ٹوٹ جاتی ہے اور عورت کی نماز
نہین ٹوٹتی لیکن یہ قیاس مع الفارق ہے - انتہے ما فی الفتح [۵۲] - اور جائز ہے بلند ہونا امام
کا مقتدیون سے اور اسیطرح جائز ہے بلند ہونا مقتدی کا امام سے **ف** امام نووی
نے کہا کہ امام کا مقتدی سے بلند ہونا اور مقتدی کا امام سے بلند ہونا بغیر حاجت کے مکروہ
ہے اور اگر حاجت ہو تو درست ہے اور امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ امام اور مقتدی کا ایک
دوسرے سے بلند ہونا مکروہ ہے - اور [۵۳] مکروہ ہے واسطے اکیلے کے نماز پڑہنا پیچھے صف کے
لیکن اگر کوئی شخص صف کے پیچھے تنہا ہو کر نماز پڑہے تو اوس کی نماز درست ہے **ف** امام
ترمذی نے کہا کہ بعض اہل علم کے نزدیک صف کے پیچھے اکیلے نماز پڑہنا مکروہ ہے اگر پڑہے تو دوہراوے
یہ قول امام احمد اور اسحاق اور بعض اہل کوفہ کا ہے اور بعض اہل علم کے نزدیک صف کے پیچھے اکیلے
نماز پڑہنا درست ہے یہ قول سفیان ثوری اور ابن مبارک اور شافعی کا ہے - اور جائز ہے نماز پڑہنا
پیچھے امام کے جبکہ اوسکے اور مقتدیون کے درمیان کوئی دیوار یا آڑ ہو [۵۴] اور اوس سے مقتدیون

نماز صحیح ہو جاتی ہے اور سمین کچہ نقصان نہین آتا خواہ امام کی تکبیر سنتے ہون یا نہ سنتے ہون لیکن
امام کا کچہ بدن نظر آتا ہو ف اور یہی مذہب ہے مالکیہ کا اور باقی امامون کا یہ مذہب ہے کہ اگر مقتدی
امام کی تکبیر سنتا ہو تو درست ہے والا نہین لیکن اگر امام کا بدن نظر نہ آتا ہو تو پہر امام کی تکبیر سننا
ضرور ہتی۔ اور اسیطرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی نہر یا نالا ہو تو بہی مقتدی
کی نماز درست ہے بشرطیکہ امام کی تکبیر سنتا ہو۔ باب ہے امامت کے بیان
مین امامت کرے لوگون کی جو اون مین قرآن کا بڑا قاری ہو اور قرآن بہت عمدہ
پڑہتا ہو اور اگر وے لوگ قرآن مین سب برابر ہون تو جو اون مین بڑا عالم حدیث کا ہو سو امامت
کرے اور اگر حدیث مین بہی سب برابر ہون تو امامت کرے وہ جسنے اول ہجرت کی ہو سو اگر
ہجرت مین برابر ہون تو اونمین بڑی عمر والا امامت کرے ف اس مین اختلاف ہے
کہ جب عالم اور قاری دونو موجود ہون تو امام کون بنے امام شافعی اور مالک اور احمد اور جمہور
متقدمین کہتے ہین کہ عالم امام بنے کہ نماز مین علم کی حاجت پڑتی ہے کہ اگر نماز مین کچہ قصور ہو
تو وہ اسکا تدارک کر سکتا ہے بخلاف قاری کے کہ وہ بسبب بے علمی کے اوسکا تدارک نہین کر سکتا
اور حدیث بہی اسپر دلالت کرتی ہے اور امام احمد اور اسحاق اور ابو یوسف اور بعضے شافعیہ کہتے
ہین کہ قاری امام بنے جیسے کہ حدیث مین آیا ہے کہ امامت وہ کرے جو قرآن کا بڑا قاری ہو اور
جمہور علما اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ یہ حکم اول اسلام مین تہا جبکہ حافظ کم تہے اور امامت صدیق
اکبر کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اخیر عمر مین واقع ہوئی پس اسپر عمل کرنا اولی ہے انتہی ما فی الفتح
اور جائز ہے امامت غلام اور آزاد شدہ غلام کی ف اور یہی ہے مذہب امام شافعی کا کہ
اونکے نزدیک غلام کی امامت جائز ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک غلام کی امامت مکروہ ہے
یعنے جبکہ جاہل ہو اور اگر عالم ہو تو ابو حنیفہ کے نزدیک بہی اوس کی امامت بلا کراہت جائز ہے
اور اسیطرح جائز ہے امامت گنوار اور ولد الزنا کی۔ اور اسیطرح جائز ہے امامت لڑکے
نابالغ کی ف ولد الزنا اور گنوار کی امامت جمہور کے نزدیک جائز ہے اور امام مالک کے
نزدیک جائز ہے با کراہت اور لڑکے نابالغ کی امامت امام شافعی اور حسن بصری وغیرہ کے نزدیک
جائز ہے۔ اور امام ابو حنیفہ اور مالک کے نزدیک مکروہ ہے اور ابو حنیفہ سے مشہور روایت میں نفل

نماز مین صحیح ہے اور نماز مین صحیح نہین لیکن یہ قول امام مالک اور ابو حنیفہ کا مخالف ہے حدیث کے ۔ اور اسیطرح جائز ہے امامت لڑکے کی امام کی کہ فتنے کو قائم کرے اور امام محق کا مقابلہ کرے ۔ اور اسیطرح جائز ہے نماز پڑہنا پیچہے بدعتی کے ف بدعتی اوسکو کہتے ہین جس کا کوئی عقیدہ اہل سنت کے مخالف ہو اور خوارج اور اہل بدعت کی امامت مین اختلاف ہے ابن عمر اور سعید بن جبیر اور ابن ابی لیلی کہتے ہین کہ انکے پیچہے نماز جائز نہین اگر پڑہے تو وہ اعادہ کرے اور امام احمد کہتے ہین کہ جو بدعتی کہ لوگون کو اپنی بدعت کیطرف بلاوے اوسکے پیچہے نماز درست نہین اور اگر کوئی رافضی اور قدری اور جہمی کے پیچہے نماز پڑہے تو واجب ہے دوہرانا اوسکا اور حنفیہ کہتے ہین کہ اہل بدعت کے پیچہے نماز پڑہنا درست ہے لیکن مکروہ ہے اور بعض فرقون گمراہ کے پیچہے نماز درست نہین اور جائز ہے نماز پڑہنا پیچہے ہر مسلمان کے خواہ نیکوکار ہو یا گنہگار لیکن مکروہ ہے اور زہری نے کہا کہ ہیجڑے کے پیچہے نماز جائز نہین مگر ساتھ ایسی ضرورت کے کہ اوس سے کوئی چارہ نہو یعنی حاکم وقت ہو یا اوسکا نائب ہو کہ اوس کی مخالفت سے نقصان کا خوف ہو ۔ اور اسیطرح جائز ہے امامت اندہے کی اور جائز ہے نماز پڑہنا پیچہے اوس کے ف ابن حجر نے کہا کہ اندہے کی امامت بالاتفاق درست ہے لیکن اگر کوئی بینا موجود ہو تو اوسمین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ اندہے کی امامت افضل ہے اور بعضے کہتے ہین کہ آنکھ والے کی امامت افضل ہے ۔ اور مکروہ ہے امامت اوس شخص کی کہ مقتدی اوسکو برا جانتے ہین یعنی دینی کسی امر غیر مشروع کے سبب سے اور اگر کسی دنیاوی امر کے سبب سے ناراض ہون تو درست ہے امام احمد نے کہا کہ اگر ساری جماعت مین سے ایک یا دو یا تین ناراض ہون تو اونکا کچھ اعتبار نہین یہانتک کہ اکثر لوگ ناراض ہون ۔ اور جائز ہے نماز فرض پڑہنے والے کی پیچہے نفل پڑہنے والے کے ف اور یہی ہے مذہب امام شافعی اور احمد کا اور حنفیہ کہتے ہین کہ فرض پڑہنے والے کی نماز نفل والے کے پیچہے درست نہین لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے اور امامت کرے کوئی دوسرے کے حکومت کے مکان مین ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ گہر والا اور امام مسجد زیادہ حقدار ہے غیر سے اگرچہ غیر بڑا قاری اور بڑا فقیہ اور بڑا پرہیزگار ہو اوس سے اور گہر والا زیادہ حقدار ہے چاہے آپ امام بنے چاہے

غیر کو امام بنا دے اگرچہ وہ غیر باقی حاضرین سے کم درجہ ہو اسلئے کہ وہ اُنکی حکومت کا مکان ہے جسطرح
اونہین دست اندازی کرے درست ہے لیکن اگر بادشاہ یا اوسکا نائب حاضر ہو تو اوسکو غیر جگہ مین
امامت کرنا درست ہے بلکہ گھر والے اور امام مسجد پر وہ مقدم ہے کہ اوسکی ولائیت اور حکومت عام ہے
اور مستحب ہے گھر والے کے لئے کہ آپ سے افضل کو اذن دے اسکو ۔ اور نہین جائز ہے عورت
کو امامت کرنا مرد کی ۔ اور جائز ہے نیت کرنا امامت کی درمیان نماز کے یعنی اگر کوئی آدمی
اکیلا نماز شروع کرے امامت کی نیت نہو پھر نماز کے درمیان کچھ لوگ پیچھے سے آجاوین اور وہ
شخص اونکا امام بن جاوے تو درست ہے اور اوس کی امامت صحیح ہے اگرچہ اُسنے شروع نماز
کے وقت امامت کی نیت نہ کی اور اگر امام نیت نہ کرے تو بھی اوس کی امامت صحیح ہے لیکن اس صورت
مین مقتدیون کو جماعت کا ثواب ہوگا اور امام کو نہوگا ف اور یہی مذہب ہے امام شافعی اور
مالک اور زفر وغیرہ کا کہ امامت کی صحت کیلئے نیت شرط نہین خواہ مقتدی مرد ہون یا عورتین
اور حنفیہ کہتے ہین کہ اگر مقتدی مرد ہون تو نیت شرط نہین اور اگر مقتدی عورتین ہون تو
اونکی امامت کیلئے نیت شرط ہے اور مشہور قول امام احمد کا یہ ہے کہ فرضون مین نیت شرط ہے
اور نفلون مین نہین لیکن حنفیہ کا قول حدیث کے مخالف ہے اور جائز ہے عورت کو امامت
کرنا عورتون کی ۔ اور جو عورت کہ امام بنے وہ مقتدیہ عورتون کی صف کے درمیان کھڑی ہووے
اون سے آگے نہ بڑھے لیکن نہین جائز ہے اوسکو اذان کہنا اور نہ تکبیر کہنا بلکہ اذان اور تکبیر کوئی مرد کہے
اور جائز ہے مقتدی کو واسطے ضرورت کے توڑنا اپنی نماز کا اور نماز پڑھنا جدی جماعت سے
جبکہ امام قراءت لنبی پڑھے یعنی اگر امام لنبی قراءت پڑھے اور مقتدی کو کوئی ضرورت ہو اور
جماعت سے جدی ہو کر تنہا اپنی نماز پڑھ لے تو درست ہے مکروہ نہین گو پاس جماعت موجود ہے
اور جائز ہے امام کو دیر کرنی درمیان اقامت نماز اور تکبیر تحریمہ کے واسطے حاجت کے ف
حنفیہ کہتے ہین کہ اقامت نماز اور تکبیر تحریمہ کے درمیان دیر کرنی جائز نہین لیکن یہ قول انکا حدیث کے
مخالف ہے اور اسیطرح اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان کلام کرنا بھی درست ہے خواہ امام ہو
یا مقتدی اور خواہ کوئی حاجت ہو یا نہو ف اور یہی ہے مذہب امام شافعی اور جمہور کا اور بعض لوگ
اوس سے منع کرتے ہین لیکن یہہ قول انکا خطا ہے ۔ اور جائز ہے کھڑے ہونا امام کے پہلو مین کسی مقتدی کو

واسطے کسی سبب کے یعنی اگر امام مثلاً بیمار ہو اور مقتدی اوسکے تکبیر نہ سن سکین اور مقتدیون
مین کوئی آدمی امام کے پہلو مین کہڑا ہو اور اوسکی تکبیر لوگون کو سنا دے تو درست ہے اور
اسیطرح جائز ہے واسطے مقتدی کے یہ کہ سنا دے تکبیر اوس کی لوگون کو صف مین کہڑے
ہو کر بدون اسکے کہ امام کے پہلو مین کہڑا ہو۔ اور اسیطرح جائز ہے نماز اوس شخص کی کہ امام
بنا ہو پہر دائمی امام آجاوے اور پہلا امام پیچہے ہٹ آوے یعنی اگر دائمی امام حاضر نہو اور
دوسرا کوئی امام ہو تو لوگون کو نماز پڑہا رہا ہو دائمی امام کی اجازت سے پہر دائمی امام نماز
کے اندر آجاوے اور پہلا امام صف مین پیچہے ہٹ جاوے یا وہین کہڑا رہے تو اوسکی نماز
درست ہو جاتی ہے اور دو تین قدم پیچہے ہٹنے کے سبب سے نماز فاسد نہین ہوتی مگر یہ شرط
ہے کہ اولٹے پاؤن پیچہے ہٹے قبلے کیطرف پیٹہہ نہ پہیرے ف اس حدیث سے معلوم ہوا
کہ جائز ہے پڑہنا ایک نماز کا پیچہے دو اماموں کے اسطور سے کہ پہلے کچہہ نماز ایک امام پڑہا دے پہر باقی
نماز دوسرا امام پڑہا دے اور اگر دائمی امام غائب ہو تو کسی کو اپنا خلیفہ بنا دے اور اگر خلیفہ امام
ہو کر نماز شروع کرے اور پہر دائمی امام نماز کے اندر آجاوے تو اوسکو اختیار ہے خواہ اپنے خلیفہ
کا اقتدا کرے یا خود امام بنے اور خلیفے کو مقتدی بنا دے کہ اسطرح کے ساتہہ اول بدل کرنے سے
نماز فاسد نہین ہوتی نہ امام کی نہ مقتدیون کی اور اسیطرح جائز ہے آدمی کو کہ اپنی کچہہ نماز مین امام
بنے اور کچہہ نماز مین مقتدی بنے اور اسیطرح اگر کوئی آدمی اکیلے نماز شروع کرے پہر
بعد اوسکے اوس پاس جماعت ہونے لگی تو جائز ہے اوسکو کہ نماز کے اقتدا کی نیت کر کے جماعت کے
ساتہہ ملجاوے نماز نہ توڑے اسلئے کہ اگر مقتدی امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہے تو درست ہے اور اوس سے
نماز فاسد نہین ہوتی۔ اور اسیطرح جائز ہے امام کو کہ اپنی امامت توڑ کر نماز کے اندر دوسرے کا
مقتدی ہو جاوے اور اسیطرح اگر دائمی امام حاضر نہو تو جائز ہے کہ مقتدیون مین کوئی امام
بن جاوے۔ لیکن یہ اوسیوقت ہے کہ فتنے کا خوف نہو اور امام اوس خلیفے سے ناراض نہو اور
اسیطرح جائز ہے امامت مفضول کی واسطے فاضل کے اور اسیطرح جائز ہے واسطے مقتدی کے
بتلانا امام کو جبکہ بند ہو قراءت اوسکی انتہے۔ اور ابن قاسم نے کہا کہ اگر امام کا وضو ٹوٹ جاوے
اور کسیکو خلیفہ بنا کر وضو کرکے پہر آوے اور خلیفے کے پیچہے بیٹہا کر آپ مصلے پر کہڑا ہو جاوے تو

اسصورت مین نماز صحیح ہوجاتی ہے اور یہی ہے مذہب شافعیہ کا انتہے ما فی الفتح - اور جائز ہے امام بننا
اور اقتدا کرنا بعض مقتدیون کا واسطے بعض کے ف مقتدیون کو آپسمین ایکدوسرے کا امام بننا
دو طور سے ہو سکتا ہے ایک یہ کہ اگر امام سلام پھیر دے اور کچھ مقتدیون کی نماز باقی ہو تو جائز ہے کہ
ایک اون مین سے امام بن جاوے اور دوسرے اوسکے مقتدی ہوجاوین دوم یہ کہ اگر سب مقتدی
امام کے پیچھے کہڑے ہون اور اسحالت مین اگر کوئی اونمین سے امام بن جاوے اور کچھ مقتدی
یا سب مقتدی اوسکے مقتدی ہوجاوین تو یہ بھی درست ہے اور دونون طرح سے نماز درست
ہوجاتی ہے ف اور یہی مذہب ہے مسروق اور شعبی کا پس اونکے نزدیک اگر امام نے رکوع
سے سر اوٹھا لیا ہو اور مقتدیون نے ابھی نہ اوٹھایا ہو اور اسحالت مین کوئی شخص اگر جماعت
مین ملجاوے تو اوسکی رکعت صحیح ہوجاتی ہے انتہے ما فی الفتح اور جائز ہے امام کو ٥٢ مان لینا مقتدیونکا
جبکہ شک پڑے اوسکو نماز مین ف اگر امام کو شک پڑے تو جائز ہے کہ مقتدیون کے قول
پر عمل کرے اور یہی ہے مذہب حنفیہ کا اور شافعیہ کے نزدیک امام کو مقتدیون کے قول پر عمل کرنا
درست نہین اگر اونکے قول پر عمل کرے اوسکی نماز باطل ہوجاتی ہے اور یہ قول شافعیہ کا مخالف
ہے حدیث کے لیکن یہ سب اختلاف اوسوقت ہے کہ امام کو شک پڑے اور اوسکو یقین ہو تو سب
کا اتفاق ہے کہ اپنے یقین پر عمل کرے - اور جائز ہے ٥٣ امام کو رونا بیچ نماز کے اور اوس سے
نماز فاسد نہین ہوتی ف مالکیہ اور حنفیہ اور جمہور علما کے نزدیک اگر بہشت اور دوزخ کی یاد
سے یا خوف الہی سے رووے تو نماز نہین ٹوٹتی اور امام شافعی کا بھی ایک قول یہی ہے اور
امام ابو حنیفہ کہتے ہین کہ اگر کسی درد مصیبت سے بلند آواز کے ساتھ رووے تو نماز باطل ہوجاتی ہے
اور اگر با آواز رووے تو کچھ ڈر نہین - اور جائز ہے ٥٤ نماز اوس شخص کی کہ لوگون کو نماز پڑھاوے
واسطے تعلیم کے یعنی بدون سکھانے کے اوس سے کچھ مقصود نہو اور نہ کوئی سبب قضا یا ادا
کا ہو یعنی یہ نماز ریا مین داخل نہین اور نہ تشریک فی العبادۃ کے قبیلے سے ہے باب ہے
اس بیان مین کہ مقتدی کا امام پر کیا حق ہے ٭ جو شخص کہ امام بنے اور
لوگون کو نماز پڑھاوے تو واجب ہے اوسکو کہ نماز ہلکی پڑھے اور مقتدیون کی رعایت کرے
اور نہین جائز ہے اوسکو لنبا کرنا قرات کا اسواسطے کہ مقتدیون مین ضعیف اور بڈھے اور

حاجتمند بھی ہوتے ہین لیکن اگر اکیلا نماز پڑہے تو جسقدر لمبی قرات کرے درست ہے لیکن جب امام

نماز ہلکی پڑہے تو صرف قرات ہلکی کرے رکوع سجود ہلکا نہ کرے کہ رکوع سجود کے پورا نہ کرنے سے

نماز باطل ہو جاتی ہے ۔ اور جائز ہے شکایت کرنی امام کی جبکہ قرات لمبی پڑہے یعنی یہ غیبت مین

داخل نہین ۔ اور جائز ہے امام کو ہلکا کرنا نماز کا واسطے رونے لڑکے کے یعنی اگر امام کے پیچھے

کوئی بچہ والی عورت نماز پڑہتی ہو اور اوسکا بچہ رونے لگا تو امام نماز مین تخفیف کر دیوے کہ اوسکی

ان کو اوسکے رونے کے سبب سے رنج اور قلق نہووے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کوئی ایسی

مصلحت ہو کہ مقتدی کے ساتھ علاقہ رکہتی ہو تو اوسکے سبب سے نماز مین تخفیف کرنا بھی درست ہے

ف اگر امام پاؤن کی آواز سنے اور معلوم کرے کہ کوئی شخص آتا ہے تو اسصورت مین امام

کو رکوع کا لمبا کرنا تاکہ وہ آنیوالا رکوع پالیوے جائز ہے یا نہین امام احمد اور اسحاق اور

ابو ثور وغیرہ کہتے ہین کہ اگر جماعت کو تکلیف نہو تو درست ہے اور امام مالک اور ابو حنیفہ اور اوزاعی

وغیرہ کہتے ہین کہ مکروہ ہے ۔ اور اگر امام رکوع سجود وغیرہ رکنون مین کچھ قصور کرے یا وضو نہ

کرے یا ناپاک اور بیوضو نماز پڑہا دے یا نماز مین کچھ اور قصور کرے تو مقتدی کی نماز صحیح

ہو جاتی ہے خواہ وہ اس قصور کو جانتا ہو یا نہ جانتا ہو اور امام کی نماز درست نہین ہوتی ۔

ف اور یہی مذہب ہے شافعیہ اور مالکیہ اور امام احمد کا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک اسصورت

مین مقتدی کی نماز بھی نہین ہوتی ابن منذر نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے اوسکے رد مین کہ

اس سے عام طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر امام کی نماز مین کچھ قصور ہو تو مقتدی کی نماز کو اوسکے

کچھ نقصان نہین پہونچتا بشرطیکہ مقتدی کا کوئی قصور اوسمین نہو اسیطرح اگر نماز کے

بعد معلوم ہو کہ امام کو نہانے کی حاجت تھی یا اوسکے کپڑے یا بدن پر پلیدی پوشیدہ لگی تھی

تو مقتدی کی نماز کو اوس سے کچھ نقصان نہین اسکا سب قصور امام پر ہے انتہی ما فی الفتح

## باب ہے اس بیان مین کہ مقتدی پر امام کی متابعت واجب ہے

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ امام تو صرف اسیواسطے مقرر ہوا ہے کہ اوسکی پیروی

کیجاوے پس فرض ہے مقتدی پر یہ کہ پیروی کرے امام کی ہر حال مین یعنی تکبیر مین اور قیام

مین اور قعود مین اور رکوع مین اور سجود مین اور ادا کرے انکو بعد ادا کرنے امام کے پس

تکبیر کہے بعد فارغ ہونے امام کے تکبیر سے اور اگر امام کے فارغ ہونے سے پہلے تکبیر شروع
کرے تو اوسکی نماز درست نہین ہوتی۔ اور اسیطرح رکوع کرے بعد شروع ہونے امام کے
رکوع مین یعنی پہلے سر اوٹہانے اوسکے کے اوس سے اور اگر امام کی برابر رکوع کرے یا اوس سے
پہلے کرے تو گنہگار ہوگا لیکن نماز باطل نہین ہوتی۔ اور اسیطرح سجدہ بہی امام سے پیچھے کرے
یعنے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کے بعد سیدہا کہڑا رہے یہانتک کہ جب امام اپنا متہا زمین پر رکہدے
تو اوسوقت سجدے جاوے اور اسیطرح سلام بہی امام کے سلام سے پیچھے کرے اور اگر امام سے
پہلے سلام کہے تو نماز باطل ہوجاتی ہے مگر یہ کہ جدا ہونے کی نیت ہو پر اسمین اختلاف مشہور ہے
اور اگر اوس کی برابر سلام کہے نہ پہلے اور نہ پیچھے تو گنہگار ہوا ولیکن نماز باطل نہین ہوتی صحیح
قول پر انتہے مافی النووی۔ اور عبد اللہ بن مسعود رضہ نے کہا کہ اگر مقتدی رکوع یا سجدے
مین امام سے پہلے سر اوٹہاوے اور امام نے ابہی سر نہ اوٹہایا ہو تو مقتدی اپنا سر زمین
رکہدے اور امام کے سر اوٹہانے سے پیچھے اتنی دیر ٹہرے جتنی دیر کہ اوس سے پہلے
سر اوٹہایا تہا یعنی اتنے وقت کو بہی قضا کرنا واجب ہے۔ اور حسن بصری نے کہا کہ اگر کوئی امام
کے ساتھہ دو رکعت نماز پڑہے اور رکوع اوس کے ساتھہ پاوے مگر سجدہ اوس کے ساتھہ نہ کر سکے
بناے یعنی خلق کے ہجوم سے یا کسی اور عذر سے تو وہ اخیر رکعت کیواسطے دو سجدے کرے پہر
دوسری رکعت سجدے کے ساتھہ قضا کرے یعنی چونکہ اخیر رکعت کے دونون سجدے اوسکے ساتھہ
متصل واقع ہوے مین اس لئے وہ رکعت تو پوری ہو گئی اور پہلی رکعت مین چونکہ رکوع ہی ہوا تہا
سجدہ نہ ہوا تہا تو اب وہ رکوع بہی معتبر ہوا اس لئے پوری رکعت ادا کرنی ضرور ہوئی اور شافعیہ
کے نزدیک پہلا رکوع بہی معتبر ہے اوس سے نماز جمعہ کا ثواب ملجاویگا اور حسن بصری نے اوس شخص کے
حق مین کہا جو نماز سے ایک سجدہ بہول جاوے یہانتک کہ سیدہا کہڑے ہو کہ اوسکا حکم یہی ہے
کہ دوسرا سجدہ کرے اور وہ قیام کہ بے ترتیب واقع ہوا ہی اوسکو کالعدم شمار کرے بعد اوسکے
کہڑا ہووے لیکن اگر کوئی آدمی نماز شروع کرے اور بعد شروع کرنے اوسکے کہ اوس کے پاس
جماعت ہونے لگی تو اوسکو اوس نیت سے امام کے ساتھہ اقتدا کرنا درست ہے بغیر توڑنے اپنی نماز
کے اور اگر کوئی ابتدا ہی سے امام کے پیچھے کہڑا ہوا ہو تو اوسکو واجب ہے کہ امام کی تکبیر تحریمہ سے پیچھے

هذا ما بدا لي من التوفيق بين مختلف الاحاديث والله اعلم بالصواب

اور جائز ہے امام کو یہ کہ نماز پڑھاوے لوگوں کو بیٹھکر یعنی اگر امام معذور ہو اور لوگوں کو بیٹھکے نماز پڑھاوے تو درست ہے خواہ مقتدی بھی مانند اوسکی معذور ہوں یا تندرست ہوں اور اوسکے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھے اور یہی ہے مذہب اکثر اصحاب کا اور ابن حبان نے کہا کہ اسپر اجماع ہو چکا ہے کہ اگر امام بیٹھے نماز پڑھاوے اور مقتدی کھڑے ہوں تو درست ہے لیکن امام مالک کے نزدیک بیٹھ کر امامت کرنی درست نہیں اور یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے لیکن اگر امام بیٹھکر نماز پڑھاوے تو مقتدی کو اوس کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اسمیں علما کو اختلاف ہے امام احمد اور اوزاعی کہتے ہیں کہ اگر امام بیٹھ کر نماز پڑھاوے تو مقتدی کو بھی اوسکے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے اور یہی قول ہے ایک جماعت محدثین کا مانند ابن خزیمہ اور ابن منذر اور ابن حبان وغیرہ کی اور امام مالک کے نزدیک بیٹھے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مطلق درست نہیں نہ کھڑے اور نہ بیٹھے اور امام ابو حنیفہ اور شافعی اور جمہور سلف کہتے ہیں کہ جو کھڑے ہونیکی نیت رکھتا ہو اوسکو بیٹھے امام کے پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھنا درست نہیں مگر کھڑے ہو کر پڑھے تو درست ہے انتہے اور فتح الباری میں لکھا ہے کہ حدیث ابو ہریرہ رض کی (کہ بیٹھے امام کے پیچھے نماز پڑھو) استحباب پر محمول ہے اور حدیث مرض الموت کی (کہ آپ نے بیٹھے نماز پڑھائی اور لوگ کھڑے تھے) جواز پر محمول ہے یعنی بیٹھے امام کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا درست ہے لیکن افضل بیٹھ کر نماز پڑھنا ہے انتہے ۔ اور نہیں جائز ہے امام سے پہلے سر اوٹھانا رکوع اور سجدہ میں **ف** اگر کوئی امام سے پہلے سر اوٹھاوے تو جمہور علما کے نزدیک اوسکی نماز درست ہوجاتی ہے اور امام احمد وغیرہ کے نزدیک اوس کی نماز باطل ہو جاتی ہے ۞

## باب ہے مسبوق کے بیان میں ۞

جب کوئی جماعت کیلئے مسجد کو جاوے تو مستحب ہے کہ آرام اور اطمینان سے چلے جلدی نہ کرے برابر ہے کہ جمعہ کی نماز ہو یا کوئی اور ہو اور برابر ہے کہ تکبیر تحریمہ کے فوت ہونیکا خوف ہو یا نہو اور جب مسجد میں آوے تو چاہیے کہ جس حال میں امام کو پاوے اوسکے ساتھ شریک ہو جاوے یعنی خواہ قیام میں ہو یا رکوع میں یا سجدے وغیرہ میں سو جتنی نماز امام کے ساتھ

پاوے وتنی پڑہی اور جو فوت ہوا وسکو آپ تمام کرے لیکن اگر امام کو سجدہ مین پاوے تو اوسکو
رکعت نہ شمار کرے اوسکی بجے اور رکعت پڑہے اور اگر امام کو رکوع مین پاوے تو اوسکو رکعت شمار
کرے اور باقی جتنی رکعتین ہون اونکو پڑہے ف اکثر علما کا یہ مذہب ہے کہ امام کو رکوع مین
پانے سے رکعت ہوجاتی ہے اور بعض علما اہل حدیث کا یہ مذہب ہے کہ رکوع مین ملنے سے رکعت
نہین ہوتی اور احتیاط اسمین ہے کہ وہ رکعت پہر پڑہے تا کہ اختلاف سے بچے + باب
ہے ایک نماز کو دو بار پڑہنے کے بیان مین ✽ جائز ہے پڑہنا ایک نماز
کو دو بار یعنی اپنے وقت مین اور پہلی نماز فرض واقع ہوگی اور دوسری نفل برابر ہے کہ ایک
اکیلی پڑہے اور ایک جماعت سے خواہ پہلی ہو یا دوسری اور برابر ہے کہ دونون بار اکیلی پڑہے
یا دونون بار جماعت سے۔ اور جائز ہے پڑہنا ایک نماز کا دو بار جماعت سے اسطور پر کہ پہلی بار
ایک جگہ مین کسی امام کا مقتدی بنے پہر دوسری جگہ اوسی نماز مین کسی قوم کا امام بنے اور
اگر اپنی جگہ مین پہلے اکیلے نماز پڑہ چکا ہو پہر دوسری جگہ جماعت ہوتی پاوے تو مستحب ہے کہ انکے
ساتہہ شریک ہوجاوے کہ وہ اوسکے لئے نفل ہونگے یعنی موجب زیادتی ثواب کا اور اسیطرح اگر
امام نماز کو اول وقت سے تاخیر کرتا ہو تو جائز ہے مقتدی کو اول وقت مین اپنی نماز تنہا
پڑہ لے اگر امام کے ساتہہ نماز پاوے تو اوسکے ساتہہ شریک ہوجاوے کہ وہ اوسکے لئے نفل ہونگے
ف امام نووی نے کہا کہ اگر کوئی ایک نماز دو بار پڑہے تو پہلی نماز فرض ہوگی اور دوسری
نفل اور یہ حدیث صریح ہے بیچ اسکے اور یہی قول صحیح ہے نزدیک ہمارے انتہے اور ایک حدیث مین
آیا ہے کہ ایک نماز ایکدن مین دو بار نہ پڑہو سو یہ حدیث منسوخ ہے ساتھ حدیث ابی ذر اور یزید
بن اسود کے کہ مین حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع مین حاضر ہوا الخ اور منع
یہ بات ہے کہ دونون نمازون کو فرض نہ ٹہرایا جاوے بلکہ اون مین سے ایک کو فرض ٹہرایا
جاوے اور دوسری کو نفل باب ہے بیچ بیان سنتون کے اور اون کی
فضیلت کے ✽ مستحب ہے پڑہنا بارہ رکعت سنت کا ہر دن مین پہلے اور پیچھے فرضون
کے دو رکعت پہلے فرض صبح کے اور چار رکعت پہلے فرض ظہر کے اور دو رکعت پیچھے اوسکے
اور دو رکعت پیچھے فرض مغرب کے اور دو رکعت پیچھے فرض عشا کے جو شخص کہ ہر دن یہ بارہ رکعت

پڑہے اُسکے لئے بہشت مین گہر بنایا جاویگا اور اگر ظہر سے پہلے دو رکعت سنت پڑہے تو یہی درست
ہے اور اصل سنت اُسکے ساتہہ ادا ہو جاتی ہے لیکن ظہر سے پہلے چار رکعت سنت کا پڑہنا افضل
ہے - اور اسیطرح جائز ہے پڑہنا دو رکعت سنت کا پیچہے نماز ظہر کے لیکن چار سنت کا
پڑہنا افضل ہے - اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا چار رکعت سنت کا پیچہے فرض جمعہ کے اور دو کا
پڑہنا بہی درست ہے ف یہ بارہ رکعت سنتین موکدہ ہین اسلیے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اونپر ہمیشگی کی اور اونکو کبہی نہین چہوڑا بلکہ ایکبار ظہر کی سنت قضا ہوئی تو اوسکو عصر کے
بعد قضا کرکے پڑہا اور اسیطرح جمعہ کے بعد دو رکعت سنت موکدہ ہین اور مستحب ہے کہ ظہر کے
پہلے چار سنتین ایک سلام سے پڑہے ف ظہر کے پہلے سنتین امام ابو حنیفہ وغیرہ کے نزدیک
چار ہین ایک سلام سے اور امام شافعی اور احمد کے نزدیک دو سلام سے ف امام ترمذی
نے کہا کہ عمل اسی پر ہے نزدیک اکثر اہل علم کے اصحاب سے اور جو اونکے بعد ہین کہ ظہر سے پہلے چار
سنتین پڑہی جاوین اور یہی قول ہے سفیان ثوری اور ابن مبارک اور اسحاق کا اور بعض
اہل علم کہتے ہین کہ نماز رات اور دن کی دو دو رکعتین ہین یعنی دو دو رکعتون پر سلام پہیرے
اور ساتہہ اسی کے قائل ہین امام شافعی اور اسحاق انتہے اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا چار رکعت
نفل کا پہلے نماز عصر کے اور دو رکعت کا پڑہنا بہی درست ہے لیکن افضل نہین - اور اسیطرح
مستحب ہے پڑہنا نفلون کا درمیان اذان اور تکبیر کے - اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا نفل کا پہلے
نماز شام کے ف اور یہی ہے مذہب امام احمد اور اسحاق اور اہل حدیث کا اور امام مالک اور
شافعی کے نزدیک شام سے پہلے نفل پڑہنے جائز نہین لیکن یہ قول اونکا مخالف ہے حدیث کے
اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا چہہ رکعت نفل کا بعد نماز مغرب کے اور اسیطرح مستحب ہے پڑہنا چار رکعت
یا چہہ رکعت نفل کا بعد نماز عشا کے - اور مکروہ ہے پڑہنا نفلون کا بیچ اوس جگہ کے کہ وہان
فرض پڑہے ہون یہانتک کہ کلام کرے یا وہان سے سرک کر دوسری جگہ نفل پڑہے - اور
مستحب ہے پڑہنا ان تمام سنتون اور نفلون کا اپنے گہر مین اور اگر انکو مسجد مین پڑہے تو بہی
درست ہے لیکن افضل نہین - ف امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ مستحب ہے
پڑہنا سب سنتون اور نفلون کا اپنے گہر مین اور ہمکو اسمین کچہہ اختلاف نہین اور یہی ہے قول

جمہور کا برابر ہے کہ دن کے فرضون کی سنتین ہون یا رات کے فرضون کی ۔ اور بعض لوگ سلف کے
کہتے ہین کہ مختار پڑہنا اونکا مسجد مین ہے ۔ اور امام مالک اور ثوری کہتے ہین کہ دن کی سنتون کا
مسجد مین پڑہنا افضل ہے ۔ اور رات کی سنتون کا گہر مین پڑہنا افضل ہے ۔ اور دلیل ہماری یہ
حدیث ہے کہ فرضون کے سواے ہر نماز کا گہر مین پڑہنا افضل ہے اور یہ حدیث صریح اور عام سب
نفلون کو شامل ہے برابر ہے کہ راتبہ ہون یا مطلقہ مگر جو نفل کہ اسلام کے شعائر سے ہین مانند
عید اور کسوف اور استسقا اور تراویح کی اونکو مسجد مین پڑہنا افضل ہے ساتھ جماعت کے
اسیطرح تحیۃ المسجد اور دو رکعت طواف کا بہی مسجد مین پڑہنا افضل ہے اور استسقا میدان مین
انتہے ما فی النووی ف اور نیز امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ جائز ہے نفلون کا پڑہنا
بیٹھکر باوجود قدرت کے کہڑے ہونے پر اور اسپر علما سب کا اجماع ہے ۔ اور اسیطرح جائز ہے
پڑہنا بعض رکعت کا کہڑے ہوکر اور بعض کا بیٹھکر یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب مالک اور
ابی حنیفہ اور عام علما کا برابر ہے کہ کہڑا ہو پہر بیٹھ جاوے یا بیٹھا ہو پہر کہڑا ہو جاوے اور
بعض سلف اونکو منع کرتے ہین اور یہ غلط ہے اگر کہڑے ہونے کی نیت کرے پہر بیٹھ
جاوے تو جائز ہے نزدیک ہمارے اور نزدیک جمہور کے اور اشہب مالکی نے اوسکو منع کیا ہے
لیکن بیٹھے نفل پڑہنے والیکو کہڑے کا آدہا ثواب ہے اور جو بیٹھے نفل پڑہے اور کہڑے ہونے
کی طاقت نرکہتا ہو تو اوسکو کہڑے پڑہنے والیکے برابر ثواب ہے لیکن جو کہڑے ہونے کی قدرت
رکہتا ہو اسکو بیٹھکر فرض نماز پڑہنا درست نہین بلکہ گنہگار ہوگا اور حلال جانکر پڑہے تو
کافر ہوگا اور مرتدون کے احکام اوسپر جاری ہونگے اور اگر بیٹھے فرض پڑہے اور کہڑے ہونے
سے عاجز ہو یا لیٹے فرض پڑہے اور بیٹھنے سے عاجز ہو تو کہڑے کے برابر اوسکو ثواب ہے
ساتھ اتفاق ہمارے اصحاب کے برابر ہے کہ داہنا پاؤن کہڑا کرے اور بایان پاؤن بچہا کر
اسپر بیٹھے یا چارزانو ہوکر بیٹھے یا تورک کرے ہر طرح سے جائز ہے انتہے ۔ اور جو شخص کہ
بیمار ہو اور تکلیف اوٹہا کر کہڑے نماز پڑہ سکتا ہو تو اوسکو بیٹھے نماز پڑہنا درست ہے
لیکن اگر کہڑے نماز پڑہے تو افضل ہے اور اگر بیٹھے نماز پڑہے تو اوسکو کہڑے کا آدہا ثواب ہے
اور اگر لیٹے نماز پڑہے تو اوسکو بیٹھے کا آدہا ثواب ہے ف اور جب بیمار ہو کسیطرح اوٹھ

بیٹھا نہ جاوے اُس کو پورا ثواب ہے خواہ بیٹھ پڑھے یا لیٹے انتھے اور فجر کی دو سنتین بہتر ہین
ساری دنیا سے اور اُس چیز سے کہ دنیا مین ہے۔ اور سنت ہے لیٹنا بعد پڑھنے اُنکے کے داہنی کروٹ
پر پہلے فرضون سے **ف** اور یہی مذہب ہے امام شافعی رح وغیرہ کا اور امام مالک رح اور جمہور
علماء کے نزدیک فجر کی سنتون کے بعد لیٹنا بدعت ہے لیکن یہ قول اُنکا مخالف ہے حدیث صحیح
اور اُسی طرح مستحب ہے پہر اکو جوڑنا سورت کا بعد الحمد کے **ف** اور یہی مذہب ہے امام شافعی رح اور جمہور
کا اور امام مالک رح وغیرہ کہتے ہین کہ انمین الحمد کے سوا اور کچھ نہ پڑھا جاوے لیکن یہ قول اُنکا
مخالف ہے صحیح حدیثون کے اور اُسی طرح جائز ہے کلام کرنا بعد اُنکے پہلے فرض کے اور یہی ہے
مذہب امام شافعی اور مالک اور جمہور کا اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ مکروہ ہے لیکن یہ قول اُنکا خطا ہے **باب ہے**
**رات کی نماز یعنے تہجد کے بیان مین** نماز تہجد کی کوئی حد معین نہین جسقدر
پڑھے درست ہے خواہ دو رکعت پڑھے یا چار پڑھے یا دس پڑھے یا بیس پڑھے یا کم و
بیش پڑھے لیکن افضل ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فعل سے زیادہ نہ پڑھے کہ اعلے
درجہ تیرہ رکعتین ہیں کہ اُنمین سے اکثر اوقات گیارہ رکعتین ہین ساتھ وتر کے اور بعض
اوقات تیرہ ہین ساتھ وتر کے اور ادنے درجہ سات ہین ساتھ وتر کے **ف** امام نووی نے شرح
صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ قاضی نے کہا کہ اسمین کوئی اختلاف نہین یعنے سب کا اتفاق ہے اسپر
کہ رات کی نماز کی کوئی حد معین نہین کہ اُس سے کم و بیش کرنا درست نہو بلکہ اسکو جسقدر زیادہ
پڑھے اُتنا ثواب زیادہ ہے اور اختلاف تو صرف اسمین ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم رات
مین کتنی رکعتین پڑھتے تہے اور آپنے اپنے لیے کیا اختیار کیا تہا انتھے اور جب رات کو تہجد کی
نماز شروع کرے تو مستحب ہے کہ پہلے دو رکعت ہلکی نماز پڑھے اور نماز تہجد کی دو دو رکعت ایک
سلام سے پڑھنی بہی درست ہے اور چار چار رکعت ایک سلام سے پڑھنی بہی درست ہے۔ اور چھ
چھ رکعت ایک سلام سے پڑھنی بہی درست ہے اور آٹھ رکعت ایک سلام سے پڑھنی بہی درست ہے
اور دس رکعت ایک سلام سے پڑھنی بہی درست ہے لیکن افضل یہ ہے کہ دو دو رکعتون پر سلام
پھیرے اور تہجد کی نماز مستحب ہے بالاجماع **باب ہے وتر کے بیان مین** وتر سنت
ہے یا واجب ہین جبکوئی نماز تہجد سے فارغ ہو تو پہر وتر پڑھے اور جائز ہے پڑھنا

---

یہ حدیث عبد اللہ بن قیس کی مشکوٰۃ کے باب الوتر کے فصل دوم مین ہے ۱۲
یہ حدیث ابو جعفر صحیح مسلم کی ...

یہ حدیث ... اور ابو الولید ... اور ابن عباس کی مشکوٰۃ کے باب الوتر کے فصل اول ... دوم و سوم مین ہے ۱۲

صرف ایک رکعت وتر کا تنہا بغیر جوڑنے دوسری رکعت کے ساتھ اُسکے **ف** امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اس حدیث مین دلیل ہے اسپر کہ ادنے درجہ وتر کا ایک رکعت ہے اور صرف ایک رکعت نماز پڑہنا صحیح ہے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا اور ابو حنیفہ رح کہتے ہیں کہ صرف ایک رکعت پڑہنا درست نہین اور حدیثین اُسپر رد کرتی ہین انتہی اور اسی طرح جائز ہے پڑہنا تین وتر کا ایک سلام اور ایک التحیات کے یا دو سلام اور دو التحیات سے اور اسیطرح جائز ہے پڑہنا پانچ وتر کا ایک سلام اور ایک التحیات سے اور اسیطرح جائز ہے پڑہنا سات وتر کا ایک سلام سے اور نو رکعت کا ایک سلام سے اور گیارہ رکعت کا ایک سلام سے اور تیرہ رکعت کا ایک سلام سے اور ان سب مین ایک رکعت اخیر کی وتر ہوگی الخ جائز ہے پڑہنا وترونکا سب رات مین یعنے خواہ اول رات مین پڑہے یا اُسکے درمیان مین پڑہے یا اخیر مین پڑہے ہر طرح درست ہے لیکن پچہلی رات مین پڑہنا اُنکا افضل ہے جبکہ پچہلی رات مین جاگنے کا یقین ہو خواہ خود بخود جاگے یا کسی کے جگانے سے اور برابر ہے کہ تہجد پڑہے یا نہ پڑہے اور جو شخص پچہلی رات مین جاگنے کا یقین نہ رکہتا ہو تو اسکو مستحب ہے کہ اول رات مین سونے سے پہلے وتر پڑہے **ف** امام نووی نے شرح مسلم مین لکہا ہے کہ وترون کے اول وقت میں اختلاف ہے صحیح ہمارے مذہب مین یہ ہے کہ اول وقت اُسکا وہ ہے جبکہ عشا کی نماز سے فارغ ہو اور اخیر وقت اُسکا طلوع صبح صادق ہے اور یہی ہے مشہور قول امام شافعی رح کا انتہے۔ اور جائز ہے پڑہنا دو رکعت نفل کا بعد وتر کے بیٹہ کر لیکن افضل یہ ہے کہ وتر کے بعد کوئی نماز نہ پڑہے اور اگر کوئی وتر سے سو جاوے یا اُسکو بھول جاوے تو جب جاگے یا یاد آوے اُسی وقت پڑہلے کہ اُسکا قضا کرنا مستحب ہے اور اگر کوئی ایک رکعت وتر پڑہے پہر اُسکے بعد اور نماز پڑہنا چاہے تو اُسکے ساتہ ایک رکعت اور جوڑکر اسکو طاق کرے اور جتنی نماز چاہے پڑہے پہر جب نماز تمام کرنی چاہے تو وتر پڑہکر تمام کرے اور جب وتر سے سلام پہیر تو مستحب ہے کہ بعد اُسکے بلند آواز سے تین بار کہے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْس یعنے پاک ہے بادشاہ بہت پاک اور مستحب ہے کہ وتر میں یہ دعا قنوت پڑہے۔ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا

أعطيت وقني شر ما قضيت فإنك تقضي ولا يقضى عليك إنه لا يذل
من واليت ولا يعز من عاديت تباركت ربنا وتعاليت يعنے الٰہی ہدایت
کر مجھکو بیچ زمرہ اُن لوگون کے کہ ہدایت کی تونے انکو (یعنے انبیاء اور اولیاء کو) اور عافیت
مین رکھہ مجھکو بیچ ضمن اُن لوگون کے کہ عافیت مین رکھا تونے انکو اور کارسازی کر میری
بیچ زمرہ اُن لوگون کے کہ کارسازی کی تونے انکی اور برکت دے مجھکو بیچ اُس چیز کے کہ
دی تونے اور بچا مجھکو بُرائی اُس چیز کی سے کہ مقدر کی تونے پس تحقیق تو حکم کرتا ہے اور
نہین حکم کیا جاتا اوپر تیرے تحقیق نہین ذلیل ہوتا وہ شخص کہ دوست رکھا تونے اسکو اور
نہین عزت پاتا وہ شخص کہ عداوت کی تونے اُس سے بہت برکت والا ہے تو اے رب ہمارے اور بہت
بلند۔ اور جائز ہے پڑھنا وتر کا سواری پر سفر مین **ف** امام نووی رحمہ اللہ نے شرح صحیح مسلم مین
لکھا ہے کہ یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب مالک رح اور احمد رح اور جمہور کا کہ سفر مین سواری پر وتر
پڑھنے جائز ہین جسطرف کہ سواری کا منہ ہو اور امام ابو حنیفہ رح کہتے ہین کہ وتر واجب ہین
اور سواری پر پڑھنے جائز نہین لیکن یہ قول اُنکا مخالف ہی حدیث کے اور اسی طرح سفر
مین اور سب سنتون اور نفلون کا سواری پر پڑھنا بھی درست ہے برابر ہے کہ سواری کا منہ
قبلے کی طرف ہو یا کسی اور طرف ہو اور رکوع و سجود اشارے سے کرے یعنے سر سے اور سجدے کا
اشارہ رکوع سے نیچا کرے لیکن جب نفل شروع کرنے لگے تو اُس وقت ضرور ہے کہ قبلے کی
طرف منہ کر کے تکبیر تحریمہ کہے **ف** امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ یہ جائز
ہی ساتھہ اجماع مسلمانون کے لیکن فرضون کا سواری پر پڑھنا درست نہین اور اسپر بھی اجماع ہے
لیکن شدت خوف کی وقت سواری پر فرض نماز پڑھنی بھی درست ہے اور اگر سواری کھڑی ہو اور
اُسپر ہودج ہو اور قبلے کی طرف منہ اور قیام اور رکوع سجود کرنا ممکن نہ ہو تو سفر مین اُس پر
نماز پڑھنا درست ہی اور اگر چلی جاتی ہو تو اُسپر فرض پڑھنا صحیح نہین یہی صحیح قول شافعی کا ہے
اور بعضے کہتے ہین کہ درست ہے مانند کشتی کی کہ اُسمین فرض کا پڑھنا بالاجماع جائز ہے اور اگر
قافلے کے ساتھہ ہو اور جانے کہ اگر سواری سے اُتر کر فرض پڑھے گا تو قافلے سے پیچھے بچھڑ جاوے
گا اور قزاقون وغیرہ سے ضرر پاویگا تو حسب الامکان سواری پر فرض پڑھے اور فرض ہے اوپر دہرانا

سواری کی نمازکا بیان

اُس نماز کا اور کہا کہ سفر مین سواری پر نفل جائز ہونے کی یہ شرط ہے کہ گناہ کا سفر نہ
ہو کہ گناہ کے سفر مین اسکو سواری پر نفل پڑہنے درست نہین لیکن اگر وہ پانی نہ پاوے تو اسکو تیمم کرنا
درست ہے اور واجب ہے دوہرانا نماز کا صحیح مذہب مین برابر ہے کہ چھوٹا سفر ہو یا بڑا ایسے ہر سفر مین ہمارے
نزدیک سواری پر نفل پڑہنے درست ہین اور یہی مذہب ہے جمہور کا اور شہر مین سواری پر نفل پڑہنے جائز نہین
اور امام مالک کہتے ہین کہ نہین جائز ہین نفل پڑہنے سواری پر مگر اُس سفر مین کہ اسمین نماز کا قصر کرنا
درست ہو اور ابو سعید اصطخری کہتے ہیں کہ شہر مین بہی سواری پر نفل پڑہنے درست ہین انتہے
اور جائز ہے بلند کرنا آواز کا ساتہہ قرآن کے رات مین اور مسجد مین جبکہ نہ ایذا پہونچے کسی کو اور
اسی طرح جائز ہے پڑہنا قرآن کا بلند آواز سے وتر اور تہجد مین لیکن مستحب ہے کہ درمیانہ آواز
سے پڑہے نہ بہت بلند کرے اور نہ پست

## باب ہے اس بیان مین کہ جب رات کو تہجد کے لیئے کہڑا ہو تو کیا دعا پڑہے

جب کوئی رات کو تہجد اور وتر کے لیے
کہڑا ہو تو مستحب ہے کہ آسمان کی طرف نظر کرکے آیت اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ
وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ آخر سورہ آل عمران تک پڑہے پہر یہ دعا پڑہے اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ
قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ
الْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَنْ فِيْهِنَّ
وَلَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاءُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ
حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّوْنَ حَقٌّ وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ اَسْلَمْتُ
وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْكَ اَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَاِلَيْكَ
حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ
وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَلَا
اِلٰهَ غَيْرُكَ یعنے الٰہی تجہی کو حمد ہے توہی آسمانون اور زمین کا تہامنے والا ہے اور جو انکے
درمیان ہے اور تجہی کو شکر ہے اور توہی آسمانون اور زمین اور انکے درمیان والون کی
رونق ہے اور تیرے ہی واسطے شکر ہے توہی آسمانون اور زمین اور انکے درمیان والون کا
بادشاہ ہے اور تیرے ہی واسطے شکر ہے تو سچ مچ ہے اور تیرا وعدہ بہی سچ مچ ہے اور تیرا

ف یہ حدیث ابی ہریرہ رض اور ابن عباس رض اور ابی قتادہ رض کی مشکوۃ کے باب صلوۃ اللیل کے فصل دوسرے مین ہے

ف یہ حدیث ابن عباس رض کی مشکوۃ کے باب ما یقول اذا قام من اللیل کے پہلے فصل مین ہے

ماننا بہی سچ ہے اور تیرا قول بہی سچ ہے اور بہشت بہی حق ہے اور دوزخ بہی حق ہے اور پیغمبر بہی حق ہین اور محمدؐ بہی حق ہے یعنے سچا پیغمبر ہے اور قیامت بہی حق ہے یعنے یہ سب چیزین سچ ہین ان مین کچہہ شک نہین الٰہی مینے تیرا حکم مانا اور تیرے ساتہہ ایمان لایا اور تجہپر مینے بہروسا کیا اور تیری طرف مینے رجوع کیا اور تیری مدد سے مین جہگڑتا ہون اور تیری ہی طرف مین جہگڑا رجوع کرتا ہون کہ تو فیصل کرے سو بخشدے مجہکو جو کہ مینے آگے کیا اور پیچہے ڈالا اور جسکو مین نے چہپایا اور جو ظاہر کیا اور اُس گناہ کو بخش جسکو تو مجہہ سے زیادہ تر جانتا ہے تو ہی آگے کرتا ہے جسکو چاہتا ہے او تو ہی پیچہے ڈالتا ہے جسکو چاہتا ہے کوئی عبادت کے لائق نہین سواے تیرے انتہے اور اسکے سوا اور بہی بہت دعائین آئی ہین جو مشکوۃ وغیرہ مین موجود ہین شائق اُسکی طرف رجوع کرے

## باب ہے رات کی نماز کی ترغیب کے بیان مین

پچہلی رات کو عبادت کے لیئے جاگنے کا بڑا ثواب ہے اسلیئے کہ خداے تعالیٰ ہر رات کو پہلے آسمان کی طرف اترتا ہے جبکہ پچہلی تہائی رات کی باقی رہتی ہے تو فرماتا ہے کہ کون مجہہ سے دعاء مانگتا ہے کہ مین اسکی دعاء قبول کردون کون مجہہ سے سوال کرتا ہے کہ مین اسکو دون کون مجہہ سے گناہ بخشواتا ہے کہ مین اسکے گناہ بخشون یہان تک کہ فجر ہو یعنے یہ وقت پچہلی تہائی رات کا نہایت مقبول ہے اُس وقت کی دعاء مستجاب ہے پس انسان کو چاہیئے کہ ایسے وقت عمدہ کو ہاتہہ سے نہ دے اور رات کو اٹہکر خدا سے گناہ بخشوائے اور دعاء مانگے اور نماز پڑہے ۔ اور ہر رات مین ایک ساعت ایسی ہے کہ مسلمان کی اُسمین ہر دعاء قبول ہوجاتی ہے برابر ہے کہ کوئی بہتری دنیا کی ہو یا آخرت کی سبب کوئی آدمی نماز کے لیے رات کو کہڑا ہو تو خدا اُس سے راضی ہوتا ہے اور اُس وقت بندہ خدا سے بہت نزدیک ہوتا ہے اور اللہ رحمت کرتا ہے اُس شخص پر کہ رات کو آپ بہی جاگے اور اپنی بیوی کو بہی جگائے اور اگر وہ نہ اُٹہے تو اُسکے مُنہ پر پانی کا چہینٹا مارے اور اسی طرح خدا رحمت کرتا ہے اُس عورت پر کہ رات کو آپ بہی جاگے اور اپنے خاوند کو بہی جگاوے اور اگر وہ نہ اُٹہے تو اُسکے منہ پر پانی کا چہینٹا مارے ۔

## باب ہے قنوت کے بیان مین

مستحب ہے صبح کی نماز مین پڑہنا دعاء قنوت کا ہمیشہ اور اسی طرح مستحب ہے پڑہنا اُسکا پکارکر اور اسی طرح اگر مسلمانون کو کوئی مصیبت پیش آوے مانند دشمن اور قحط اور وبا

اور پیاس اور ضرر کی تو مستحب ہے اس وقت پڑھنا دعاء قنوت کا سب نمازون مین اور اسی طرح
مستحب ہے پڑھنا اسکا بعد رکوع کے **ف** اور یہی مذہب ہے امام شافعی رح کا کہ صبح کی نماز مین
دعاء قنوت پڑھنا ہمیشہ مستحب ہے اور امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ مستحب ہے
اُٹھانا ہاتھ کا وقت دعاء قنوت کے اور منہ کو نہ ملے اور بعضے کہتے ہیں کہ مستحب ہے ملنا
اُنکا منہ پر اور بعضے کہتے ہین کہ ہاتھ نہ اُٹھاوے اور اسپر سب کا اتفاق ہے کہ سینے کا مسح کرنا
مکروہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ اسمین کوئی خاص دعا معین نہین بلکہ جو دعا کرے درست ہے
لیکن مستحب ہے کہ اللھم اہدنی فیمن ہدیت الخ پڑھے اور اگر صبح کی نماز مین قنوت نہ پڑھے تو سجدہ
سہو کرے اور امام ابو حنیفہ رح وغیرہ کہتے ہین کہ صبح کی نماز مین قنوت نہ پڑھے اور امام مالک رح
کہتے ہین کہ دعاء قنوت رکوع سے پہلے پڑھے اور جائز ہے دعا مانگنا اور بد دعا مانگنا واسطے
کسی معین اور خاص آدمی کے

## باب ہے عبادت مین میانہ روی کرنیکے بیان مین

خدا کے نزدیک بہت پیارا سب علمون سے وہ عمل ہے کہ ہمیشہ ہوتا رہے
اگرچہ تھوڑا ہی ہو یعنے اس واسطے کہ اسکا کرنے والا بیدار رہے غافل نہین کہ کبھی کرے
اور کبھی نہ کرے اور آدمی کو لازم ہے کہ جتنا عمل ہو سکے اتنا اختیار کرے اور نہین جائز ہے
اختیار کرنا مشکل اور سخت عبادت کا اس واسطے کہ جب کوئی سخت عبادت اختیار کرے تو
آخر تھک کر تھوڑی عبادت سی بہی رہ جاویگا پس ثواب سے بالکل محروم رہے گا پس لازم ہے
کہ آدمی عبادت مین میانہ روی اختیار کرے نہ بہت مشکل عبادت اختیار کرے اور نہ بالکل
چھوڑ دے اور جب تک کہ دل خوش اور چست رہے تب تک نماز پڑھے اور جب کاہل یا سست ہو تو
بیٹھ جاوے کہ سستی مین نماز کی لذت نہین آتی اور اسیطرح اگر کسی کو نماز کی حالت مین
اونگھ آوے تو چاہیے کہ لیٹ جاوے یہان تک کہ نیند جاتی رہے اس واسطے کہ جب کوئی نماز
پڑھتا اونگھتا تو اسکو معلوم نہ ہو گا شاید وہ تو خدا سے مغفرت مانگنے کا قصد کرے سو اپنی
جان کو گالی دے

## باب ہے قیام رمضان یعنے تراویح کے بیان مین ۔

رمضان کے مہینے مین رات کو تراویح پڑھنے کا بڑا ثواب ہے کہ جو شخص ایمان سے اور ثواب
کے واسطے رمضان کی راتون مین نماز پڑھے گا تو اسکے گناہ بخشے جاوین گے ۔ اور

نماز تراویح کی کوئی حد معین نہین جس قدر پڑہے درست ہے خواہ تہوڑی ہو یا بہت خواہ رکعتین
ہون یا چار یا دس یا بیس یا چالیس مثلاً یا کم و بیش لیکن مستحب ہے کہ گیارہ رکعتین پڑہے آٹھ
رکعت تراویح اور تین وتر کہ حضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اصحاب کا فعل یہی ہے **ف** حنفیہ
کہتے ہیں کہ تراویح بیس رکعت ہین اس سے کم و بیش نہ کرے لیکن یہ قول اُنکا مخالف ہے ظاہر حدیث
کے۔ اور جائز ہے پڑہنا تراویح کا اول رات میں بہی اور درمیان مین بہی اور پچہلی رات مین
بہی یعنے اسکا کوئی وقت معین نہین کہ اُس سے پس و پیش کرنا درست نہ ہو اور افضل ہے
پڑہنا اُسکا بیچ مسجد کے جماعت سے اور اگر گہر مین پڑہے تو بہی درست ہی لیکن افضل نہین
**ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ سب امت کا اجماع ہے اسپر کہ قیام رمضان
یعنے تراویح کی نماز واجب نہین بلکہ مستحب ہے لیکن اسمین اختلاف ہے کہ اسکا گہر مین اکیلے
پڑہنا افضل ہے یا جماعت سے مسجد مین سو امام شافعی رح اور اُنکے جمہور اصحاب اور ابو حنیفہ رح
اور احمد رح اور بعض مالکیہ وغیرہم کہتے ہین کہ اُنکا جماعت سے پڑہنا افضل ہے جیسے کہ حضرت
عمرؓ اور اصحاب نے کیا اور مسلمانون کا اسپر ہمیشہ عمل رہا کہ وہ شعائر اسلام سے ہے اور
امام مالک اور بعض شافعیہ اور ابو یوسف کہتے ہین کہ اُنکا گہر مین پڑہنا افضل ہے اکیلے انتہے
اور مستحب ہے کہ سب رات تراویح مین کہڑا رہے سحری کے کہانے تک اور اگر پہلی رات ہی
پڑہ لے تو بہی درست ہے **ف** تہجد کی نماز تراویح کی نماز کے غیر ہے یعنے رمضان مین
تہجد کی نماز پڑہنے سے تراویح کا ثواب حاصل نہین ہوتا۔ اور اسی طرح جو کوئی ایمان سے
اور ثواب کے واسطے شب قدر کی رات مین جاگے اُسکے بہی اگلے گناہ بخشے جاتے ہین اور وہ
رمضان کی ستائیسوین رات ہے۔ اور اسی طرح شعبان کے مہینے کی پندرہوین رات
کا بہی بڑا ثواب ہے کہ اُس مین سب مخلوق کے گناہ بخشے جاتے ہین مگر شرک اور غصہ
رکہنے والے کے گناہ نہین بخشے جاتے۔ **باب ہے چاشت کی**
**نماز کے بیان مین** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ چاشت
کی نماز کا پڑہنا مستحب ہے اور ادنے درجہ اُسکا دو رکعت ہین اور اعلے درجہ اُسکا آٹہ
رکعتین ہین اور اُنکے درمیان چار اور چہ رکعتین ہین کہ وہ دو رکعتون سے افضل ہین

یہ حدیث ابی ہریرہ کی اور مضمون صحیح مسلم کے صفحہ ۲۵۹ مین ہے ۱۲
یہ حدیث ابی موسی کی مشکوۃ کے باب قیام شہر رمضان کے فصل ۳ مین ہے ۱۲
یہ حدیث عائشہ کی اور مضمون صحیح مسلم کے صفحہ ۲۳۹ مین ہے ۱۲

اور آٹھ سے ادا کرتے ہین اور یہی مذہب ہے جمہور علماء کا کہ چاشت کی نماز مستحب ہے اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ چاشت کی نماز بدعت ہے سو یہ محمول ہے اسپر کہ مسجد مین نہ پڑہی گہر مین پڑہے اور یا یہ حدیث انکو نہین پہونچی۔ اور نماز چاشت کے پڑہنے کا بڑا ثواب ہے کہ جو شخص کہ صبح کی نماز پڑہکے اپنی جگہہ بیٹہا رہے یہانتک کہ چاشت کی دو رکعتین پڑہے تو اُسکے سب گناہ بخشے جاتے ہین اگرچہ مانند جہاگ دریا کی ہون اور اُس کی تین سو ساٹہہ جوڑ کا صدقہ ادا ہو جاتا ہے

## باب ہے نفل نماز کے بیان مین

نفل نماز پڑہنے کا اتنا ثواب ہے کہ اگر کوئی گناہ کرے اور پہر وضو کرکے نفل پڑہے تو اُسکا گناہ معاف ہو جاتا ہے اور اگر کوئی غم ہو تو اُس سے دور ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص کہ تحیۃ الوضو کی دو رکعتین نفل پڑہے یعنے ہر وضو کے ساتہہ دو رکعتین نفل پڑہے تو وہ قیامت کے دن بہشت مین داخل ہوگا۔

## باب ہے نماز استخارہ کے بیان مین

جب کوئی کسی کام کا قصد کرے تو سنت ہے کہ دو رکعت نفل پڑہکے یہ دعا کرے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّکَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰھُمَّ اِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْہُ لِیْ وَیَسِّرْہُ لِیْ ثُمَّ بَارِکْ لِیْ فِیْہِ اَللّٰھُمَّ وَاِنْ کُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ ھٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَمَعَاشِیْ وَعَاقِبَۃِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْہُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْہُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ کَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِہٖ یعنے الٰہی مین تجہہ سے خیریت مانگتا ہون تیرے علم کے وسیلے سے اور تجہہ سے قدرت مانگتا ہون تیری قدرت کے وسیلے سے اور سوال کرتا ہون تیرے بڑے فضل سے سو مقرر تو قادر ہے اور مجہکو قدرت نہین اور تو جانتا ہے اور مین نہین جانتا اور تو سب چہپی چیزون کا دانا ہے الٰہی اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام (اسجگہ اپنے کام کا نام لے) بہتر ہے میرے واسطے میرے دین اور دنیا مین اور انجام کار مین تو اُسکو میرے واسطے مقدر کر اور اُسکو میرے واسطے آسان کر دے اور مجہکو اسمین برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام میرے حق مین برا ہے میرے دین مین اور دنیا اور میرے انجام کار مین تو اُسکو ہٹا دے مجہہ سے اور ہٹا دے مجہکو اُس سے اور مقدر کر دے میرے واسطے بہتر کام

جہان کہین کہ ہو پہر مجہکو اُس سے راضی کردے **ف** تین روز یا سات روز تک اسی طرح کرے انجام بخیر ہوگا یا خواب مین کچھہ حال معلوم ہوگا یا دل مین کرنا یا نہ کرنا جم جاویگا مولانا خرم علی صاحب

## باب ہے نماز تسبیح کے بیان مین

تسبیح کی نماز چار رکعتین ہین ہر رکعت مین الحمد اور سورت پڑہے اور جب پہلی رکعت مین الحمد اور سورت سے فارغ ہو تو پہر پندرہ بار کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پہر جب رکوع مین جاوے تو دس بار یہ کلمہ رکوع مین کہے اور جب رکوع سے سر اوٹہادے تو پہر دس بار اسکو کہے پہر جب سجدے مین جاوے تو سجدے مین بہی اسکو دس بار کہے پہر جب سجدے سے سر اٹہاوے تو اُس وقت بہی اسکو دس بار کہے پہر دوسرے سجدے مین بہی اسکو دس بار کہے اور جب دوسرے سجدے سے سر اٹہاوے تو اُس وقت بہی اسکو دس بار کہے پس ایک رکعت مین یہ کلمہ پچہتر بار ہوا اور اسی طرح ہر ہر رکعت مین پچہتر بار کہے اور چارون رکعتین اسی طور سے پڑہے جو شخص اسکو پڑہے خدا اُسکے سب گناہ بخش دیتا ہے پہلے بہی اور پچھلے بہی نئے بہی اور پرانے بہی خطا بہی اور عمد بہی چہوٹے بہی اور بڑے بہی چہپے بہی اور ظاہر بہی پس اگر کسی کی طاقت ہو تو اس نماز کو ہر روز پڑہے ورنہ ہر جمعہ مین ایک بار پڑہے نہین تو برس مین ایک بار پڑہے نہین تو ساری عمر مین ایک بار پڑہے

## باب ہے نماز سفر کے بیان مین

جب کوئی سفر کو نکلے تو سنت ہے کہ نماز کو قصر کرے یعنی چار فرض کو دو کرکے پڑہے اور اگر پوری نماز پڑہے یعنے چار فرض کو چار ہی پڑہے تو بہی درست ہے لیکن قصر کرنا افضل ہے **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ علماء کو اختلاف ہے اسمین کہ سفر مین قصر کرنا افضل ہے یا پوری نماز پڑہنا افضل ہے سو امام شافعی اور مالک اور اکثر علماء کے نزدیک قصر کرنا اور پوری نماز پڑہنا دونو جائز ہین لیکن دوگانہ پڑہنا افضل ہے اور امام ابو حنیفہ رح اور بہت علماء کہتے ہین کہ قصر کرنا یعنے چار فرض کو دو کرکے پڑہنا واجب ہے اور پوری نماز پڑہنا درست نہین اور دلیل انکی یہ حدیثین ہین اور امام شافعی رح وغیرہ نے دلیل پکڑی ہے ساتہہ حدیثون مشہورہ کے جو کہ صحیح مسلم وغیرہ مین ہے کہ اصحاب حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتہہ سفر کرتے تہے سو اُن مین سے بعض قصر کرتے تہے اور بعض پوری نماز پڑہتے تہے تو لیکن تینون جائز ہے قصر کرنا صبح کی نماز کو

اور نہ شام کی نماز میں **ف** امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ امام شافعی رح
اور مالک رح اور اوزاعی رح اور لیث رح اور فقہاء حدیث اور جمہور کہتے ہیں کہ نہیں جائز ہے قصر
کرنا بیچ کم سے دو منزلوں درمیانی سے اور وہ اڑتالیس میل ہاشمی ہیں اور میل چھ ہزار ہاتھ
کا ہے اور ہاتھ چوبیس انگلی کا ہے چوڑاؤ کی طرف سے اور انگلی چھ جو کی ہے چوڑاؤ کی طرف سے
اور امام ابو حنیفہ رح اور اہل کوفہ کہتے ہیں کہ تین منزل سے کم میں قصر کرنا درست نہیں یہی ہے
مروی ابن مسعود اور حذیفہ رض سے اور داؤد اور اہل ظاہر کہتے ہیں کہ ہر سفر میں قصر کرنا درست
ہے خواہ چھوٹا ہو یا بڑا یہاں تک کہ تین میل میں بھی قصر کرنا درست ہے انتہی۔ اور شیخ
عبد الحق نے شرح مشکوۃ میں لکھا ہے کہ محدثین کے نزدیک سفر اور اسکے احکام کی کوئی
حد معین ثابت نہیں ہوئی اور حدیثوں سے مطلق سفر ثابت ہوتا ہے خواہ تھوڑا ہو یا
بہت ہو انتہی پس[1] جسکو سفر کہا جاوے اسمیں قصر کرنا درست ہے خواہ تھوڑا ہو یا بہت اور
ادنے درجہ اسکا نو میل ہیں یعنے اگر کہیں نو میل تک جانا ہو تو اسمیں بھی قصر کرنا درست ہے
اور یہی قول صحیح ہے اور اگر کوئی کہے کہ اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اخیر حد سفر کی نو میل
تک ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ جب آدمی سفر کی نیت پر اپنے شہر سے باہر نکلے تو اسکو اسی جگہ
سے نماز کا قصر کرنا درست ہے پھر راوی کا قصر سے پوچھنا اور انس رض کا اسکو نو میل بتانا محض
لغو در لغو ہے کہ سائل اور مجیب کے سوال اور جواب سے کچھ بھی مطلب حاصل نہیں ہوتا اور نیز اندریں
صورت اس سے لازم آتا ہے کہ جب کوئی سفر کی نیت پر اپنے شہر سے باہر نکلے تو اسکو نو میل
سے کم میں قصر کرنا درست نہ ہو حالانکہ یہ بات بالاجماع باطل ہے **ف** اور پھر کہا کہ جائز ہے شروع
کرنا قصر کا جبکہ جدا ہو اپنی شہر کی عمارتوں سے اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب تمام علماء کا
اور امام مالک رح کہتے ہیں کہ تین میل سے کم میں قصر نہ کرے اور عطا وغیرہ کا یہ قول ہے کہ شہر
کے نکلنے سے پہلے ہی درست ہے اور مجاہد رح نے کہا کہ نکلنے کے دن رات تک قصر نہ کرے اور یہ
اقوال مخالف حدیث اور اجماع سلف اور خلف کے ہیں اور نیز امام نووی[2] رح نے شرح صحیح مسلم میں
لکھا ہے کہ مذہب امام شافعی رح اور مالک رح اور ابو حنیفہ رح اور احمد رح اور جمہور کا یہی ہے کہ ہر سفر مباح میں قصر
کرنا درست ہے لیکن امام شافعی رح اور مالک رح اور احمد رح اور اکثر علماء کے نزدیک معصیت کے سفر میں

[1] یہ حدیث انس رض کی صحیح مسلم میں ہے

قصر کرنا درست نہین اور اسی طرح دو نمازون کا جمع کرنا بھی اسکو جائز نہین اور امام ابوحنیفہؒ
اور ثوری کہتے ہین کہ معصیت کے سفر مین بھی قصر کرنا درست ہے اور معصیت کا سفر یہ ہے کہ سفر
کرے واسطے رہزنی کے یا ناحق لڑنے کے یا اپنے والدین کا نافرمان ہو یا اپنے مالک سے بھاگا
ہو اور مانند انکی اور کہا کہ عرفات اور مزدلفہ مین حاجیون کو قصر کرنا درست ہے لیکن جو
لوگ کہ مکے مین رہتے ہون یا حد قصر سے کم مین رہتے ہون انکو عرفات اور مزدلفہ اور منیٰ مین
قصر کرنا درست نہین ۔ یہ قول جمہور کا ہے اور امام مالک کے نزدیک درست ہے ۔ اور پھر کہا کہ اگر مسافر
کسی جگہ مین چار دن سے کم ٹھیرنے کی نیت کرے سوای دن دخول اور خروج کے تو قصر کرے
یعنے اور اگر چار دن یا زیادہ ٹھیرنے کی نیت کرے تو پوری نماز پڑھے اور
تین دن اقامت شرعیہ نہین اور یہی قول ہے امام شافعیؒ اور جمہور علماء کا اور اس مسئلے مین
علماء سلف کو بڑا اختلاف ہو رہا تھا اور ابن عباسؓ نے کہا کہ اگر انیس ۱۹ دن یا زیادہ اقامت
کرے تو قصر نہ کرے ورنہ قصر نہ کرے اور جب پھر وطن اقامت سے چلے تو بھی قصر کرے اور جائز
ہے سفر مین پڑھنا سنتون اور نفلون کا **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ
اتفاق ہے سب علماء کا کہ سفر مین مطلق نفل پڑھنے مستحب ہین اور سنتون کے مستحب ہونے
مین اختلاف ہے ابن عمرؓ وغیرہ کے نزدیک مستحب نہین اور امام شافعیؒ اور جمہور علماء کے نزدیک
مستحب ہین اور دلیل انکی وہ حدیثین ہین جو سنتون کے مستحب ہونے مین عام طور سے وارد
ہوئی ہین اور جائز ہے جمع کرنا دو نمازون کا سفر مین یعنے ظہر کا ساتھ عصر کے اور مغرب کا
ساتھ عشا کے برابر ہے کہ پہلی نماز کے وقت مین دونو کو جمع کرکے پڑھے یا دوسری نماز کے
وقت مین دونو کو جمع کرے اور برابر ہے کہ کسی جگہ ٹھیرا ہو یا سیر کی حالت مین ہو **ف**
امام نوویؒ نے شرح صحیح مسلم مین لکھا ہے کہ امام شافعیؒ اور بہت علماء کے نزدیک جائز ہے جمع
کرنا ظہر اور عصر کو جسکے وقت مین چاہے دونو مین سے اور جائز ہے جمع کرنا شام اور عشاء کا
جسکے وقت مین چاہے دونو مین سے بیچ طویل سفر کے اور چھوٹے سفر مین درست نہین اور
طویل سفر اڑتالیس ۴۸ میل کا ہے جیسے کہ اوپر گذرا اور اگر کوئی پہلی نماز کے وقت کہین ٹھیرا ہو
تو اسکو افضل ہے کہ دونو کو پہلی کے وقت مین جمع کرے اور اگر سیر کی حالت مین ہو تو اسکو افضل

کر دونو کو دوسری نماز کے وقت مین پڑہے جبکہ جانتا ہو کہ دوسری نماز کے وقت نکلنے سے پہلے کسی جگہ
اتریگا اور اگر دونو صورتون مین مخالفت کرے تو بہی جائز ہے لیکن ہربار افضل کی لازم آویگی اور پہلی
نماز کے وقت مین جمع کرنیکی شرط یہ ہے کہ پہلی نماز کو پہلے پڑہے اور اُس سے فارغ ہونے سے پہلے جمع
کی نیت کرے اور دونو کے درمیان فرق اور فاصلہ نہ کرے اور اگر دوسری نماز کے وقت مین دونو کو جمع
کرنے کا ارادہ ہو تو واجب ہے کہ پہلے نماز کے وقت جمع کی نیت کرے اور اسکے وقت تنگ ہونے سے پہلے
نیت کرے ساتھ اسطرح کے کہ اسکے ادا کرنے کی گنجائش ہو اور اگر بلا نیت تاخیر کرے تو گنہگار ہوگا اور نماز
قضا ہو جاویگی اور اگر نیت سے تاخیر کرے تو مستحب ہے کہ پہلی نماز کو پہلے پڑہے اور نیت جمع کی کرے اور انکے
درمیان کچھ فرق نہ کرے ساتھ نفل وغیرہ کے اور جائز ہے جمع کرنا دو نمازون کا مینہ مین بیچ وقت
پہلی نماز کے اور دوسری نماز کے وقت مین صحیح قول پر درست نہین اسواسطے کہ دوسری نماز کے وقت
تک مینہ کے رہنے کا اعتبار نہین اور شرط جمع کی یہ ہے کہ پہلی نماز کی تکبیر تحریمہ سے دوسری نماز کے
شروع تک مینہ برستا ہو اور اسی طرح جائز ہے جمع کرنا واسطے اُس شخص کے کہ وہ جماعت کی طرف چلے بغیر
پردہ کے اور اسکے کپڑے مینہ سے تر ہو جاوین اور صحیح تر یہ ہے کہ جائز نہین یہ ہے مذہب ہمارا مینہ کے
وقت جمع کرنے مین اور یہی قول ہے جمہور علماء کا بیچ ظہر اور عصر کے اور شام اور عشا کے اور امام مالک
کے نزدیک صرف شام اور عشا مین درست ہے ظہر اور عصر مین درست نہین اور اسیر بیمار پس مشہور
مذہب امام شافعی رح اور اکثر علماء کا یہ ہے کہ انکو جمع کرنا درست نہین اور امام احمد اور ایک جماعت
اصحاب شافعی رح کے نزدیک درست ہے اور یہی قوی قول ہے باعتبار دلیل کے جیسے کہ ابن عباس رض
کی حدیث مین آئندہ آویگا اور امام ابو حنیفہ رح کہتے ہین کہ دو نمازون کا جمع کرکے پڑہنا درست نہین
نہ مینہ کے سبب سے اور نہ سفر کے سبب سے اور نہ بیماری کے سبب سے اور نہ کسی اور چیز کے سبب سے مگر عرفات مین
اور صحیحین وغیرہ کی حدیثین صحیحہ اُسپر حجت ہین یعنے یہ قول انکا حدیث کی مخالف ہے انتہے ملخصاً اور
کہا کہ اماموں کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ حاجت کے وقت گہر مین بہی دو نمازون کا جمع کرنا درست
ہے اُس شخص کے لیے کہ اسکو عادت نہ ٹہیرا دے یہی قول ہے ابن سیرین اور اشہب کا اصحاب مالک رح
سے اور حکایت کی ہے اسکو خطابی نے قفال شاشی کبیر سے اُسنے ابی اسحاق مروزی سے اور نقل کی ہے
ایک جماعت اصحاب حدیث سے اسی کو اختیار کیا ہے ابن منذر نے اور اسی کی تائید ہے

ظاہر قول ابن عباس رض کا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ کیا کہ آپ کی امت کو حرج نہ ہو اسلئے کہ وہ عام ہے کسی خاص چیز بیماری وغیرہ کا اُسمین ذکر نہیں یعنے جس چیز مین حرج ہو اسکے سبب سے جمع کرنا درست ہوگا خواہ کوئی چیز ہو انتھے ملخصا اور جائز ہے مسافر کو نماز پڑھنا پیچھے مقیم کے اور مقیم کو پیچھے مسافر کے لیکن اگر مقیم مسافر کے پیچھے نماز پڑھے تو اسکو قصر کرنا جائز نہین بلکہ وہ اپنی نماز پوری کرے یعنے سلام کے بعد باقی نماز اُٹھکر پڑھ لے اور اگر مسافر مقیم کے پیچھے نماز پڑھے تو اسکو اختیار ہے خواہ قصر کرے یا پوری نماز پڑھے ہر طرح درست ہے اور سنت ہی پڑھنا اور ترک کا سفر مین۔

## باب ہے جمعہ کے بیان مین

جمعہ کا دن سب دنون سے افضل اور بہتر ہے کہ اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن بہشت مین داخل کیے گئے اور اسی دن بہشت سے نکالے گئے اور قیامت نہ قائم ہوگی مگر دن جمعہ کے اور نہین کوئی فرشتہ اور نہ آسمان اور نہ زمین اور نہ ہوا اور نہ پہاڑ اور نہ دریا اور نہ جانور مگر کہ انتظار کرتے ہین قیامت کے دن جمعہ کے اور ڈرتے ہین اُس سے کہ مبادا آج ہی قیامت ہو مگر جن اور آدمی۔ اور جمعہ مین ایک ایسی ساعت ہے کہ اُس مین مسلمان جو دعا کرے سو قبول ہوتی ہے جب تک کہ حرام چیز نہ مانگے اور اسی طرح اُسمین جس چیز سے پناہ مانگے پناہ ملتی ہے اور وہ ساعت اُس وقت سے ہے کہ امام منبر پر بیٹھے یہان تک کہ نماز ہو چکی اور یا وہ جمعہ کے اخیر ساعت ہی جب آفتاب ڈوبنے لگے پس لازم ہے کہ جمعہ کے دن دنیا کا کام چھوڑ کر سب انسان عبادت کے واسطے جمع ہون اور جمعہ کے دن درود پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اس لیے کہ جس وقت کوئی درود پڑھے اُسی وقت وہ درود حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہونچایا جاتا ہے اور نہین کوئی مسلمان کہ مرے دن جمعہ کے یا رات جمعہ کی مگر کہ بچاتا ہے اُسکو اللہ فتنے قبر کے سے

## باب ہے جمعہ کے واجب ہونے کے بیان مین

جمعہ کی نماز فرض عین ہے یعنے فرض ہے ہر مسلمان پر اور ثابت ہے ساتھ کتاب اور سنت اور اجماع امت کے پس نہین جائز ہے ترک کرنا اُسکا کسی حال مین سوای عذر شرعی کے اور جو شخص کہ جمعہ کی نماز بلا عذر شرعی کے چھوڑے تو اُسکے دل پر غفلت کی مہر ہو جاتی ہے اور رحمت الٰہی سے

محروم رہتا ہے اور واجب ہے جمعہ پڑہنا ہر گاؤن مین اگرچہ اسمین صرف تین آدمی ہون
جنمین ایک امام ہو اور امام مالک کے نزدیک بارہ آدمی سے جمعہ صحیح ہوتا ہے - اور امام شافعی کے
نزدیک چالیس آدمی سے - اور اسی طرح واجب ہے پڑہنا جمعہ کا اُس شخص پر کہ سُنے اذان
جمعہ کی اور اسی طرح واجب ہے جمعہ اُسپر کہ جمعہ پڑہکے رات سے پہلے اپنے گہر مین آسکے لیکن
نہین واجب ہے پڑہنا جمعہ کا بیمار پر اور نہ مسافر پر اور نہ عورت پر اور نہ غلام پر اور نہ لڑکے پر

## باب ہے جمعہ کے دن کپڑے اور بدن کے ستہرا کرنے اور خوشبو لگانے اور جمعہ کی طرف اول وقت جانے کے بیان

جو شخص جمعہ پڑہنے کا ارادہ کرے تو اُسکو مستحب ہے کہ پہلے نہاوے
اور صفائی اور ستہرائی حاصل کرے جتنی ستہرائی کہ اُس سے ہو سکے یعنے حجامت بنوائے اور
کپڑے دہو کر پہنے پہر تیل لگاوے یا خوشبو ملے پہر دوپہر ڈہلتی یعنے اول وقت مسجد مین جاوے
اور دو ملے بیٹہون کو نہ چہیڑے پہر نماز پڑہے جتنی کہ اُسکی قسمت مین ہو یعنے تحیۃ المسجد اور
سنتین پہر جب امام منبر پر آوے تو چپکے خطبہ سُنتا رہے اس لیے کہ جو کوئی یہ سب کام
کرے اُسکے دس دن کے گناہ معاف ہو جاتے ہین اور ہر قدم کے بدلے ایک برس کی عبادت
کا ثواب ملتا ہے **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہی کہ مذہب جمہور علماء سلف
اور خلف اور فقہا سب شہرون کا یہ ہے کہ جمعہ کے دن نہانا مستحب ہے واجب نہین اور یہی
ہے معروف امام مالک اور اُنکے اصحاب سے اور اہل ظاہر وغیرہ کہتے ہین کہ جمعہ کے دن
نہانا واجب ہے لیکن یہ قول اُنکا صحیح نہین اور یہ کہا کہ جمعہ کے دن نہانا ہر شخص کے لیے
مستحب ہے جو اُسکے پڑہنے کا ارادہ رکہتا ہو خواہ مرد ہو یا عورت اور بالغ ہو یا نابالغ اور اسی
طرح مستحب ہے کہ جمعہ کے دن اول وقت مسجد مین جاوے اسلیے کہ جو اول وقت مسجد مین
جاوے تو اُسکو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے - اور جو دوسری گہڑی آوے تو اُسکو
گائے یا بیل کی قربانی کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جو تیسری گہڑی آوے تو اُسکو دنبے
کی قربانی کا ثواب ملتا ہے - اور جو چوتہی گہڑی آوے تو اُسکو مرغی کی
قربانی کا ثواب ملتا ہے - اور جو پانچوین گہڑی آوے تو اُسکو ایک انڈا خدا کے

ف یہ پوری حدیث دیکھو مشکوٰۃ کے باب التنظیف کے فصل ثانی مین ہے ۱۲

راہ میں دینے کا ثواب ملتا ہے **ف** امام نووی رحمہ نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ
مذہب امام شافعی رح اور ابن حبیب مالکی اور جمہور علماء کا یہ ہے کہ مستحب ہے کہ جمعہ کے لیے مسجد میں
اول وقت جاوے اول دن میں اور یہ گہڑیاں انکے نزدیک اول دن سے شروع
ہوتی ہیں بعضے کہتے ہیں کہ صبح صادق سے شروع ہوتی ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ سورج
نکلنے سے شروع ہوتی ہیں صحیح تر یہ قول ہے کہ صبح صادق سے شروع ہوتی ہیں پہر جو
کوئی پہلی گہڑی کے ابتدا میں آوے اور جو اُسکے اخیر میں آوے تو اصل اونٹ کی قربانی
کے ثواب میں یہ دونو شریک ہیں لیکن ابتدا کے آنے والے کا اونٹ افضل ہے اخیر میں آنے
والے سے اور جو اُسکے درمیان میں آوے تو اسکو درمیانے اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا
ہے وعلیٰ ہذا القیاس سب گہڑیوں کا اسی طرح حکم ہے انتہے ملخصًا **ف** اور واجب ہے
چپ رہنا واسطے خطبہ جمعہ کے اور نہیں جائز ہے کلام کرنا خطبہ میں یعنے خطبے کے شروع
ہونے سے پہلے کلام کرنا درست ہے **ف** امام نووی رحمہ نے شرح صحیح مسلم میں لکہا ہے کہ بعضے
علماء کہتے ہیں کہ خطبے کی حالت میں کلام کرنا حرام ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ مکروہ تنزیہی ہے
اور یہی دو قول ہیں امام شافعی رحمہ کے اور امام مالک رح اور شافعی رح اور ابو حنیفہ رح اور عام علما کہتے
ہیں کہ خطبے کے لیئے چپ رہنا واجب ہے اور بعض سلف سے مروی ہے کہ واجب نہیں مگر جبکہ امام
قرآن پڑہا جاوے اور اگر امام کی آواز نہ سُنے تو بہی جمہور کے نزدیک چپ رہنا واجب ہے اور امام
احمد رح اور نخعی رح کہتے ہیں کہ واجب نہیں اور اگر کسی کو منع کرنا ہو تو اشارے سے منع کرے اور اگر
اشارہ نہ سمجہے تو بہت تہوڑی کلام سے منع کرے اور اسی طرح واجب ہے بیٹہنا واسطے سننے
خطبے کے اور پہر کہا کہ سکوت کا واجب ہونا اور کلام کا منع ہونا صرف خطبے کی حالت میں ہے
آگے پیچہے نہیں اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب مالک رح اور جمہور کا اور ابو حنیفہ رح کہتے ہیں
کہ جب امام خطبے کے لیئے نکلے تو اسی وقت چپ کرنا واجب ہوجاتا ہے انتہے اور نہیں جائز ہے
بیچ خطبے کی حالت میں کہیلنا ساتہہ کنکریوں کے یا برابر کرنا اُنکا۔ اور نہیں جائز ہے واسطے
کسی کے یہ کہ اٹہا دے اپنے بہائی مسلمان کو اُسکی جگہ سے پہر بیٹہے آپ اُسی جگہ
میں لیکن یوں کہنا درست ہے کہ کہل بیٹہو تاکہ سب کو جگہ ہو جاوے اور نہیں جائز ہے

دن جمعے کے کودنا آدمیون کی گردنون پر یعنے صفون کو چیر کر اگلی صف مین جانا درست نہین
کہ اسمین لوگون کو تکلیف ہوتی ہے - اور مکروہ ہے خطبے کی حالت مین بیٹھنا اپنے کولے پر
اسطرح سے کہ اپنے گھٹنے کھڑے کرکے ہاتھ یا کپڑے سے پیٹ کے ساتھ ملاوے اور اگر جمعے کے
دن کوئی اونگھے تو اسکو چاہیے کہ اپنی جگہ بدل ڈالے - اور مستحب ہے کہ جمعہ کے لیے جدے
کپڑے بنا رکھے سوائے کپڑوں کاروبار کے اور اسی طرح مستحب ہے کہ خطبے کے وقت امام سے
نزدیک رہے دور نہ رہے - اور مستحب ہے پڑھنا نفلون کا جمعے کے دن پہلے آنے امام کے سے
اور یہی ہے مذہب جمہور کا اور نوافل مطلقہ کی کوئی حد نہین کہ اس سے کم و بیش کرنا درست نہ
ہو اور جائز ہے کلام کرنا بعد خطبے کے پہلے تکبیر تحریمہ کے خواہ امام ہو یا مقتدی اور وقت جمعے کا
بعد ڈھلنے دوپہر کے ہے - اور نہین جائز ہے پڑھنا جمعہ کا پہلے دوپہر ڈھلنے کے **ف** اور یہی ہے
مذہب امام مالک اور ابوحنیفہ اور شافعی اور جمہور علما کا اصحاب و تابعین سے اور جو انکے بعد ہین
کہ نہین جائز ہے پڑھنا جمعہ کا مگر پیچھے ڈھلنے سورج کے اور امام احمد وغیرہ کے نزدیک زوال سے پہلے
بھی جمعہ پڑھنا درست ہو لیتے - اور مستحب ہے کہ جمعہ سے پہلے چار سنتین پڑھے اور اگر دو پڑھے
تو بھی جائز ہے لیکن افضل نہین **باب ہے جمعہ کی نماز اور خطبے کے**
**بیان مین** جب امام منبر پر آوے تو مستحب ہے کہ آتے ہی اول اسپر بیٹھ جاوے
یہان تک کہ موذن اذان دے **ف** اور یہی ہے مذہب امام شافعی اور مالک اور جمہور
کا اور امام ابوحنیفہ رح کہتے ہین کہ مستحب نہین اور یہی ایک قول مالک کا ہے - لیکن یہ قول
انکا مخالف ہے حدیث کے اور سنت ہے کہ جمعہ کے دن تین بار اذان کہی جاوے اول
اذان بازار مین اور یا اسجگہ کہ وہان مسلمانون کا مجمع ہو - دوسری اذان جب امام خطبے
کے لیے منبر پر بیٹھے اور تیسری اذان تکبیر کی - اور مستحب ہے پڑھنا خطبے کا منبر پر اور اگر زمین
پر خطبہ پڑھے تو بھی درست ہے لیکن افضل نہین اور اسیطرح مستحب ہے امام کو جب منبر پر بیٹھے تو لوگون
کو السلام علیکم کہے - اور اسی طرح مستحب ہے اسکو کہ عصا یا تلوار پر ٹیک لگا کر خطبہ پڑھے اور اسی
طرح مستحب ہے اسکو کہ خطبے کو چھوٹا کرے اور نماز کو دراز کرے یعنے بہ نسبت خطبے کے
اور اسی طرح مستحب ہے اسکو کہ خطبے مین اما بعد کہے اور اسی طرح مستحب ہے اسکو کہ خطبے مین

کے بیان مین بیماری کا بڑا عظیم ثواب ہے کہ نہین کوئی مسلمان کہ پہونچے اسکو کوئی
بیماری یا مصیبت رنج یا کوئی دکھہ یا کوئی فکر یا غم یا ایذا یہان تک کہ کانٹا پہر صبر کرے اُسپر
اور راضی ہو ساتھ قضا الٰہی کے مگر کہ دور کرتا ہے اللہ تعالے بسبب اُسکے گناہ اُسکے جیسے کہ
جہاڑتا ہے درخت پتے اپنے اور پاک کرتا ہے اسکو گناہون سے مانند اُس دن کی کہ جنا تہا
اُسکو ماں اُسکی نے اور لکہا جاتا ہے واسطے اُسکے عمل اُسکا مانند اُسچیز کی کہ عمل کرتا تہا تندرستی
مین اور اسی طرح تپ کا بہی بڑا ثواب ہے کہ تپ دور کرتا ہے گناہ آدمی کے جیسے دور کرتی ہے
بہٹی میل لوہے کی اور جب بندے کے گناہ بہت ہو جاتے ہین اور نہین ہوتے واسطے اسکے
اعمال نیک کہ کوئی چیز کہ جہاڑے اُسکو تو مبتلا کرتا ہے اُسکو اللہ ساتھ غم کے تاکہ جہاڑے
اُسکے گناہون کو بسبب اُس غم کے اور اسیطرح ہو کہ مقدر ہو واسطے کسی بندے کے اللہ کیطرف
سے کوئی مرتبہ عالی بہشت مین اور نہ پہونچ سکتا ہو وہ اُسکو ساتھ عمل کے تو مبتلا کرتا ہے اسکو
اللہ بدن اُسکے مین یا مال اُسکے مین یا اولاد اُسکی مین اور وہ اُسپر صبر کرتا ہے یہانتک کہ پہونچاتا
ہے اسکو اللہ اُس مرتبہ مین کہ مقدر ہے واسطے اُسکے اور جو کوئی راہ خدا مین مارا جاوے وہ
شہید ہے اور جو طاعون یعنے وباء عام مین مرے اُسکو بہی شہادت کا ثواب ملتا ہے اور جو
پیٹ کی بیماری یعنے دستون وغیرہ سے مرے اسکو بہی شہادت کا ثواب ملتا ہے اور جو
پانی مین ڈوب کر مرے اُسکو بہی شہادت کا ثواب ملتا ہے اور جو کسی دیوار یا چہت وغیرہ
کے نیچے دب کر مرے اسکو بہی شہادت کا ثواب ملتا ہے اور جو ذات الجنب کی بیماری کر مرے وہ
بہی شہید ہے اور جو آگ مین جلکر مرے اسکو بہی شہادت کا ثواب ملتا ہے اور جو عورت کہ
پیٹ سے مرے اسکو بہی شہادت کا ثواب ہے اور جو شخص کہ اندہا ہو جاوے اور اُسپر صبر کرے تو
وہ بہشت مین داخل ہوگا اور جب کسی کو بدن مین کسی جگہ درد ہو تو چاہیے کہ اپنا ہاتہ اُس
جگہ پر رکہے اور تین بار بسم اللہ کہے اور سات بار کہے اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ
مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ یعنے پناہ مانگتا ہون ساتھ عزت اللہ کے اور قدرت اُسکی کے برائی اسچیز کی کہ
یعنے درد کی سے کہ پاتا ہون اسکو تو خدا کے فضل سے وہ درد دور ہو جاتا ہے اور اگر
کوئی اپنے گہر کے سوا اور جگہ یعنے غیر وطن مین مرے تو مانا جاتا ہے وطن اُسکے سے

قطع ہونے نقش قدم اُسکے تک بہشت مین

## باب ہے بیمار پرسی کے بیان مین

ف بیمار کا پوچھنا فرض کفایہ ہے اگر ایک بجالاوے تو اور وبن کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے اور اگر کوئی بھی بجا نلاوے تو سب گناہگار ہوتے ہین اور اگر کوئی مسلمان بیمار ہو تو سنت ہے دوسرے مسلمان کو کہ اُسکی خبر کے لیے جاوے اور اسکی بیمار پرسی کرے اس لیے کہ جو شخص کہ اچھی طرح وضو کرے پھر اپنے بھائی مسلمان کی بیمار پرسی کرے تو دور کیا جاتا ہے وہ دوزخ سے مقدار ساٹھ برس کی راہ کے اور لائق ہوتا ہے واسطے بہشت کے اور جب وہ بیمار پرسی کے واسطے گھر سے چلتا ہے تو ہمیشہ بیٹھا رہتا ہے دریای رحمت مین یہانتک کہ بیٹھے پاس اُسکے پس جب بیٹھتا ہے تو ڈوب جاتا ہے دریای رحمت مین پھر اگر صبح کو بیمار پرسی کرے تو دعا کرتے ہیں اسکے لیے مغفرت کے ستر ہزار فرشتے یہانتک کہ صبح ہو اور جب بیمار کے پاس جاوے تو سنت ہے کہ اُسپر اپنا داہنا ہاتھ پھیرے اور یہ دعا پڑھے اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَاءَ اِلَّا شِفَاءُکَ شِفَاءً لَا یُغَادِرُ سَقَمًا یعنے دور کر بیماری کو اے پروردگار آدمیون کے اور شفا دے تو ہے شفا دینے والا نہین شفا مگر شفا تیری وہ شفا کہ نہ چھوڑے کسی بیماری کو اور جب کوئی مسلمان کسی بیمار کے پاس جاوے اور یہ دعا پڑھے سات بار اَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ یعنی سوال کرتا ہون مین اللہ بزرگ پروردگار عرش بڑے کے سے یہ کہ شفا دے تجھکو تو خدا کے فضل سے اُسکو شفا ہو جاتی ہے مگر یہ کہ اسکی موت آچکی ہو یعنے موت کے سوا ہر بیماری دور ہو جاتی ہے اور جب بیمار کے پاس جاوے تو اُسکی خبر پوچھ کر جلدی اٹھ کھڑا ہووے دیر نہ لگاوے اور مستحب ہے کہ اسکو تسلی دے اور کہے کہ کچھ غم نہ کہا اور اُسکے پاس شور نہ مچاوے اور مستحب ہے کہ اپنے لیے بیمار سے دعا منگواوے کہ بیمار کی دعا قبول ہوتی ہے اور اگر کسی شہر یا ملک مین وبا عام پڑے تو نہ وہان سے نکلے اور نہ وہان جاوے

## باب ہے بیچ بیان آرزو کرنے موت کے اور فضیلت یاد کرنے اُسکے کے

لازم ہے انسان پر کہ موت کو ہر وقت یاد رکھے کہ اُسکے یاد کرنے سے غفلت دور ہوتی ہے اور دنیا کی لذتون مین مشغول رہنے سے باز رہتا ہے اور دنیا کے مال سے بے رغبتی حاصل

ہوتی ہے بسبب فانی جاننے اسکے کے۔ اور آدمی کو چاہیے کہ دنیا میں اسطرح رہے کہ گویا
مسافر ہے یعنے دنیا کی طرف رغبت نہ کرے اور اسکو اپنا وطن نہ ٹھیراوے اور اُسکی لذتوں
کے ساتھ الفت نہ پکڑے اور نہ تعلق پکڑے ساتھ اُسچیز کے کہ نہیں تعلق پکڑتا ساتھ اُسکے
مسافر غیر وطن اپنے مین بلکہ اپنے کو گذرنے والا راہ کا خیال کرے اسلیے کہ مسافر تو کبھی سکونت
بھی اختیار کر لیتا ہے بیچ شہرون کے بخلاف گذرنے والے کے کہ وہ سفر میں بالکل سکونت
نہیں کرتا اور جب صبح ہو تو شام کی انتظار نہ کرے اور جب شام ہو تو صبح کی انتظار نہ کرے اور
غنیمت جانے تندرستی اپنی کو واسطے بیماری اپنی کے اور زندگی کو واسطے موت اپنی کے۔
اور نہیں جائز آدمی کو یہ کہ آرزو کرے اور خواہش کرے مرنے کی یعنے خواہ کسی غم کے سبب سے
یا بغیر اسکے اسلیے کہ اگر نیکو کار ہے تو شاید کہ زیادہ نیکی کرے یعنے بسبب درازی عمر کے اور اگر
بدکار ہے تو شاید کہ توبہ کرے اور خدا کی رضامندی چاہے اور اگر لاچار مرنے کی خواہش کرے
تو چاہیے کہ یون کہے الٰہی زندہ رکھ مجھکو جب تک کہ ہو زندگی بہتر واسطے میرے اور مار مجھکو
جبکہ ہو مرنا بہتر واسطے میرے یعنے جینے سے **باب ہے اس بیان مین کہ**
**جسکی موت قریب ہو اُسکے پاس کیا کہا جاوے۔ ف یعنے**
علامت موت کی لکھا ہے علما نے کہ موت کی علامت یہ ہے کہ پاؤن سست ہو جاتے
ہین کہ اگر کھڑے کرین تو کھڑے نہ ہو سکین اور ناک کا بانسا ٹیڑھا ہو جاتا ہے اور
پٹیان بیٹھ جاتی ہین اور پوست کا لٹک جاتا ہے جب آدمی قریب المرگ ہو اور
موت کی علامت ظاہر ہو تو اسکا مُنہ قبلے کی طرف کیا جاوے اور اسکو کلمہ لا الٰہ الا اللہ
کی تلقین کیجاوے یعنے اسکے پاس یہ کلمہ پڑھا جاوے تاکہ وہ بھی سنکر پڑھے اسلیے کہ جسکے
آخری کلام لا الٰہ الا اللہ ہو وہ بہشت مین داخل ہوگا لیکن حکم نہ کرے اسکو پڑھنے کا
اسلیے کہ شاید انکار کر بیٹھے **ف** جمہور علما کے نزدیک یہ تلقین مستحب ہے اور سنت ہے
حاضر ہونا نزدیک قریب المرگ کے واسطے تلقین کے اور انست پکڑنے کے اور اسکی
آنکھ بند کرنے کے اور اُسکے حقوق ادا کرنے کے اور ایسے سب کا اجماع ہے اور اسیطرح مستحب
ہے کہ اسکے پاس ذکر خیر کیا جاوے مانند دعا اور استغفار کی اور طلب تخفیف کی اُس سے

اور اسکو بہشت کی خوشخبری دی جاوے یعنے خدا تجھکو بہشت مین داخل کریگا اور اسی طرح مستحب ہے کہ قریب المرگ کے پاس سورہ یٰس پڑہی جاوے یعنے تاکہ لذت اٹہاوے ساتہہ سننے اسکے کے اور آسان ہو اسپر سختی موت کی اور جب آدمی مر جاوے تو مستحب ہے کہ اسکی مصیبت پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑہا جاوے یعنے ہم اور جو چیز کہ ہماری کہلاتی ہے سب ملک اور پیدایش خدا کی ہین اور ہم سب اسی کی طرف رجوع کرنے والے ہین اسلیئے کہ جو کوئی مصیبت کے وقت یہ آیت پڑہے تو بدلہ دیتا ہے اسکو اللہ تعالیٰ بہتر اس سے اور اسی طرح مستحب ہے کہ جب مردے کی جان نکل جاوے تو اسکی آنکھین بند کر دی جاوین کہ بینائی روح کے ساتہہ جاتی رہتی ہے اور اسی طرح مستحب ہے کہ مردے کو کسی کپڑے سے ڈہانک دیا جاوے یعنے تاکہ اسکا ستر نہ کہلے اور کہتے ہیں کہ اسکے معمولی کپڑے اتار ڈالے جاوین اور جائز ہے بوسہ لینا اور چومنا مردے کا اور جب آدمی کی جان نکل جاوے تو اسکی تجہیز اور تکفین اور دفن کے لیئے جلدی کیجاوے اور نہین لائق یہ کہ مسلمان مردے کو لوگون مین روک رکہا جاوے یعنے اسلیئے کہ اگر دیر کرین تو خوف ہے سڑ جانے کا پس لوگ نفرت کرینگے اور اسمین اسکی حقارت اور بے عزتی ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانون کو مکرم کیا ہے

## باب ہے مردے کے نہلانے کے بیان مین۔

**ف** نہلانا میت کا فرض کفایہ ہے سب علماء کے نزدیک یعنے اگر بعضے نہلا دین تو سب کے ذمہ سے فرضیت اتر جاتی ہے ورنہ سب گنہگار ہونگے۔ امام نووی رحمہ نے کہا کہ اسی طرح اسکا اٹہانا اور کفنانا اور اسپر نماز پڑہنا اور دفنانا یہ سب فرض کفایہ ہین اور واجب ایک بار غسل دینا ہے سارے بدن کا انتہے۔ اور میت کے نہلانے کا طریق یہ ہے کہ پہلے میت کو ایک پاک تختے پر لٹایا جاوے اور اسکے معمولی کپڑے اتار کر اسکا ستر چہوٹے کپڑے سے ڈہانکا جاوے پہر بیری کے پتے پانی مین جوش کر کے اس پانی سے میت کو وضو کرایا جاوے لیکن پہلے میت کے ہاتہہ نہ دہوئے جاوین بلکہ منہ سے شروع کیا جاوے اور اسی طرح وضو کے وقت نہ کلی کرائی جاوین اور نہ ناک مین پانی ڈالا جاوے لیکن مستحب ہی کہا ہے بعض علماء نے کہ نہلانے والا اپنی انگلی پہ کپڑا

لپیٹے اور پہلے اُس سے دانتوں اور تالو کو اور دونو کانوں کو اندر سے اور نتھنوں کو اور اسی
پر عمل ہے لوگوں کا اب پہر وضو کے بعد میت کو پہلے داہنے کروٹ پر لٹایا جاوے اور اس پانی
سے اسکو نہلایا جاوے تین بار اور اگر تین بار مین میت پاک نہ ہووے تو مستحب ہے نہلانا پانچ
بار ورنہ سات بار اور زیادہ سات بار سے مکروہ ہے اور پہر اُسکو بائین کروٹ پر لٹایا جاوے
اور اسی طرح تین یا پانچ یا سات بار اُسکو اسی پانی سے نہلایا جاوے اور مستحب ہے کہ اخیر بار
پانی مین کافور ڈالکر نہلایا جاوے یعنے لیلئے کہ دفع ہوتے ہین کافور سے جانور موذی **ف**
یہی ہے مذہب امام شافعی رح اور مالک رح اور جمہور کا اور ابو حنیفہ رح کہتے ہین کہ مستحب نہین بلکہ
نہلانے اور خشک کرنے بدن کے بعد خوشبوئی مین کافور ڈالے اور بدن کو لگاوے لیکن
قول انکا مخالف ہے حدیث کے اور اگر میت عورت ہو تو مستحب ہے کہ اُسکے بالون کو کنگہی کی
جاوے اور گوندہکر انکی تین چوٹیان کرکے اُسکے پیچہے ڈالی جاوین **ف** اور یہی مذہب ہے امام
شافعی رح اور احمد رح اور اسحاق رح کا کہ مستحب ہے کنگہی کرنا اور گوندہنا بالون اُسکے کا اور کوفی کہتے
ہین کہ کنگہی کرنا اور گوندہنا بالون کا مستحب نہین لیکن یہ قول انکا مخالف ہے حدیث کے اور
جائز ہے مرد کو نہلانا اپنی بیوی کا **ف** امام نووی رح نے شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ جمہور کے
نزدیک مرد کو اپنی بیوی کا غسل دینا درست ہے اور ثوری اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک درست نہین
لیکن یہ قول انکا مخالف ہے حدیث کے اور اسپر سب کا اجماع ہے کہ عورت کو اپنے خاوند کا نہلانا
درست ہے لیکن نہین جائز ہے مرد کو نہلانا غیر عورت کا اور نہ عورت کو غیر مرد کا بلکہ انکو تیمم
کروایا جاوے اور جمہور کے نزدیک میت کو نہلانے سے غسل واجب نہین مستحب ہے اور بعضون کے
نزدیک واجب ہے انتہے **ف** نہلانا میت کا واسطے بے وضو ہونے کے ہے نہ نجاست کے واسطے
نہین اسواسطے کہ آدمی ناپاک نہین ہوتا نہ زندہ اور نہ مردہ کما مر اور شہید کو غسل نہ دے اور اُسپر نماز
نماز پڑہے اور یہی ہے مذہب امام شافعی رح کا اور امام ابو حنیفہ رح کے نزدیک غسل نہین لیکن نماز

## باب ہے میت کے کفن دینے کے بیان مین امام نووی رح نے

شرح صحیح مسلم مین لکہا ہے کہ اجماع ہے سب مسلمانون کا اسپر کہ میت کو کفن دینا واجب
ہے اور واجب ہے کہ میت کو مال سے ہو اور اگر اسکا مال نہ ہو تو واجب ہے اُسپر کہ اُسپر اسکا

نفقہ ہو اور اگر اُس پاس بہی کچہہ نہ ہو تو واجب ہے بیت المال مین اور اگر بیت المال مین بہی کچہ نہ ہو تو واجب ہے تمام مسلمانون پر کہ مالدار ہون اور وہ مقدم ہے قرض پر اور پہر کہا کہ مستحب ہے کہ مرد کو تین کپڑون مین کفن دیا جاوے یعنے بغیر کرتے اور عمامے کے اور تینون لفافے ہون اور یہی ہے مذہب ہمارا اور مذہب جمہور کا اور حنفیہ کہتے ہین کہ تین کپڑون مین ایک کفنی پہنائی جاوے لیکن یہ قول اُنکا مخالف ہے حدیث کے اور جائز ہے کفن دینا مرد کو صرف ایک کپڑے مین اور کہا کہ اگر کفن چہوٹا ہو تمام بدن نہ ڈہانک سکے تو اُسسے سر ڈہانکا جاوے اور پاؤن پہ گہاس وغیرہ ڈالا جاوے اور اگر یہ بہی نہ ہو سکے تو ستر کو ڈہانکا جاوے اور یہ بہی نہ ہو تو قبل اور دبر کو ڈہانکے کہ اصل مقصود انہین کا ڈہانکنا ہے اس سے معلوم ہوا کہ کفن مین واجب صرف ستر ڈہانکنا ہے تمام بدن کا ڈہانکنا فرض نہین اگرچہ قدرت ہو اور پہر کہا کہ مستحب ہے کہ عورت کو پانچ کپڑون مین کفن دیا جاوے اور جائز ہے کفن دینا مرد کو پانچ کپڑون مین لیکن مستحب ہے کہ تین سے زیادہ نہ ہون اور پانچ سے زیادہ اسراف ہے مرد کے حق مین بہی اور عورت کے حق مین بہی اور جائز ہے کفن دینا عورت کو نیچ کپڑے مرد کے کہ مرد نے اسکو استعمال کیا ہو اور مستحب ہے کفن دینا میت کو سفید کپڑے مین اچھے لطیف اور جب آدمی میت کے غسل سے فارغ ہو تو پونچہ اسکے بدن کو کپڑے سے اور مستحب ہے کہ اُسکے بدن کو خوشبو لگا دے یعنے سر اور داڑہی اور اعضاء وضو کو پہر کفنا دے اُسکو تین کپڑون مین جیسے کہ اوپر مذکور ہوا اور نہین جائز ہے کفن دینا مرد کو ریشم مین اور اسیطرح نہین جائز ہے اُسکو کفنانا مہینگے کپڑون مین کہ وہ جلدی پرانے اور خراب ہو جاتے ہین۔ اور اگر کوئی احرام کی حالت مین مرجاوے تو اُسکو انہین احرام کے دونو کپڑون مین کفنایا جاوے لیکن نہ اُسکو خوشبو لگائی جاوے اور نہ اُسکا سر ڈہانکا جاوے اور مردے کو کفن دینے کا بڑا ثواب ہے کہ جو شخص مردے کو کفن دے خدا اُسکو بہشت کا لباس پہناوے گا

## باب ہے جنازے کے ساتھ جانے کے بیان مین

جب میت کے کفن سے فارغ ہون تو اُسکو چارپائی پر ڈالکر دفن کے لیے قبر کی طرف جلدی لیجاوین یعنے معمولی چال سے زیادہ چلین اور دوڑنے سے کم اسواسطے کہ اگر میت نیک ہے تو وہ ثواب آخرت کی طرف جلدی پہونچے گی اور اگر میت بری ہے تو اُسکو اپنی گردنون سے جلدی

پہنکین گے اور اگر نیک ہو تو کہتا ہے کہ مجہکو جلدی لے چلو اور اگر بد ہو تو کہتا ہے کہ ای مصیبت مجہ
کو کہان لے جاتے ہو سنتی ہی آواز اُسکی ہر چیز سوای آدمی کے اور اگر سنے آدمی تو البتہ بیہوش
ہو جاوے یا مر جاوے اور مستحب ہے جانا ساتہ جنازے کے اسواسطے کہ جو شخص کہ جاوے ساتہ جنازے کے
ایمان سے اور واسطے طلب ثواب کے اور رہے ساتہ اُسکے یہانتک کہ نماز پڑہے اُسپر اور فراغت
پاوے دفن اُسکے کی پس تحقیق پہرتا ہے وہ اجر لیکر برابر دو قیراط کے ہر قیراط مانند احد پہاڑ کی ہے
اور جو شخص کہ جنازے کی نماز پڑہ کر پہر آوے پہلے دفن ہی تو اُسکو ایک قیراط کے برابر ثواب ملتا ہے
اور جو آدمی کہ جنازے کے ساتہ جاوے تو افضل ہے کہ جنازے کے آگے چلے اور اگر پیچہے چلے تو بہی درست
ہے اور اسیطرح اُسکے داہنے بائین چلنا بہی درست ہے، **ف** امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین
لکہا ہے کہ مذہب امام ابو حنیفہ رح اور اوزاعی رح کا یہ ہے کہ جنازہ کے پیچہے چلنا افضل ہے آگے سے اور
جمہور اصحاب اور تابعین اور مالک اور شافعی اور جمہور علما کہتے ہین کہ جنازے کے آگے چلنا افضل ہے،
اور کہا کہ اس حدیث میں اشارہ ہے طرف اسکی کہ دفن کے بعد اذن کی حاجت نہین یہی قول
ہے جمہور اصحاب اور تابعین کا اور جو انکے پیچہے ہین اور نہین جائز ہے سوار ہو کر جانا ساتہ جنازے کے
اور اگر عذر ہو تو سوار ہونا درست ہے، اور سوار جنازے کے پیچہے چلے لیکن جنازے سے پہرتے ہوئے سوار
ہونا درست ہے، اور مستحب ہے اُٹہانا جنازے کو تین بار یعنے ایک بار آگے اور دو بار پیچہے **ف**
امام شافعی رح کے نزدیک تین آدمی جنازے کو اٹہاوین اور ابو حنیفہ رح کے نزدیک چار آدمی اٹہاوین
اور جو کوئی جنازے کے ساتہ جاوے تو جنازہ رکہنے سے پہلے نہ بیٹہے **باب ہے جنازے**
**کی نماز کے بیان مین** جنازے کی نماز فرض کفایہ ہے جیسے کہ اوپر گذرا، جب کوئی
جنازے کی نماز پڑہنے کا ارادہ کرے تو پہلے وضو کرے پہر میت کو چوڑائی کی طرف سے اپنے
اور قبلے کے درمیان رکہے اور قبلے کی طرف منہ کرکے کہڑا ہووے پہر اگر میت مرد ہے تو اُسکے سر
برابر کہڑا ہووے اور اگر میت عورت ہے، تو اسکے درمیان یا کولے کے برابر کہڑا ہووے **ف**
اگر مقتدی ہون تو وہ امام کے پیچہے کہڑے ہون اور وہ تین صفین باندہین پہر نماز جنازے کی
دل مین نیت کرے پہر دونو ہاتہ مونڈہون تک اٹہاکر پہلی تکبیر یعنے اللہ اکبر کہے خواہ پکار کر
یا پوشیدہ لیکن امام ہو تو پکار کر کہے اور اگر مقتدی ہون تو وہ امام کی تکبیر کے بعد اللہ اکبر

کہین پہر سورۂ الحمد ﷲ پڑہے پکار کر اور اگر پوشیدہ پڑہے تو بہی درست ہے **ف** اور اگر مقتدی ہو تو وہ بہی امام کے پیچہے سورۂ الحمد پڑہے - پہر دوسری تکبیر کہے اسطرح سے کہ پہلی کہی تہی پہر یہ درود پڑہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ **ف** اور اگر مقتدی ہون تو وہ بہی یہ درود آہستہ پڑہین پہر تیسری تکبیر کہے اُس طرح کہ پہلے دو بار کہی تہی پہر یہ دعا پڑہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا نَقَّیْتَ الثَّوْبَ الْاَبْیَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ یعنے الٰہی بخشدے اُسکو اور رحمت کر اُسپر اور خلاص کر اُسکو مکروہات سے اور معاف کر اُس سے یعنے تقصیرات اُسکی اور بہتر کر مہمانی اُسکی یعنے جنت مین اور کشادہ کر قبر اُسکی اور پاک کر اُسکو ساتہہ پانی کے اور برف کے اور اولے کے یعنے مغفرت کر اُسکو ساتہہ طرح طرح کے مغفرتون کے اور پاک کر اُسکو گناہون سے جیسے پاک کرتا ہے تو کپڑے سفید کو میل سے اور بدل دے اُسکو گہر یعنے اُس عالم مین بہتر گہر اُسکے سے یعنے اُس عالم مین اور اہل یعنے خادم بہتر اہل اُسکے سے اور بی بی بہتر بی بی اُسکی سے اور داخل کر اُسکو جنت مین اور پناہ دے اُسکو عذاب قبر کے سے اور عذاب آگ کے سے اور یا یہ دعا پڑہے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثٰنَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ یعنے الٰہی بخشدے زندون ہمارے کے اور مردون ہمارے کے اور حاضر ہمارے کے اور غائب ہمارے کے اور چہوٹون ہمارے کے اور بڑون ہمارے کے اور مردون ہمارے کے اور عورتون ہماری کے الٰہی جسکو زندہ رکہے تو ہم مین سے پس زندہ رکہہ اُسکو اسلام پر اور جسکو مارے تو ہم مین سے پس مار اُسکو ایمان پر الٰہی نہ محروم رکہہ ہمکو ثواب اُسکے سے یعنے ثواب مصیبت اُسکی سے اور نہ فتنے مین ڈال ہمکو پیچہے اُسکے انتہی لیکن پہلی دعا زیادہ تر صحیح ہے **ف** اگر مقتدی ہون تو وہ بہی یہ دعا پڑہین اور امام نووی رح نے کہا کہ یہ دعا بالاتفاق پوشیدہ پڑہے اور حدیث سے

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

از تصانیف مقبول ذوالمنن مولانا محمد ابوالحسن مصنف فیض الباری شرح اردو صحیح بخاری

# فقہ محمدیہ

## حصہ دوم

۱۳۵۳۱

بفرمایش غلام دستگیر تاجر کتب بحصول اجازت بیوہ مولوی فقیر اللہ صاحب مرحوم

در مطبع اسلامیہ لاہور مطبوع شد

حق کیالی را ... بلا اجازت بیوہ مولوی فقیر اللہ احدے طبع نکند

## بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد پہلے اسکے فقہ محمدیہ کا حصہ اول لکھا گیا اور مسائل نماز کے اور جو اُنکے متعلق ہیں اُس میں بیان کئے گئے۔ اب یہ اس کا دوسرا حصہ ہے۔ اس میں مسائل قربانی و زکوٰۃ و روزہ و حج و نکاح کے اور جو انکے متعلق ہیں صحاح ستہ وغیرہ کی صحیح صحیح حدیثوں سے بہت عمدہ طور پر خلاصہ نکال کر بیان کئے جاوینگے۔ اور جو کوئی مسئلہ کہیں ضعیف حدیث سے لکھا جاویگا۔ تو اس پر تنبیہ کردی جاویگی۔ اور بعض بعض موقعہ میں مسئلے کی توضیح کے واسطے کچھ کچھ مضمون زیادہ بھی بڑھا دیا جاویگا اور بعض جگہوں میں زیادہ تشریح کے واسطے فائدہ بھی بڑھایا جائیگا وباللہ التوفیق **باب ہے بیان میں قربانیوں کے**۔ دسویں ذی الحجہ کے دن قربانی ذبح کرنیکی ایسی فضیلت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک آدمی کا کوئی عمل اُس سے زیادہ تر پیارا نہیں۔ اور قربانی کا خون اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں زمین پر گرنے سے پہلے قبول ہوجاتا ہے۔ اور قیامت کے دن قربانی کا جانور آئیگا ساتھ بالوں اپنے کے اور شاخوں

اپنی کے اور کھُروں اپنے کے پس قربانی خوش ہو کر دینی چاہیئے۔ عمل کرنیکے واسطے دس دن ذی الحجہ سے کوئی دن زیادہ تر پیارا نہیں۔ اس میں ایک دن روزہ رکھنے کا ثواب ایک برس کے روزے کے برابر ہے۔ اور اس کی ایک رات جاگنے اور نماز پڑہنے کا ثواب لیلۃ القدر کی رات میں جاگنے کے برابر ہے۔ اور جو شخص کہ اللہ کے واسطے قربانی کرتا ہے اسکے واسطے اتنی نیکیاں لکھی جاتی ہیں جتنے کہ اس قربانی کے بدن پر بال ہوتے ہیں۔ اور جو شخص کہ باوجود قدرت اور وسعت کے قربانی نکرے۔ تو اس کو عید گاہ میں جانا نہیں چاہیئے۔ عید کے دن بعد نماز کے قربانی کرنی سنت ہے اور عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنی جائز نہیں۔ اور اگر عید کی نماز سے پہلے قربانی ذبح کر لیوے تو اس کے بدلے دوسری قربانی دیوے۔ اسلیئے کہ وہ عبادت نہیں ہے۔ یعنی اُسمیں کچھ ثواب نہیں ہے۔ اور مستحب ہے کہ قربانی عیدگاہ میں ذبح کی جاوے

**ف** اور قربانی میں خواہ اونٹ ہو یا گائے ہو یا بکری یا دنبہ ہو سب جائز ہے۔ اور اونٹ اور گائے میں اگر سات آدمی شریک ہو جاویں تو جائز ہے اور بکری اور دنبہ میں دوسرے کو شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ اور بھیڑ کا بچہ اگر پورے ایک سال کا ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ اور بکری کا بچہ ایک سال کا جائز نہیں ہے۔ بلکہ جب پورے دو برس کا ہو جاوے۔ تو اُسوقت قربانی اس کی جائز ہوتی ہے۔ اور مستحب ہے کہ شاخوں والی بکری اور مینڈہے کو ذبح کرے۔ اور افضل ہے کہ مینڈہا خوب فربہ ہو اور افضل ہے۔ کہ قربانی کے مینڈہے کو پہلے خرید رکھے۔ اور دانہ گھاس

کھلا کر اس کو خوب موٹا اور فربہ کر رکھے۔ اور جو شخص کہ قربانی کرنے کا ارادہ رکھتا ہو
جب ذی الحجہ کا چاند دیکھے تو نہ بال منڈائے اور نہ ناخن کٹائے بلکہ جس دن قربانی
ذبح کرے اُسی دن بال اور ناخن بھی کٹوائے۔ اور نہیں جائز ہے قربانی کرنی
اس جانور کی جس کا کان آگے کی طرف سے یا پیچھے کی طرف سے کاٹا ہوا ہو۔ یا
جس کا کان پھٹا ہوا ہو یا جس کے کان میں سوراخ گول ہو اور نہیں جائز ہے
قربانی کرنی اس جانور کی جس کا سینگ ٹوٹا ہوا ہو۔ اور نہیں جائز قربانی اسکی
جو لنگڑا ہو اور جس کی ایک آنکھ نہ ہو اور جو سخت بیمار ہو۔ اور بہت دبلا ہو۔ کہ
اس کی چربی نہ ہووے اور افضل یہ ہے کہ قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرے اور
اگر کسی دوسرے سے ذبح کرا لیوے تو بھی جائز ہے۔ اور مستحب ہے کہ گوسفند کو بائیں
پہلو پر لٹاوے اور اپنے پاؤں کو اس کی گردن پر رکھے اور کارد یعنی چھری کو پتھر
کے ساتھ بہت تیز کر لیوے اور گوسفند کا منہ قبلہ کی طرف کرے اور یہ دعا کرے۔

إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَّمَا أَنَا مِنَ
الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلٰوتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ لَا شَرِيكَ
لَهُ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ۔

یعنی تحقیق میں نے پھیرا منہ اپنے کو واسطے اس ذات کے جس نے پیدا کیا
آسمانوں اور زمین کو حق کی طرف ہو کر اور نہیں ہوں میں مشرکوں سے۔ تحقیق
نماز میری اور قربانی میری اور جینا میرا اور مرنا میرا واسطے اللہ کے ہے۔
جو پالنے والا ہے سب عالموں کا نہیں ہے کوئی شریک واسطے اس کے۔
اور ساتھ اسی کے حکم کیا گیا ہوں میں اور ہوں میں فرمانبرداروں سے شروع

کرتا ہوں میں ساتھ نام اللہ کے اور اللہ بڑا ہے۔ پھر بعد اس دعا کے ذبح کرے۔ اور جب اچھی طرح جان نکل جاوے۔ اور ٹھنڈا ہو جاوے تو اسوقت اس کا چمڑہ اتارے ٹھنڈا ہونے سے پہلے چمڑہ نہ اتارے کہ منع ہے۔ اور ایک قربانی کو دوسری کے سامنے ذبح نہ کرے کہ منع ہے۔ اور مستحب یہ کہ عید کے دن یعنی دسویں ذی الحجہ کے دن قربانی ذبح کرے اور عید کے دن بعد بھی دو دن تک قربانی جائز ہے۔ یعنی گیارہویں اور بارہویں۔ اور قربانی کا چمڑہ فقیروں پر صدقہ کر دینا چاہیئے اور قصاب کو مزدوری میں چمڑہ دینا جائز نہیں ہے۔ بلکہ اس کو اپنے پاس سے مزدوری دینی چاہیئے۔ اور جائز ہے قربانی کرنی اپنی طرف سے اور گھر والوں کی طرف سے یعنی یہ کہے کہ یہ قربانی میری طرف سے ہے اور میرے سب گھر والوں کی طرف سے پس یہ جائز ہے اور جائز ہے ذخیرہ کر رکھنا گوشت قربانی کا مدت تک۔ اور جسکو قربانی میسر نہ ہووے۔ تو وہ قربانی کے دن اپنے بالوں اور ناخنوں کو کٹواوے اور اپنی لبوں کو لیوے اور اپنی زیر ناف کے بال لیوے۔ اس میں اس کو قربانی کا ثواب ہوتا ہے۔ اور جائز ہے قربانی کرنا خصی گوسفند کو

## باب بیان میں عقیقہ کے

ف عقیقہ ان بالوں کا نام ہے جو لڑکے کے سر پر اول میں پیدا ہوتے ہیں اس لئے کہ عق کا معنی پھاڑنے کا ہے اور وہ بال بھی گوشت اور چمڑہ کو پھاڑ کر باہر نکلتے ہیں۔ اور اس کو عقیقہ نام رکھنا منع ہے۔ بلکہ یہ کہے کہ میں اپنے فرزند ک [illegible] سے نسک یعنی قربانی کرتا ہوں۔ اور ہر لڑکا گرو میں ہے۔ اور بند کیا گیا ہے ماں باپ کی شفاعت کرنے سے جب تک کہ اس کا عقیقہ نکریں پس جب کسی کے گھر میں فرزند پیدا ہووے تو سنت ہے

کہ اول اس کے داہنے کان میں[1] اذان کہی جاوے اور اس کے بائیں کان میں اقامت کہی
جاوے اور مستحب ہے کہ کھجور کو چبا کر لڑکے کے منہ میں ڈالا جاوے اور اس کے تالو
کے ساتھ لگایا جاوے اور پھر ساتویں دن[2] اس کا عقیقہ کیا جاوے یعنی اگر لڑکا
ہو تو اس کی طرف سے دو بکری یا دو دُنبے ذبح کئے جاویں نر ہوں یا مادہ۔ اور اگر
لڑکی ہو تو اس کی طرف سے ایک دُنبہ یا مینڈھا ذبح کیا جاوے۔ اور اس کا سر
منڈایا جاوے اور اس کے بالوں[3] کے ساتھ چاندی وزن کر کے صدقہ دیا جاوے
مگر یہ حدیث ضعیف ہے اور اس کا نام رکھا جاوے اور سنت[4] ہے کہ پہلے دن نام رکھے
اور ساتویں دن بھی جائز ہے۔ اور چاہئے کہ اچھا نام رکھے بہت پیارا نام خدا کے
نزدیک عبد اللہ اور عبد الرحمٰن وغیرہ ہے یا پیغمبروں کے ناموں سے جو نام چاہے
رکھے اور جائز ہے کُنیت رکھنی ساتھ اولاد کے یعنی اگر اپنا لڑکا ہو اور مثلاً
اس کا نام عبد اللہ ہووے تو جائز ہے کُنیت رکھنی ساتھ ابو عبد اللہ
کے یا جو نام اولاد کا ہووے۔ اس کی طرف نسبت کیا جاوے۔ اور اگر
اولاد نہ ہووے تو جب بھی کُنیت رکھنی جائز ہے یعنی مثلاً کسی فرضی
بچے کے نام کی طرف اپنے آپ کو نسبت کر دینا جائز ہے۔ جیسے ابو عبد الرحمٰن
یا ابو سعید یا ابو الحسن وغیرہ اگرچہ اس کی اولاد مطلقاً نہ ہووے۔ اور جس
چیز کے ساتھ کسی کی محبت ہو یا اس کے ساتھ مخصوص ہو خواہ انسان
ہو یا حیوان ہو یا کوئی اور چیز ہو۔ اس کے ساتھ بھی کُنیت رکھنی جائز ہے
جیسے ابو تراب یا ابو ہریرہ وغیرہ وغیرہ۔ اور نہیں جائز ہے کُنیت رکھنی ساتھ
کُنیت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے یعنی ابو القاسم۔ اور

[1] یہ حدیث ابی رافع کی مشکوٰۃ کے باب العقیقہ میں ہے ۱۲
[2] یہ حدیث سمرہ کی مشکوٰۃ کے باب العقیقہ میں دوسری فصل میں ہے ۱۲
[3] یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب العقیقہ کے دوسری فصل میں ہے
[4] یہ حدیث صحیح بخاری کے صفحہ ۸۲۲ میں ہے ۱۲

سنت ہے کہ لڑکے کا ختنہ کیا جاوے۔ پہلے بالغ ہونے سے ہو یا پیچھے ہو۔ دونوں طرح سے جائز ہے

## باب ہے بیچ بیان زکوٰۃ کے

ف زکوٰۃ مذکور ہے کلام مجید میں بیاسی جگہ میں پس یہ دلیل ہے اوپر کمال تاکید ادا کرنے زکوٰۃ کے۔ اور زکوٰۃ کے معنی ہیں بڑھنا اور پاک کرنا پس زکوٰۃ اس لئے فرض ہوئی کہ اس سے مال بڑھتا ہے۔ اور پاک ہوتا ہے۔ یعنے بسبب نکالنے حق غیر کے یعنی فقراء کے۔ اس سے اور بڑھتا ہے ثواب دینے والے کا اور پاک ہوتا ہے گناہوں سے۔

## باب ہے زکوٰۃ واجب ہونے اور زکوٰۃ نہ دینے کے عذاب کے بیان میں

ہر مسلمان غنی پر یعنی مالک نصاب پر زکوٰۃ فرض ہے۔ پس جو شخص کہ مالک نصاب ہو اور زکوٰۃ ادا نہ کرے تو اس سے زکوٰۃ زور سے لی جاوے۔ اور کچھ آدھا مال بھی ضبط کر لیا جائے۔ جو کوئی نصاب کے برابر یا اس سے زیادہ چاندی اور سونا رکھنے والا ہو۔ اور اس کا حق کہ زکوٰۃ ہے نہ ادا کرے۔ تو قیامت کے دن اس کے واسطے وہ چاندی اور سونا تختے بنا کر آگ میں ایسے گرم کئے جائیں گے کہ گویا آگ ہوں گے۔ پس داغ دیئے جاینگے ساتھ اُن تختوں کے پہلو اس کے اور پیشانی اس کی اور پیٹھ اس کی۔ اور جب وہ تختی ٹھنڈی ہو جاویں گے۔ تو گرم کرنے کے واسطے پھر آگ میں ڈالی جاویں گے۔ پھر گرم کر کے اس کو داغ دینگے یہ ہمیشہ یوں ہی کرتے رہیں گے۔ اس دن میں کہ مقدار اس کی پچاس ہزار برس کی ہے۔ یہانتک کہ بندوں میں فیصلہ کیا جاوے۔ پھر

بعد اُس کے یا بہشت میں داخل کیا جائیگا۔ یا دوزخ میں ڈالا جائیگا
اور جس کے پاس اونٹوں کی نصاب پوری ہو چکی ہو اور وہ اُن کی زکوٰۃ
نہ دے۔ تو وہ شخص قیامت کے دن اونٹوں کے روبرو ایک صاف
میدان میں مونہہ کے بل ڈالا جائیگا۔ ایسی حالت میں کہ اونٹ پہلے سے
زیادہ تر موٹے ہوں گے۔ تا روندنے میں مالک کو زیادہ تکلیف ہو۔
اور کل اونٹ وہاں موجود ہوں گے۔ پھر وہ اونٹ اپنے مالک کو کچلیں
گے ساتھ پاؤں اپنے کے اور کاٹیں گے اس کو ساتھ دانتوں اپنی کے۔
جب ایک قطار اس کو کچل کر چلی جاوے گی۔ تو اس کے پیچھے دوسری
قطار اونٹوں کی اُس کو کچلے گی۔ یوں ہی ہمیشہ اُس کو کچلتے رہیں گے۔
اُس دن میں جو مقدار اُس کی پچاس ہزار برس کی ہے۔ یہانتک کہ
بندوں میں فیصلہ کیا جاوے۔ پھر بعد اس کے یا بہشت میں داخل کیا
جاوے گا یا دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ اور جس کے پاس گائے یا بکری
کی نصاب پوری ہو چکی ہو۔ اور وہ ان کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت
کے دن ایک صاف میدان میں ڈالا جائیگا روبرو گائیں اور بکریوں
کے۔ ایسی حالت میں کہ وہ کل وہاں موجود ہوں گے۔ ان میں سے کوئی
کم نہیں ہوگی۔ اور خوب فربہ اور موٹے ہونگے۔ اور کسی کا اُن میں
سے سینگ مڑا ہوا نہ ہوگا۔ اور نہ منڈا ہوگا۔ اور نہ ٹوٹا ہوا
ہوگا۔ بلکہ اُن کے سینگ سیدھے اور تیز ہوں گے تا خوب
سینگ ماریں۔ پھر وہ گائیں اور بکریں اپنے مالک کو اپنے سینگوں سے مارینگی۔

اور اُس کو اپنے کھروں سے کچلیں گی۔ جبکہ پہلی جماعت اُس پر سے
گذر جائیگی۔ تو دوسری جماعت اُس پر لائی جائے گی۔ اُس دن میں
کہ ہوگی مقدار اُس کی پچاس ہزار برس کی۔ یہاں تک کہ فیصلہ کیا جاوے
درمیان بندوں کے پھر بعد اس کے بہشت میں داخل کیا جائیگا یا دوزخ
میں ڈالا جائیگا۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نکرے
تو قیامت کے دن اس کا مال اس کے لئے سانپ گنجا بن جاویگا۔
اس کی آنکھوں پر دو سیاہ نقطے ہونگے بطور طوق کے وہ سانپ اس
کی گردن میں ڈالا جائیگا۔ پھر پکڑیگا وہ سانپ دونوں باچھیں اُسکی
پھر کہیگا میں ہوں مال تیرا میں ہوں خزانہ تیرا۔ اور جو شخص زکوٰۃ
کو بند کردے اس کو قتل کر دینا جائز ہے۔ اور جس شخص پر زکوٰۃ واجب
ہو اور وہ زکوٰۃ ادا نہ کرے تو حرام مال حلال مال کو ہلاک کر دیتا ہے غنی
مرد۔ اگر زکوٰۃ نہ لیوے تو وہ زکوٰۃ اس کے کل مال کو ملکر تباہ کر دیتی ہے

**باب ہے** بیان میں اس مال کے جس میں زکوٰۃ واجب نہیں گھوڑوں
میں سواری کے اور غلاموں میں خدمت کے زکوٰۃ واجب نہیں ہے مگر صدقہ
فطر کا۔ اور گدھوں میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور جس شخص نے اپنے مال کو
خدا کے راہ میں وقف کر دیا ہو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور ترکاریوں
میں زکوٰۃ نہیں۔ اور عاریت کے درختوں میں زکوٰۃ نہیں۔ اور تین من سے
کم غلہ اور کھجور میں زکوٰۃ نہیں۔ اور کام کرنیوالے جانوروں میں زکوٰۃ نہیں
اور خچر میں زکوٰۃ نہیں ہے اور پانچ سے کم اونٹوں میں زکوٰۃ نہیں اور کھیرے

اور تربوز اور انار میں زکوٰۃ نہیں۔ اور گائے بیل میں تیس سے کم میں زکوٰۃ نہیں
اور شہد میں زکوٰۃ ثابت نہیں۔ اور چاندی میں ساڑھے باون تولہ یا باون
روپے سے کم میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ اور سونے میں ساڑھے سات تولہ سے
کم میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اور نصاب کے مال پر ایک سال کامل گذرنے
سے پہلے زکوٰۃ واجب نہیں جس شخص پر زکوٰۃ واجب ہوئی ہو سبب مال کے
اور درمیان برس کے کچھ اور مال اسی جنس کا اس کو ہاتھ لگے تو جب تک
اس پر برس کامل نہ گذرے اس میں زکوٰۃ نہیں ہے

## باب بیچ بیان

عامل اور زکوٰۃ تحصیل کرنے والے کے۔ عامل یعنی کاردار یا تحصیل دار یا
حاکم یا قاضی یا مفتی وغیرہ کو ہدیہ اور تحفہ لینا جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ جو
کوئی شخص تحصیلدار کو کچھ تحفہ بھیجتا ہے تو یہ سبب عامل و حاکم ہونے اس
کے کے بھیجتا ہے خوشامد کے طور سے کہ یہ حاکم ہے کسی مقدمہ میں میری
رعایت کریگا یا لحاظ کرے کچھ زکوٰۃ میں سے مجھے چھوڑ دیگا۔ اور یہ جائز
نہیں۔ اور جو کوئی کچھ تحفہ کسی کا قبول کریگا۔ وہ شخص قیامت کے دن
اس کو اپنی گردن پر اٹھائے ہوگا۔ یعنی تمام خلقت میں اس کو ذلت
اور رسوائی ہوگی۔ اور جو شخص کسی کام پر عامل ہوا اگر ایک سوئی کی برابر
بھی اس میں خیانت کریگا تو قیامت کے دن اس کو رسوائی ہوگی۔
اور زکوٰۃ تحصیل کرنیوالا واجب زکوٰۃ لینے کیواسطے آوے تو اس کو راضی
کر کے رخصت کرنا چاہیئے یعنی پوری زکوٰۃ ادا کرنی چاہیئے تاکہ وہ راضی ہو کر
جاوے اور زکوٰۃ میں اچھوں کا اچھا مال چھانٹ چھانٹ کر نہ لیا جاوے

بلکہ درمیانہ مال لیا جاوے۔ اور جس شہر کی زکوٰۃ ہو وہیں کے فقیروں اور
مسکینوں پر تقسیم کرے۔ زکوٰۃ لینے والا اگر حساب سے زیادہ زکوٰۃ لیوے
تو اس کو اس قدر گناہ ہوتا ہے جس قدر زکوٰۃ نہ دینے والے کو گناہ ہوتا
ہے۔ اور جب کوئی شخص اپنے مال کی زکوٰۃ لیکر آوے تو اس کے حق میں دعا
کرنی مستحب ہے۔ اور جب زکوٰۃ لینے والا آوے تو اس کو مرحبا کہنا
مستحب ہے، یعنی تم خوش وقت آئے۔ اور زکوٰۃ کا مال سب اس کے روبرو
حاضر کر دینا واجب ہے۔ زکوٰۃ کے مال سے کچھ چھپا رکھنا جائز نہیں۔ اور
زکوٰۃ کا مال سب اس کے روبرو حاضر کر دینا واجب ہے۔ زکوٰۃ کے مال سے
کچھ چھپا رکھنا جائز نہیں۔ اور زکوٰۃ تحصیل کرنے والے کو اتنا ثواب ملتا
ہے جس قدر کہ اللہ کے راہ میں جہاد کرنیوالے کو ثواب ملتا ہے۔ یہاں تک
کہ اپنے گھر میں پھر آوے اور زکوٰۃ لینے والا دور نہ اترے تاکہ زکوٰۃ
دینے والے کو وہاں زکوٰۃ کا مال لے جانے میں رنج نہ ہو بلکہ زکوٰۃ
دینے والوں کے مکانوں کے پاس اترے۔ اور ان کے گھروں میں
نوبت بنوبت جا کر زکوٰۃ لیا کرے۔ اور زکوٰۃ دینے والا دور
نہ چلا جاوے تاکہ زکوٰۃ لینے والا تکلیف اٹھا کر مال لیا دے
اور سال کامل گذرنے سے پہلے زکوٰۃ ادا کرنی جائز ہے۔ اور یتیم کے
مال میں زکوٰۃ ضعیف حدیث سے ثابت ہے **باب** ہے زکوٰۃ
کے نصاب کے بیان میں اور اس چیز کے بیان میں جس میں زکوٰۃ واجب
ہوتی ہے۔ نصاب چاندی کی پانچ اوقیہ ہیں اس سے کم میں زکوٰۃ

نہیں چاندی جب پانچ اوقیہ کے برابر ہو جو یہاں کے حساب سے
ساڑھے باون تولہ ہوتے ہیں۔ اور پورا ایک سال اُن پر گذر جائے
تو اس میں زکوۃ واجب ہے۔ یعنی اس کا چالیسواں حصّہ جو ایک
تولہ اور تین ماشے چھ رتی چاندی ہوتی ہے زکوۃ دیوے۔ اور اگر
ساڑھے باون روپے ہوں تو اس میں سے ایک روپیہ اور پانچ آنہ
زکوۃ دیوے۔ پھر جس قدر چاندی زیادہ ہو اسی قدر حساب کرکے
زکوۃ بھی زیادہ دیوے یعنی مثلاً جب ساڑھے باون تولہ کی زکوۃ ایک تولہ
تین ماشہ چھ رتی ہوئی تو ایک سو پانچ تولہ کی زکوۃ دو تولہ سات ماشہ
چار رتی ہوگی۔ اور یہ نہ ہو تو سیدھا حساب یہ ہے کہ اڑھائی روپے سینکڑہ
کے حساب سے زکوۃ دیوے۔ اور نصاب[۱] سونے کی بیس مثقال ہے جو
یہاں کے حساب سے ساڑھے سات تولہ ہوتے ہیں۔ اس سے کم میں زکوۃ نہیں ہے
جب اتنا سونا ہو اور سال کامل اس پر گذر جاوے تو چالیسواں حصّہ
زکوۃ میں دیوے اور جب سونا اس سے زیادہ ہو تو حساب کرکے اسیقدر
زکوۃ بھی زیادہ دیوے۔ اور نصاب[۲] اونٹوں کی پانچ اونٹ ہیں پانچ سے
کم میں زکوۃ نہیں۔ جب پانچ اونٹ ہوں اور پورا سال اُن پر گذر جاوے
تو انکی زکوۃ ایک بکری ہے۔ اور جب پانچ سے زیادہ ہوں تو چوبیں اونٹوں
تک چار بکری ہیں۔ اور جب پہنچیں پچیس کو تو ان میں بنت مخاض ہے یعنی ایک
بوتی ہے برس روز کی مادہ جب پہنچیں چھتیس کو پینتالیس تک تو اسمیں بنت لبون
ہے یعنی دو برس کی بوتی مادہ بنی آتی ہے اور جسوقت کہ پہنچیں چھیالیس کو ساٹھ

[۱] یہ حدیث علی رضی اللہ عنہ کی بلوغ المرام کی کتاب الزکوۃ میں ہے ۱۲
[۲] یہ حدیث ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی صحیح بخاری کے صفحہ ۱۹۵ میں ہے جسکا سولھواں نمبر ہے غفرلہ تیم و خرشی سنے لسنہ ۱۲

تک تو اس میں ایک حِقّہ ہے یعنی تین برس کی اونٹنی دینی آتی ہے جو اونٹ نر کے
چڑہنے کے قابل ہو۔ اور جسوقت کہ پہنچیں اِکسٹھ کو چہتر تک تو اُنمیں ایک
جذعہ آتا ہے یعنی چار برس کی بوتی جو پانچویں میں لگی ہو۔ اور جب پہنچیں چھہتر
کو نوّے تک تو ان میں دو بوتیاں دو دو برس کی دینی آتی ہیں۔ اور جسوقت کہ
پہنچیں اکانویں کو ایکسو بیس تک تو ان میں دو حِقّے ہیں یعنی دو اونٹنیاں
تین تین برس کی قابل جست کرنے اونٹ نر کے۔ اور جسوقت کہ زیادہ ہوں
ایکسو بیس پر پانچ یا دس یا بیس یا تیس وغیرہ تو ان میں سوا دو حِقّے اول کے
اور زیادہ کچھ زکوٰۃ دینی نہیں آتی یعنی بموجب ترتیب پہلی کے ہر پانچ میں
ایک بکری اور ہر چوبیس میں بنت مخاض وغیرہ دینی نہیں آتی۔ بلکہ جسوقت
ایکسو بیس پر چالیس پوری ہو جاویں یعنی ایکسو ساٹھ ہو جاویں تو اوپر
کے ہر چالیس میں ایک بنت لبون ہے یعنی دو برس کی بوتی دینی آتی ہے اور ہر
پچاس میں ایک حِقّہ یعنی پورے تین برس کی اونٹنی دینی آتی ہے اور جسکے
پاس چار برس کی بوتی کی نصاب پوری ہو جاوے یعنی اِکسٹھ سے چہتر تک
اونٹ پہنچ جاویں اور چار برس کی بوتی اس کے پاس نہ ہووے تو اس سے
تین برس کی بوتی قبول کی جاوے۔ اور زکوٰۃ دینے والا اس کے ساتھ دو بکریاں
دیوے۔ اگر میسّر ہوں اس کو یا دیوے بیس درم بدلے اس کے اور جس شخص کے
پاس اس قدر اونٹ جس میں تین برس کی بوتی دینی آتی ہے یعنی چھیالیس سے
ساٹھ تک ہوں اور نہ ہو اسکے پاس تین برس کی بوتی۔ اور ہو اس کے پاس
چار برس کی بوتی تو قبول کی جاوے اس سے چار برس کی اور دیوے اسکو زکوٰۃ لینے والا

۱۲ حدیث صحیح بخاری [illegible] مطبوعہ احمدی کے [illegible]

بیس درم یا دو بکریاں۔ اور جس شخص کے پاس اس قدر اونٹ ہوں جسمیں تین برس
کی بوتی واجب ہے اور نہ ہو اس کے پاس مگر دو برس کی تو قبول کیجاوے اس سے
دو برس کی اور دیوے زکوٰۃ دینے والا ساتھ اس کے دو بکریاں یا بیس درم اور جس شخص
کے پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں دو برس کی اونٹنی واجب ہوتی ہے یعنی چھتیس سے
پینتالیس تک ہوں اور ہو اسکے پاس تین برس کی تو قبول کی جائے اُس سے
تین برس کی اور دیوے زکوٰۃ لینے والا اسکو بیس درم یا دو بکریاں اور جس شخص کے
پاس اتنے اونٹ ہوں جن میں دو برس کی بوتی واجب ہوتی ہے اور ہو اس کے
پاس بوتی برس دن کی تو قبول کی جاوے اس سے بوتی برس کی اور دیوے
زکوٰۃ دینے والا ساتھ اسکے بیس درم یا دو بکریاں۔ اور جسکے پاس اتنے اونٹ ہوں
کہ ان میں ایک برس کی بوتی واجب ہوتی ہے یعنی پچیس سے پینتیس تک اونٹ ہوں
اور اس کے پاس دو برس کی بوتی ہو تو قبول کی جاوے اس سے بوتی دو برس
کی اور دیوے زکوٰۃ لینے والا اس کو بیس درم یا دو بکریاں اور اگر دو برس کی
بوتی اس کے پاس نہ ہو تو اس سے دو برس کا بوتا قبول کیا جاوے اور اسکے
ساتھ کوئی چیز دینی نہیں آتی یعنی اس کے ساتھ کچھ لینا دینا نہیں آتا ہے
اور نصاب گایوں کی تیس گائیں ہیں اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے جب تیس
گائیں پوری ہوں۔ اور ان پر سال گذر جاوے تو ان میں ایک بیل برس
روز کا دینا آتا ہے یا گائے برس دن کی۔ اور جب چالیس ہوں تو ایک
گائے برس دن کی دینی آتی ہے۔ یا بیل دو برس کا و علیٰ ہذا القیاس ہر تیس
میں ایک گائے برس دن کی۔ اور ہر چالیس میں گائے دو برس کی دیا کرے

لہ یہ حدیث باب صدقہ الزکوٰۃ سے دوسری فصل میں ہے ۱۲ منہ

اور اگر گائے بیل تیس سے زیادہ ہوں تو انتالیس تک کچھ دینا نہیں آتا ہے جب
چالیس پوری ہوں تو ان میں ایک مسنہ یعنی گائے یا بیل دو برس کا دیوے
پھر بعد اس کے چالیس سے زیادہ میں زکوٰۃ نہیں آتی ہے جب تک ساٹھ پوری نہ
ہو جاویں۔ جب ساٹھ پوری ہو جائیں تو ان میں دو گائے ایک ایک برس کی
دینی آئینگی جب تک کہ پوری ستر نہ ہو جائیں اور اسی طرح سے پھر ستر سے
زیادہ میں زکوٰۃ نہیں جب تک کہ پوری اسی نہ ہو جائیں اسی طرح جس
قدر زیادہ ہو جاویں اسی طور پر قیاس کر لیوے۔ اور بکری کی نصاب چالیس ہے
بکری ہے اس سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ جب چالیس پوری ہو جاویں اور چرنے
والی ہوں اور سال کامل ان پر گذر جائے تو ان میں ایک بکری دینی آتی ہے
اور جب چالیس سے زیادہ ہوں تو ایک سو بیس تک ایک ہی بکری دینی
آئیگی۔ اور جب ایک سو بیس سے زیادہ ہوں دو سو تک تو دو بکریاں
دینی واجب ہوں گی۔ اور جس وقت دو سو پر زیادہ ہوں۔
تو ان میں تین بکریاں دینی آتی ہیں تین سو تک۔ اور جب زیادہ
ہوں تین سو پر تو بعد اس کے ہر سینکڑے میں ایک
بکری ہے۔ یعنے تین سو کے اوپر اگر دس بیس پچاس زیادہ
ہو جاویں۔ تو ان میں کچھ زکوٰۃ نہیں ہے۔ جب تک کہ سو
پورا نہ ہو جاوے۔ جب چار سو پورا ہو جاوے۔ تو چار
بکریاں دیوے۔ اسی طرح چار سو پر اگر دس بیس چالیس زیادہ
ہو جاویں تو ان میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے جب تک کہ پورا

پانچ سو نہ ہوجاوے۔ جب پورا پانچ سو ہوجاوے تو اس میں پانچ
بکریاں دینی آئینگی وعلیٰ ہٰذا القیاس جسوقت پانچسو پر دس میں پچاس
زیادہ ہوجاویں۔ تو اس میں بھی زکوٰۃ نہیں ہے جب تک کہ چھ سو پورا نہو جاوے
اسی طرح سے جس قدر زیادہ ہوں حساب کرکے اسی طور سے زکوٰۃ دیوے
نہایت تک۔ اور نہیں جائز ہے دینی زکوٰۃ میں بڑھیا اور نہ عیب والی
خواہ اونٹنی ہو یا گائے ہو یا بکری ہو مگر زکوٰۃ لینے والا چاہے تو جائز ہے اور نہیں جائز
ہے زکوٰۃ لینا نر کا جو مادہ کو گابھن کرتا ہو اور نہ جمع کئے جاویں وہ جانور جو جدا
ہوں۔ یعنی مثلاً چالیس بکریاں ایک شخص کی ہوں اور چالیس دوسرے کی ہوں
تو اس صورت میں بکریوں کے دونوں ریوڑوں کو ایک جگہ جمع نہ کرے واسطے
کم ہونے زکوٰۃ کے۔ اسواسطے کہ اگر دو گلے چالیس چالیس کے جدا ہونگے
تو دو بکریاں دینی آئیں گی اور اگر دونوں گلوں کو ایک جگہ ملا دیگا تو فقط ایک
ہی بکری دینی آئیگی۔ سو یہ کام جائز نہیں۔ اور خوف زکوٰۃ کے واسطے اکٹھے
جانوروں کو جدا نہ کرے یعنے مثلاً ایک شخص کی بیس بکریاں کسی دوسرے
شخص کی بیس بکریوں میں ملی ہوں تو انکو جدا نہ کرے واسطے خوف زکوٰۃ کے
اس لئے کہ اگر دونوں گلے ملے رہیں گے تو اس میں ایک بکری دینی واجب ہوگی
اور اگر دونوں گلے جدا ہونگے تو ان میں کچھ بھی زکوٰۃ دینی لازم نہیں ہوگی۔
کیونکہ چالیس میں زکوٰۃ ہے اور بیس میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ اور اگر
دو شریکوں کی بکریوں میں سے زکوٰۃ لی جائے تو دونوں شریک رجوع
کریں آپس میں ساتھ برابری کے یعنی مثلاً دو آدمی دو سو بکریوں میں شریک ہوں

ایک کی چالیس بکریاں ہوں اور دوسرے کی ایک سو ساٹھ ہوں تو زکوٰۃ میں ایک ایک بکری ہر ایک شریک سے لیجاویگی۔ پھر وہ دونوں شریک رجوع کریں ساتھ برابری کے یعنی چالیس بکریاں والے نے جو بکری زکوٰۃ میں دی ہے۔ اس کے تین خمس اپنے دوسرے شریک سے بھر لیوے یا اس کی قیمت کرے اس سے اسکی قیمت لے لیوے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ چالیس بکری والے پر پانچواں حصہ زکوٰۃ کا دینا آتا ہے۔ اور اس نے دیا ہے نصف حصہ زکوٰۃ کا یعنی اڑھائی حصے تو اب ڈیڑھ حصے کی قیمت اپنے دوسرے شریک سے بھر لیوے۔ اور نصاب غلہ گندم اور جو اور کھجور وغیرہ کے پانچ وسق یعنی تیس من ہے۔ اس سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں ہے جب تیس من پورے ہوں تو اس میں زکوٰۃ دینی واجب ہے۔ جو چیز کہ مینہ کے پانی یا چشموں کے پانی سے پیدا ہوئی ہو یا سیرابہ زمین ہو اس میں دسواں حصہ دینا واجب ہے۔ اور جو زمین کنوئیں کے پانی سے بیل یا اونٹ کے ساتھ پلائی گئی ہو۔ اُس کی پیداوار سے بیسواں حصہ دینا واجب آتا ہے۔ کھجوروں اور انگوروں میں جب شیرینی پیدا ہو تو ان کو اندازہ کر کے چھوڑ دینا چاہیئے۔ جب خشک ہو جاویں تو اس میں سے دسواں حصہ زکوٰۃ لیوے۔ زکوٰۃ لینے والا جب گن کر کے اپنا حصہ مقرر کر جائے تو لینے کے وقت اُسے تہائی یا چوتھائی مالک کو چھوڑ دے۔ ازراہِ احسان کے تا وہ اپنے ہمسایوں اور مسافروں کو کھلاوے) چاندی سونے کے زیور میں جب قیمت اسکی نصاب کو پہنچ جاوے تو زکوٰۃ دینی واجب ہے۔ سوداگری کے مال میں زکوٰۃ واجب ہے۔ اگر کسی کو زمین سے کچھ مال دفن کیا ہوا مل جاوے تو اس میں سے پانچواں حصہ

زکوۃ دینی واجب ہے۔ خواہ وہ مال تھوڑا ہو یا بہت ہو۔ اور کانوں کے مال سے زکوۃ دینی واجب ہے۔ یعنی چالیسواں حصہ دینا آتا ہے۔ اور زکوۃ میں کپڑوں کا دینا جائز ہے۔ اور جو چیز کہ دریا سے نکالی جاوے۔ مثل موتیوں اور جواہرات وغیرہ کی اس میں زکوۃ نہیں ہے

**باب** بیان میں صدقہ فطر کے۔ صدقہ فطر کا واجب ہے ہر مسلمان پر مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام چھوٹا ہو خواہ بڑا یتیم ہو یا دیوانہ۔ اور صدقہ فطر ایک صاع ہے گیہوں سے ہو یا جو یا کھجور ہو یا خشک انگور ہو یا پنیر ہو یا کوئی اور غلہ ہو **ف** صاع تین سیر انگریزی کے قریب ہوتا ہے صدقہ فطر کا عید کی نماز کی طرف نکلنے سے پہلے ادا کرنا چاہیئے۔ صدقہ فطر کا روزہ کو پاک کرتا ہے بیہودہ بات اور کلام بری سے اور یہ بھی آیا ہے کہ صدقہ فطر کا غنی کے مال کو پاک کر دیتا ہے۔ اور مسکینوں کو کھانا کھلاتا ہے اور اولی ہے کہ صدقہ کو ایک جگہ جمع کیا جاوے۔ پھر اس کے بعد مساکین کو دیا جاوے

**باب** بیان میں اس شخص کے جسکو زکوۃ لینی حلال نہیں۔ بنی ہاشم یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو صدقہ کا مال لینا حلال نہیں ہے۔ کہ وہ میل ہے لوگوں کی اور ہدیہ لینا انکو حلال ہے۔ جو شخص خود محتاج ہو اگر وہ صدقہ کا مال لیکر اپنی طرف سے سیدوں کو بطور ہدیہ کے دیوے۔ تو سیدوں کو وہ مال حلال ہے۔ تحفہ کا بدلہ دینا سنت ہے۔ ہدیہ اگرچہ دست بکری کا ہو تو قبول کر لیوے۔ اگر کوئی بکری کے پاؤں کی (جو نہایت ہی حقیر چیز ہے) دعوت کرے تو بھی وہ مال حلال قبول کر لیوے۔ جو شخص در بدر ایک ایک لقمہ لیتا پھرتا ہے۔ وہ مسکین نہیں ہے صدقہ اس کا حق نہیں ہے۔ بلکہ مسکین وہ ہے جو کسی سے سوال نہ کرے اور نہ

ہو اُس کے پاس مال اور نہ اس کو کوئی معلوم کر سکے کہ محتاج ہے تا پر صدقہ لیا جاوے
غنی مرد کو اور آدمی تندرست کو کہ جو کسب کرنے کی طاقت رکھتا ہے زکوٰۃ یعنی حلال
نہیں ہے۔ اللہ کے راہ میں لڑنے والے کے واسطے اور زکوٰۃ تحصیل کرنے کے واسطے اور
قرضدار کے واسطے زکوٰۃ کا مال حلال ہے۔ اور جو اپنا مال دیکر زکوٰۃ کا مال
خرید لیوے۔ تو اُس کو بھی زکوٰۃ کا کھانا جائز ہے۔
اور جس فقیر کو کسی نے زکوٰۃ کا مال دیا ہو اگر وہ فقیر اپنے کسی ہمسائے غنی کو اس زکوٰۃ
کے مال سے کچھ بطور ہدیہ کے دیوے تو غنی کو اس کا کھانا حلال ہے۔ اور اگر
کوئی شخص کسی کے دیئے ہوئے صدقہ کو مسکین سے قیمت دیکر خرید لیوے۔ تو وہ
اس کے واسطے حلال ہے۔ اور جائز ہے زکوٰۃ یعنی فقیروں کو اور مسکینوں کو اور
تحصیلداروں کو اور قرضداروں کو اور مسافروں کو۔ اور جائز ہے خرچ کرنا زکوٰۃ
کا گردنوں کے آزاد کرنے میں اور اللہ کے راہ میں۔ اور زکوٰۃ کے اونٹوں کا دودھ
پینا مسافروں کو جائز ہے۔ **باب** اس شخص کے بیان میں جس کو سوال کرنا جائز ہے
اور جسکو سوال کرنا جائز نہیں ہے۔ سوال کرنا تین آدمیوں کو جائز ہے۔ ایک وہ
شخص جو ضامن ہوا دین کا۔ دوسرا وہ شخص کہ پہنچے اس کو کوئی آفت یعنی
مثل قحط وغیرہ کی کہ ہلاک کر دیا مال اس کا۔ تیسرا وہ شخص ہے یعنی غنی کہ پہنچے
اس حاجت سخت یعنی ایسی حاجت کہ مشہور ہو جاوے۔ اس کی تمام قوم
میں یہانتک کہ کھڑے ہوں تین آدمی صاحب عقل اُس کی قوم سے
کہنے والے ہوں کہ پہنچی فلانے کو سخت حاجت پس جائز
ہے۔ اُن کو لوگوں سے سوال کرنا یہانتک کہ پہنچیں وہ اتنی قدر

کے یہ حدیث [illegible]
[illegible]
سے پہلے فصل میں ہے
[illegible]

مال کو کہ حاجت روائی اُن کی ہو۔ گذران سے اور ضمانت سے پھر بند
رہیں وہ بعد اس کے سوال سے جو مال زیادہ کرنیکے لئے لوگوں سے
سوال کرے وہ اس کے بدلے آگ دوزخ میں ڈالا جائیگا۔ اور گرم پتھر
اس کو کھلایا جائیگا۔ جو آدمی ہمیشہ لوگوں سے مانگتا ہے۔ قیامت کے
دن اس کے منہ پر گوشت کی بوٹی نہ ہو گی۔ سوال میں مبالغہ نہ کرنا چاہیئے
اس لئے کہ ایسے مال میں برکت نہیں ہوتی ہے۔ اپنی پیٹھ پر لکڑیوں کا گٹھا لیجا کر
بیچنا سوال کرنے سے بہتر ہے۔ اس لئے کہ اس میں اس کی آبرو رہتی ہے جو کوئی
حرص اور طمع کے ساتھ مال کو لیوے۔ اس کے مال میں برکت نہیں ہوتی ہے بہت
حرص کرنیوالے کا حال اُس کی مانند ہوتا ہے جو کھاتا ہے اور اس کا پیٹ نہیں
بھرتا ہے۔ یعنی بسبب بے برکتی کے دینے والے کا ہاتھ بہتر ہے لینے والے سے۔ جو
آدمی سوال کرنے سے بچنا چاہے خدا اس کو بچا لیتا ہے یعنی اس کو کسی کا محتاج
نہیں کرتا اور جو آدمی قناعت چاہے اللہ تعالیٰ اسکو قناعت دیدیتا ہے اور صبر سے
کوئی چیز زیادہ تر فراخ نہیں ہے۔ جو مال کہ بغیر طمع کرنے اور مانگنے کے کوئی
دیوے اس کو لے لینا جائز ہے۔ کسی ضروری امر میں سوال کرنا جائز ہے جس
کے پاس پچاس درہم جو تخمیناً ساڑھے بارہ روپے ہوتے ہیں ہوں اگر وہ لوگوں سے
سوال کرے تو قیامت کے دن اس کے منہ میں زخم ہوگا۔ اور یہ بھی آیا ہے
کہ جس کے پاس چالیس درہم کا مقدار ہو یا ایک رات دن کا موجود ہو۔ اس
کو سوال کرنا حرام ہے۔ جس کو فقیری نے زمین پر ڈال دیا ہو۔ یعنے
سخت لاچار ہو یا بہت قرض دار ہو۔ اُس کو سوال کرنا جائز ہے

اور جس شخص پر دیت دینی آئے بسبب خون کے کہ آپنے کیا ہو یا غیر نے کیا ہو تو اس کو سوال کرنا جائز ہے جو اپنے فاقہ کو لوگوں پر ظاہر کرے اور ان سے اپنی حاجت روائی چاہے تو اس کی حاجت روائی نہیں ہوتی ہے۔ اور جو شخص اپنے فاقہ کو خدا کے آگے عرض کرے۔ تو خدا تعالیٰ اس کو جلدی غنی کر دیتا ہے مال کے ساتھ یا موت کے ساتھ طمع کرنا محتاجگی ہے۔ اور لوگوں سے ناامید ہونا غنا ہے۔ جو شخص اس بات کا ضامن ہو کہ لوگوں سے سوال نہ کرے تو حضرت اسکے واسطے بہشت کے ضامن ہیں

**باب ۷ بیچ بیان فضیلت خرچ کرنے مال کے اور کراہیت بخل کے** ہر صبح کی وقت دو فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ایک یہ کہتا ہے کہ یا الٰہی مال خرچ کرنیوالے کو بدلہ دے یعنی دنیا میں اس کے بدلے اس کو بہت سا مال دے یا آخرت میں اس کو ثواب دے۔ دوسرا یہ کہتا ہے یا الٰہی بخیل کے مال کو تلف اور برباد کر دے جو مال آدمی اللہ کے راہ میں خرچ کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کا عوض دیتا ہے مال کو شمار نہیں کرنا چاہیئے۔ مال کو محتاج سے روکنا نہیں چاہیئے جہانتک ہو سکے اللہ کے راہ میں خرچ کرے۔ جو مال اپنی حاجت سے زیادہ ہو اس کو خرچ کر دینا واجب ہے۔ اور اس کو روک رکھنا بُرائی ہے۔ اور پہلے اُنپر خرچ کرنا چاہیئے جنکا نان و نفقہ آدمی پر واجب ہے یعنی اپنا عیال اُن سے کچھ بچے تو پھر دوسروں کو دیوے۔ بخل سے بچنا چاہیئے اس لئے کہ بخل نے ہلاک کر دیا ہے اگلی امتوں کو اور بخل سبب ہے خونریزی کا اور حلال کو حرام کرنے کا۔ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ صدقہ لینے والا کوئی مسکین نہیں ملیگا۔ حالت صحت اور تندرستی میں صدقہ دینے سے بہت ثواب ملتا ہے۔ اور مرنے کے وقت صدقہ دینے سے بہت

نہیں ہے۔ حالتِ تندرستی میں ایک درہم خرچ کرنا بہتر ہے دو سو درہم سے جو مرنیکے وقت خرچ کرے۔ بہت مال جمع کرنیوالے ٹوٹے میں ہیں۔ سخی اللہ سے نزدیک ہے اور جنت سے بھی نزدیک ہے۔ اور لوگوں سے بھی نزدیک ہے۔ اور آگ سے دور ہے اور بخیل اللہ سے بھی دور ہے اور بہشت سے بھی دور ہے۔ اور لوگوں سے بھی دور ہے اور آگ سے نزدیک ہے۔ اور سخی جاہل بہت پیارا ہے طرف اللہ کی عابد بخیل سے بخل اور بدخلقی آدمی مومن کی شان سے نہیں ہے۔ مکار اور بخیل اور اللہ کے لئے دیکر احسان رکھنے والا بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔ بخل اور نامردی دونوں نہایت بدخصلتیں ہیں۔ اگر کوئی شخص بھول کر بےخبری سے کسی غنی مرد کو یا کسی زانی کو یا کسی چور کو صدقہ دیوے تو اس میں بھی اس کو ثواب ملتا ہے۔ اور وہ صدقہ قبول ہو جاتا ہے۔ اور جو شخص کہ بھول کر اپنے بیٹی کو صدقہ دیوے بیخبری سے تو وہ صدقہ قبول ہے۔ اس میں رجوع جائز نہیں۔ جو شخص اللہ کے دیئے ہوئے مال پر شکر نہ کرے یعنی اس کا حق زکوٰۃ و صدقہ ادا نکرے تو خداتعالی اسپر غصے ہوتا ہے اور مال اس کا تلف ہو جاتا ہے۔ اور سوال کرنیوالے کو کچھ دینا چاہیئے۔ اگرچہ کھر جلا ہوا ہو۔ جو شخص اللہ کے نام کے ساتھ سوال کیا جائے۔ اور باوجود اسکے پھر بھی سائل کو کچھ ندیوے تو وہ سب خلقت سے بدتر ہے۔ سخاوت ایک درخت ہے بہشت میں سو جسنے اس کی ٹہنی کو پکڑا یعنی کچھ سخاوت کی وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ اور بخیلی ایک درخت ہے دوزخ میں جس نے اس کی ٹہنی کو پکڑا یعنی بخل کیا تو دوزخ میں داخل ہوگا۔ اللہ کے راہ میں خرچ کرنے سے بلا دفع ہو جاتی ہے

## باب فضیلت صدقہ کے بیان

---

یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب الانفاق کے دوسرے فصل میں ہے ۱۲

یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب الانفاق کے تیسرے فصل میں ہے ۱۲

یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب الانفاق کے دوسرے فصل میں ہے ۱۲

یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب الانفاق فصل الثانی میں ہے ۱۲

صحیح بخاری صفحہ ۱۹۱

میں نہیں قبول کرتا ہے اللہ تعالیٰ صدقہ مگر مال حلال سے۔ جو شخص مال حلال سے
کھجور کے برابر کوئی چیز اللہ کے راہ میں خرچ کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو اپنے داہنے
ہاتھ سے قبول کر لیتا ہے پھر پالتا ہے اس کو واسطے خیرات کرنے والے کے
جیسا کہ پالتا ہے آدمی بچھڑے اپنے کو یہاں تک کہ ہوتا ہے ثواب صدقہ کا مثل پہاڑ
کی۔ اور صدقہ دینے سے مال بڑھتا ہے۔ جو شخص اللہ کے راہ میں دوہری چیز خرچ
کرے۔ مثلاً دو روپے یا دو غلام وغیرہ دے۔ تو بہشت کے سب دروازوں سے بلایا
جائیگا۔ اور جو شخص کہ پوشیدہ صدقہ دیوے۔ یہاں تک کہ بائیں کو معلوم نہ ہو کہ داہنے
نے کیا خرچ کیا ہے۔ تو وہ قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سایہ کے نیچے ہوگا
جو شخص ایک دن میں روزہ بھی رکھے اور جنازہ کے ساتھ بھی جاوے اور کسی
مسکین کو اللہ کے واسطے کھانا بھی کھلاوے اور کسی مریض کی عیادت بھی کرے تو وہ
شخص بہشت میں داخل ہوگا۔ اپنے ہمسایوں کو ہدیہ بھیجے اگرچہ کھر بکری کا ہو
نیکی کی بات کہنی بھی صدقہ ہے۔ اور زبان یا ہاتھ وغیرہ سے کسی کو ایذا نہ دینا
بھی صدقہ ہے۔ اور دو آدمیوں کے درمیان صلح کروانا بھی صدقہ ہے۔ اور
اچھی بات کہنی بھی صدقہ ہے۔ اور نماز کی طرف جانا ایک ایک قدم صدقہ ہے۔ اور
راہ سے کسی ایذا دینے والی چیز کو دور کرنا بھی صدقہ ہے۔ اور بری چیز سے
منع کرنا بھی صدقہ ہے۔ انسان کے بدن میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں جو شخص موافق ان تین سو
ساٹھ جوڑوں کی نیکیاں کرے یعنی مثلاً الحمد للہ تین سو ساٹھ بار کہے یا سبحان اللہ تین سو
ساٹھ بار کہے یا کچھ اور تو اس نے اپنی جان کو آگ سے نکال لیا۔ سبحان اللہ کہنا
بھی صدقہ ہے اور اللہ اکبر کہنا بھی صدقہ ہے۔ اور لا الٰہ الا اللہ کہنا بھی

صدقہ ہے۔ اور اونٹنی دودھ پینے کے واسطے کسی کو دینا بھی صدقہ ہے۔ اور
بکری دودھ پینے کے واسطے دینی بھی صدقہ ہے۔ جو کوئی درخت لگاوے یا کھیتی
بووے پس اگر کوئی انسان یا پرندہ یا چارپایہ اُس سے کھاوے تو وہ بھی اس کے
واسطے صدقہ ہے۔ کُتا وغیرہ چارپائے پیاسے کو پانی پلانا جیسے کھلانے کو دانہ گھاس
وغیرہ کھلانا بھی بہت ثواب رکھتا ہے۔ کسی جاندار چارپائے وغیرہ کو باندھ
رکھنا اور اس کو کھانا پینا کچھ نہ دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ جو شخص کسی ایذا دینے
والے درخت کو راہ سے دُور کرے یا کسی اور موذی شے کو جیسے پتھر اور کانٹے
اور ہڈی وغیرہ راہ سے دُور کرے تو اس کے سبب بہشت میں داخل ہوگا۔ جو
شخص اللہ کی راہ میں کھانا کھلاوے اور لوگوں کو پکار کر سلام کہے اور اپنے
ناطہ داروں سے سلوک کرے اور رات کو اٹھ کر نماز پڑھے ایسی حالت میں کہ لوگ
سوتے ہوں وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ صدقہ اللہ کے غضب کو بجھا دیتا ہے
اور مرنے کے وقت سکرات موت اور شیطان کے وسوسے سے بچا لیتا ہے۔
اپنے بھائی کو کشادہ پیشانی سے ملنا بھی صدقہ ہے۔ اور ڈول کا پانی اپنے
بھائی کے باسن میں ڈال دینا بھی صدقہ ہے۔ اور بھولے کو راہ بتانا بھی صدقہ
ہے۔ اور اندھے کو راہ دکھانا بھی صدقہ ہے۔ بہت افضل صدقہ کنواں کھدوانا
ہے پانی کیواسطے یا جو مسلمان اپنے کسی بھائی ننگے کو کپڑا پہنا دیوے۔ تو
خدا تعالے اس کو بہشت کا سبز لباس پہنا دے گا۔ اور جو
کوئی کسی مسلمان کو بھوک کی حالت میں کھانا کھلاوے تو اللہ اسکو بہشت کے
میوے کھلائیگا اور جو کوئی کسی پیاسے مسلمان کو پانی پلاوے تو اللہ تعالے

اس کو بہشت کی شراب پلاویگا جسپر مہر کی ہوئی ہے۔ فرض زکوٰۃ کے سوا مال میں
اور بھی حق ہے۔ نمک اور پانی سے منع کرنا جائز نہیں ہے جو کوئی کسی زمین افتادہ
کو آباد کرے تو اس کو ثواب ہے۔ اور جو جانور اس کی کھیتی سے کھاویں۔ وہ
اس کے لئے صدقہ ہے۔ اور صدقہ حرام مال سے قبول نہیں ہوتا بلکہ حلال مال سے
قبول ہوتا ہے۔ جو آدمی دودھ دینے والا جانور کسی کو عاریتہ دودھ پینے کے
واسطے دیوے یا اس کو روپے وغیرہ کچھ قرض دیوے یا بھولے یا اندھے کو راہ
بتلاوے تو اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے۔ جو شخص صدقے کو چھپا کر
دیوے اس کو خدا تعالیٰ دوست رکھتا ہے۔ قیامت کے دن صدقہ مومن کا اس
کے واسطے سایہ ہوگا۔ صدقے کا ثواب کئی کئی حصے زیادہ ملیگا یعنی دس سے
سات سو تک اور اس سے زیادہ بھی اگر چاہے اللہ اور جو شخص پوشیدہ کر کے
صدقہ دیتا ہے وہ ہوا سے بھی زیادہ سخی ہے **باب** بیان میں بہترین صدقہ کے

بہترین صدقہ وہ ہے جس کے بعد غنا باقی رہے مطلق فقیر نہ ہو جاوے۔ بلکہ اپنے
عیال کے واسطے قوت رکھ لے۔ آدمی اگر اپنے عیال پر ثواب کی نیت سے خرچ
کرے تو اس کو اس میں بھی ثواب ملتا ہے۔ جو شخص ایک دینار اللہ کے راہ یعنی
جہاد وغیرہ میں خرچ کرے اور ایک دینار غلام آزاد کرنے میں خرچ کرے۔ اور ایک
دینار کسی مسکین پر خرچ کرے تو ان سب دیناروں میں بہت بڑا ثواب اس دینار کا
ہے جو اپنے اہل عیال پر خرچ کرے۔ اور افضل صدقہ وہ ہے۔ جو تنگدستی کے
وقت خرچ کرے۔ اور اول اپنے عیال پر خرچ کرے۔ بعد اس کے
اوروں پر۔ جس عورت کا خاوند مسکین ہو اگر وہ صدقہ اور زکوٰۃ

۱ یہ حدیث صحیح بخاری سے صفحہ ۱۹۲ میں ہے
۳ یہ حدیث صحیح بخاری و مسلم کی سے باب افضل الصدقہ میں ہے ۱۲
۴ یہ حدیث صحیح مسلم سے جلد اول کے صفحہ ۳۲۲ میں ہے ۱۲
۶ یہ حدیث مشکوٰۃ کے باب افضل الصدقہ کے دوسرے فصل میں ہے ۱۲
۵ یہ حدیث صحیح بخاری کے صفحہ ۵۸۱ میں ہے ۱۲

اپنے خاوند کو دے تو جائز ہے بلکہ اس میں دوہرا ثواب ہے جس ہمسایہ کی دیوار
قریب ہو دُور والے سے اس کو دینے میں زیادہ ثواب ہے۔ جب آدمی شوربا پکاوے
تو کچھ اس میں سے اپنے ہمسایہ کو بھی دیوے۔ اپنے قرابتی کو صدقہ دینے میں غیر مسکین سے
دوہرا ثواب ہے۔ جو شخص کسی کے ساتھ احسان کرے تو اس کے بدلے میں اس کے
ساتھ بھی احسان کرنا چاہیئے۔ اور اگر بدلہ نہ دے سکے تو اس کے حق میں دعا
کرے یہ بھی اس کا بدلہ ہے۔ جو کوئی دعوت کرے تو قبول کرنا سنت ہے یعنی
اگر کوئی مانع حسی یا شرعی نہ ہو۔ خدا تعالیٰ جل شانہٗ کے اسم مبارک کے ساتھ سوائے
بہشت کے اور کوئی چیز مانگنی نہیں چاہیئے یعنی یہ نہ کہو کہ مجھکو اللہ کے واسطے
کوئی چیز دے۔ افضل صدقہ وہ ہے جو بھوکے کو کھلایا جاوے۔ اگر کوئی عورت
اپنے خاوند کے مال سے کوئی چیز خدا کے راہ میں خرچ ایسی حالت میں کہ اسراف
نہ کرے تو اس میں اس کو بھی ثواب ہے۔ اور اس کے خاوند کو بھی ثواب ہوتا
ہے۔ اور دینے والے خادم کو بھی اسی قدر ثواب ملتا ہے جب کہ وہ مالک کے
اذن سے خرچ کرے۔ صدقے کا ثواب میت کو پہنچتا ہے۔ عورت اپنے
خاوند کے مال سے بغیر اجازت اس کی کے خرچ نہ کرے **باب** اس شخص
کے بیان میں کہ دیئے ہوئے صدقہ کو نہ پھیر لیوے۔ اپنے صدقہ دیئے ہوئے کو
مول لینا جائز نہیں ہے۔ اپنے صدقے دیئے ہوئے میں رجوع کرنیوالا مانند کتے
کی ہے کہ اپنی قے کو چاٹتا ہے۔ صدقے کا مال اگر میراث کی وجہ سے ہاتھ آوے
تو اس کا لے لینا جائز ہے **باب** روزے کے بیان میں **فائدہ** روزے
کا معنی بند رہنا ہے کھانے پینے اور جماع کرنے سے اور کوئی چیز بدن کے اندر

داخل کرنے سے کہ اس کو حکم اندر کا ہے فجر سے آفتاب کے غروب ہونے تک ساتھ
نیت کے اور رمضان کے روزے بندوں پر فرض ہیں باب بیچ بیان میں فضیلت مہینے

رمضان کی۔ جب رمضان کا مہینہ داخل ہوتا ہے تو بہشت کے دروازے کھولے
جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور شیطان قید کئے جاتے
ہیں۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ رحمت کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ بہشت میں ایک
دروازہ ہے اُس کا نام ریان ہے۔ روزہ رکھنے والوں کے سوا اس میں اور کوئی
داخل نہیں ہوگا۔ جو ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے ایمان سے تو اس کے
پہلے سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔ اور جو کھڑا ہو یعنی نماز پڑھے رمضان کی راتوں
میں ایمان سے اور واسطے طلب کرنے ثواب کے تو اس کے پہلے گناہ سب بخشے جاتے
ہیں۔ روزہ اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور وہی اس کا ثواب دیگا یعنی اس کا ثواب اس قدر
بخشتا ہے کہ اس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ روزے والے کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک
خوشی وقت کھولنے روزے کے اور ایک خوشی وقت ملاقات کے پروردگار اپنے
سے۔ روزے دار کے منہ کی بو البتہ خوشتر ہے نزدیک اللہ کے مشک کی خوشبو
سے۔ روزہ ڈھال ہے یعنی اس کے سبب سے آدمی شر شیطان سے
بچتا ہے۔ ہر رات میں رمضان کے کئی آدمی دوزخ سے آزاد کئے جاتے
ہیں۔ رمضان کے مہینے میں ایک رات ہے۔ یعنی لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار
مہینوں سے یعنی اس میں عمل کرنا بہتر ہے۔ اور افضل ہے عمل کرنے سے
ہزار مہینوں سے جو کوئی اس کی بھلائی سے محروم رہا۔ وہ ہر بھلائی سے
محروم رہا۔ یعنی کامل ثواب سے محروم رہا۔ رمضان کا روزہ قیامت کے

دِن روزہ رکھنے والے کی شفاعت کریگا۔ رمضان میں جو نفل پڑہے تو اسکو ایسا ثواب
ہوگا جیسے اور دنوں میں فرض کا۔ اور جس نے رمضان میں ایک فرض ادا کیا تو ہوگا ثواب
اس کا مثل اس کے کہ ادا کئے ستر فرض غیر رمضان میں۔ رمضان صبر کا مہینہ ہے۔ اور
صبر کا ثواب بہشت ہے۔ رمضان کے مہینے میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے
رمضان کے اول میں رحمت نازل ہوتی ہے۔ اور اسکے درمیان میں بخشش ہوتی ہے
یعنی وہ زمانہ بخشش کا ہے کہ اس میں مومنوں کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور آخر
میں اس کی آزادی ہے آگ سے جس آدمی نے رمضان میں اپنی لونڈی اور غلام سے
بوجھ ہلکا کیا اللہ تعالیٰ اس کو آگ سے آزاد کر دیتا ہے۔ رمضان کے مہینے میں
قیدیوں کو رہا کر دینا واجب ہے۔ اور سائل کو دینا واجب ہے ہر سال سے آئندہ سال
تک بہشت کو زینت کیا جاتا ہے واسطے آمد رمضان کے جب رمضان کا پہلا
دن ہوتا ہے تو عرش کے نیچے ہوا چلتی ہے بہشت کے پتوں سے حورعین کے
سر پر پس حوریں کہتی ہیں اے رب ہمارے کر دان ہمارے لیے اپنے بندوں کو
خاوند ٹھنڈی ہوں آنکھیں ہماری ساتھ انکے اور ٹھنڈی ہوں آنکھیں انکی ساتھ
ہمارے۔ رمضان کی آخر رات میں حضرت کی امت کیواسطے بخشش کیجاتی
ہے یعنی جو کہ روزہ دار ہیں

## باب بیان میں دیکھنے چاند رمضان کے

اور کیفیت روزے کے۔ اول شعبان کے مہینے کے دن گننے چاہئیں تا رمضان
کا آنا معلوم ہو جاوے۔ جب آدھا مہینہ شعبان کا گذر جاوے۔ تو
بعد اس کے کوئی روزہ نفل وغیرہ نہ رکھے۔ یعنی اس واسطے کہ
رمضان میں ضعیف نہ ہو جاوے۔ رمضان سے پہلے ایکدن یا دو دن

روزہ نہ رکھے۔ شک کے دن میں یعنی تیسویں شب شعبان کو بسبب ابر وغیرہ کے اگر چاند
نظر نہ آوے تو اس دن روزہ نہ رکھے۔ اس لئے کہ اس میں پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی
نافرمانی ہے۔ ایک سال میں مہینہ رمضان کا اور ذی الحجہ کا ناقص یعنی انتیس انتیس کا
نہیں ہوتے ہیں جب رمضان کا چاند دیکھے تو روزہ رکھے۔ اور شوال کا چاند
دیکھے تو افطار کرے۔ اگر شعبان کی انتیسویں کو چاند نظر آجاوے۔ تو
اسی دن سے روزہ رکھنا شروع کرے۔ اور اگر اس شب کو بسبب ابر کے چاند
نظر نہ آوے تو شعبان کے تیس دن پورے کر کے روزہ شروع کرے اور رمضان
کے چاند دیکھنے میں ایک آدمی کی گواہی مقبول ہے یعنی عادل ہو یا مستور الحال ہو
روزہ رکھنے کی مدار چاند کے دیکھنے پر ہے اس کے چھوٹے بڑے ہونیکا کچھ
اعتبار نہیں ہے۔ جس دن روزہ رکھنا ہو اس کی شب کو صبح صادق سے اول
نیت روزہ کی کرے۔ یعنی یہ کہ میں صبح کو روزہ رکھوں گا۔ اگر شب سے روزہ
کی نیت نہیں کریگا۔ تو روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ اور سحری کھاوے یعنی اگرچہ ہو ایک
گھونٹ پانی کا۔ اس لئے کہ اس میں برکت ہوتی ہے۔ یعنی بہت
بڑا ثواب ہوتا ہے۔ اور روزہ رکھنے کی قوت حاصل ہوتی ہے۔ سحری
کے وقت کھجوریں کھانی سنت ہیں۔ اگر صبح صادق سے پہلے اذان
ہو جاوے۔ تو اس کے بعد کچھ کھانا پینا جائز ہے۔ جب تک کہ صبح
صادق ظاہر نہ ہو جائے ف سحر کہتے ہیں رات کے آخر چھٹے حصے
کو اور سحور کہتے ہیں۔ آخر شب کے کھانے پینے کو۔ اہل کتاب کے روزے
اور اہل اسلام کے روزے کے درمیان میں فرق سحری کھانا ہی ہے صبح صادق

فصل نمبر ۱۲ ۔ ۵ یہ حدیث انس رضی اللہ عنہ کی صحیح بخاری کے صفحہ ۲۵۷ میں ہے ۔ ۶ یہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی صحیح بخاری کے صفحہ ۲۵۷ میں ہے ۔ یہ حدیث عمرو بن عاص کی صحیح مسلم کی جلد اول کے صفحہ ۳۵۰ میں ہے

کے وقت سے روزہ شروع کرے پھر تمام دن غروب آفتاب تک روزہ رکھے رہے۔ اور روزے کے توڑنے والے اور مکروہ کرنے والی چیزوں کا بیان

## آگے آتا ہے بیچارہے باب بیان میں پاک کھنی روزے کے اور ان

چیزوں کے جن سے روزہ جاتا رہتا ہے اور جن سے روزہ نہیں جاتا ہے۔ روزے میں زبان سے فحش بات نہ کہے اور بیہودہ بات نہ بکے اور بلند آواز کر شور نہ کرے۔ اگر کوئی روزے دار کو گالی دیوے تو وہ گالی کے بدلے گالی نہ دیوے بلکہ اس کے جواب میں یہ کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ اور جو شخص روزے میں باطل بولنا نہ چھوڑے تو اللہ کو اس کے روزے کی کچھ حاجت نہیں ہے یعنی اس کے روزے کو اللہ تعالی قبول نہیں کرتا ہے۔ سنگی کھچوانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔ روزہ دار کو اپنی بیوی کا بوسہ لینا جائز ہے۔ روزہ دار کو اپنی بیوی کے بدن سے بدن لگانا جائز ہے۔ مگر جوان آدمی کو جو اپنی شہوت پر قادر نہ ہو اپنی بیوی کے بدن سے بدن لگانا منع ہے۔ روزے دار اگر جنبی ہو جاوے رمضان کی رات میں تو بعد صبح صادق کے اس کو غسل کرنا جائز ہے جو شخص روزے میں بھول کر کھا لیوے یا کچھ پی جاوے تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا ہے وہ اپنی روزے کو پورا کرے اس لئے کہ اس کو اللہ نے کھلایا پلایا ہے جو شخص روزے میں اپنی بیوی سے جماع کرے تو اس کے کفارے میں ایک غلام آزاد کرے۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو پے در پے دو مہینے کے روزے رکھے۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلاوے۔ اور یہ بھی نہ ہو سکے تو کچھ کھجوریں یا جو کھانا میسر ہووے اپنی اہل عیال کو

کھلا دیوے اسی میں اس کے ذمہ سے کفارہ ادا ہو جائیگا۔ جو کوئی روزے
میں قے کرے یعنی آپ سے آجاوے۔ تو اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا ہے۔
اور جو جانکر قے کراوے تو اسپر روزے کی قضا آتی ہے۔ مگر یہ حدیث
ضعیف ہے۔ روزے میں گرمی کیواسطے یا پیاس کے سبب سے اپنے سر پر پانی
ڈالنا ٹھنڈک کے واسطے منع نہیں ہے۔ روزے میں مسواک کرنا جائز ہے ہر حالت
میں۔ جو شخص کہ رمضان کا ایک روزہ بھی افطار کرے بغیر کسی رخصت اور
بیماری کے تو نہیں بدلہ اوتارتا ہے اُسکے روزہ رکھنا تمام عمر کا بہت روزے
ہیں۔ کہ نہیں حاصل ہوتا ہے ان کو روزے سے مگر پیاسا رہنا۔ احتلام ہو جانے
سے روزہ نہیں جاتا ہے۔ مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔ روزہ میں آنکھ میں سرمہ ڈالنا
جائز ہے۔ روزہ میں کلی اور ناک میں پانی ڈالنے میں مبالغہ نہ کرے پانی کی کلی
کرکے۔ اس کی تھوک نگل جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا ہے یہ تابعی کا قول ہے

باب بیان میں روزہ افطار کرنے کے۔ روزہ دار اپنے روزے کو ان
توڑنے والی چیزوں سے جن کا ذکر اوپر ہو چکا ہے بچا کر تمام دن پورا کرے
جب آفتاب غروب ہو جاوے اور مشرق کی طرف سے سیاہی نمودار ہو تو روزہ
افطار کرے۔ اور روزہ جلدی افطار کرنے میں بہتری ہے۔ جو شخص روزہ جلدی
افطار کرے یعنی بعد چھپنے آفتاب کے دیر نہ کرے تو وہ اللہ کو بہت پیارا
جبتک لوگ افطار میں جلدی کرینگے تب تک دین کا دین غالب رہیگا۔ مغرب
کی نماز سے پہلے روزہ افطار کرے۔ جب روزہ افطار کرے تو تر کھجور
کے ساتھ افطار کرے۔ اگر کھجوریں میسر نہ ہوں تو سوکھی کھجوروں کے ساتھ ہی

افطار کرلیوے۔ اگر وہ بھی میسر نہ ہوں تو پانی کے چند چلو کے ساتھ ہی افطار کرلیوے اس لئے کہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ جب روزہ افطار کرے تو اُس وقت یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ الٰہی تیرے ہی لئے روزہ رکھا میں نے اور تیرے ہی رزق پر افطار کیا میں نے۔ اور یہ بھی کہے ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ تَعَالٰی یعنی پیاس دفع ہو گئی۔ اور تر ہو گئیں رگیں اور ثواب ثابت ہوا اگر چاہا اللہ نے

**باب ہے** بیان میں فضیلت روزہ افطار کرانیکی

جو شخص کسی کا روزہ افطار کرواوے تو اس کو ثواب روزہ دار کی مانند ہوتا ہے جو شخص کسی کا روزہ رمضان میں کھلوادے ایک گھونٹ لسی سے یا ایک گھونٹ پانی سے یا ایک کھجور سے تو وہ آگ سے آزاد ہو جاتا ہے۔ اور جو آدمی روزہ دار کا پیٹ بھر دیگا۔ اس کو خدا تعالیٰ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض سے شراب پلا دیگا۔ کہ اس کے ساتھ پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ یہانتک کہ بہشت میں داخل ہو۔ روزے میں وصال کرنا منع ہے۔ فائدہ وصال اس کو کہتے ہیں کہ دو یا زیادہ روزے رکھے۔ اور درمیان میں افطار نہ کرے اور نہ کچھ کھاوے نہ پیوے

**باب ہے** بیان میں روزہ مسافر کے

سفر میں روزہ رکھنا اور افطار کرنا دونوں جائز ہیں خواہ رکھ لیوے خواہ افطار کرے مگر افطار اولیٰ ہے۔ سفر میں روزہ رکھنے سے اگر آدمی کو گرمی کے سبب سے ایسا ضعف لاحق ہو جاوے جسکے سبب سے گر پڑے۔ اور ہلاکت کا ڈر ہو تو ایسی حالت میں روزہ افطار کرنا افضل ہے کیونکہ ایسی حالت میں روزہ رکھنے سے

آدمی بڑا گنہگار ہوتا ہے مسافر پر اور بچے پر اور دودھ پلانے والی اور حملدار عورت پر روزہ واجب نہیں بلکہ جب یہ عذر دفع ہو جاوے۔ تو اس وقت قضا کر کے رکھے حضر میں اگر افطار کے ساتھ لشکر کو قوت ہو تو افطار جائز ہے ف رمضان کا روزہ جو افطار کر ڈالے تو اس کے لئے تین حکم ہیں۔ اگر بھول کر افطار کرے تو نہ قضا ہے اور نہ کفارہ۔ اور اگر قصداً ہو بغیر عذر کے تو کفارہ دینا آتا ہے۔ اور اگر ساتھ عذر کے ہو مانند سفر اور مرض وغیرہ کے تو اس میں قضا ہے جب عذر دفع ہو جاوے تو اس وقت روزے قضا کر کے رکھے۔ حیض والی عورت حیض کے دنوں میں روزہ نہ رکھے۔ جب حیض سے فارغ ہووے۔ تو قضا کر کے رکھ لیوے۔ میت کی طرف سے روزہ قضا کر کے رکھنا وارث کو جائز ہے۔ اور جو شخص شیخ فانی ہو یعنی بہت بوڑھا ہو طاقت روزہ کی نہ رکھتا ہو اس کو جائز ہے کہ روزہ نہ رکھے اور بدلے ہر روزے کے ایک مسکین کو کھانا کھلایا کرے۔ اس پر قضا نہیں آتی ہے

## باب بیان میں روزہ نفلی کے

روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے یعنی بدن کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔ ہر مہینے میں کچھ کچھ نفلی روزے رکھنے بہتر ہیں نفلی روزوں میں سب سے بہترین روزے مہینے محرم کے ہیں یعنی عاشورے کے روزے کو سب نفلی روزوں پر فضیلت ہے۔ عاشورے کی نانویں کو بھی روزہ رکھنا ثواب ہے رجب میں روزہ رکھنا منع ہے رمضان کے ساتھ جو شخص شوال کے چھ روزے رکھے اس کو صیام دہر کا ثواب ملتا ہے۔ عمر کا روزہ جائز نہیں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ایک دن روزہ رکھے اور ایک دن افطار کرے۔ اس پر زیادتی نہ کرے کہ مثلاً دو دن روزہ رکھے بعد ایک دن افطار کرے۔ جو شخص رمضان

سے لیکر دوسرے رمضان تک ہر مہینے میں تین تین روزے رکھے تو اسکو ثواب ہمیشہ
کے روزے کا ہوتا ہے۔ یعنی ثواب ان کا ایسا ہے جیسے ہمیشہ روزہ رکھنے کا۔
جو شخص عرفہ کے دن یعنی مہینے ذی الحج کی نانویں کے دن روزہ رکھے تو اس کا ایک
سال پہلے اور ایک سال پچھلے کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ مگر جو حج کر رہا ہو
وہ اس دن روزہ نہ رکھے کہ منع ہے۔ اور جو شخص کہ عاشورے کے دن روزہ رکھے
تو اس کے پہلے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ پیر کے دن کا روزہ رکھنا
مستحب ہے۔ عید فطر اور قربانی کے دن روزہ رکھنا منع ہے۔ اور تشریق کے دنوں
میں یعنی عید قربانی کے دن کے پیچھے گیارہویں۔ بارہویں تیرہویں کے دن
بھی روزہ رکھنا منع ہے۔ تنہا جمعہ کے دن روزہ رکھنا منع ہے اگر رکھے تو اس
کے ساتھ ایک روزہ پہلے یا پیچھے بھی رکھے۔ یا جس شخص کی عادت ہو روزہ
رکھنے کی۔ یعنی مثلاً اس کی عادت تھی کہ دسویں یا گیارھویں ہر ماہ کو روزہ
رکھا کرتا تھا۔ اس دن میں اتفاقاً جمعہ آپڑا تو اس کو جمعہ کا روزہ تنہا رکھنا جائز
ہے۔ جو شخص خدا کے راہ میں ایک دن روزہ رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کو ستر برس
کی مسافت کے مقدار آگ سے دور کر دیگا۔ پیر اور جمعرات کے دن کا روزہ
رکھنا بہت ثواب ہے۔ اس لئے کہ اُن مین ہر مسلمان کو بخشا جاتا ہے مگر جو دو
آدمی آپس میں لڑے ہوئے معلق اور ہفتے اور اتوار کو روزہ رکھنا بھی آیا ہے
اور یہ بھی آیا ہے کہ جو شخص خدا کے راہ میں ایک دن روزہ رکھے۔ تو اس
کے اور آگ کے درمیان اللہ تعالیٰ ایک خندق بناتا ہے۔ جیسے کہ
درمیان آسمان اور زمین کے۔ اور یہ بھی آیا ہے۔ جو کوئی ایک روزہ

اللہ کی رضامندی چاہنے کے لئے رکھتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ دُور رکھتا ہے
دوزخ کی آگ سے مانند دُوری کوے اُڑتے ہوئے کی کہ وہ بچہ ہوا اور
بوڑھا ہو جائے یعنی اگر کوا ابتدا سے اخیر عمر تک اُڑتا ہے۔ تو کس قدر مسافت
طے کریگا۔ اتنی مسافت وہ آدمی دوزخ سے دور ہو جاتا ہے۔ ایام بیض یعنی
چاندنی راتوں کے دنوں میں تین روزے رکھنے سنت ہیں یعنی تیرھویں
اور چودھویں اور پندرھویں ف بیض کے دن اُن کو اس لئے کہتے ہیں
کہ ان کے روزے گناہوں کو دُور کرتے اور دلوں کو روشن کرتے ہیں روزہ دار
کا سونا بھی عبادت ہے۔ اور اس کا چپ رہنا تسبیح ہے۔ اور عمل اس کا دُگنا ہے۔
اور دعا اس کی مقبول ہے۔ جو کوئی اللہ کی رضامندی چاہنے کیواسطے روزہ
رکھتا ہے اللہ اس کے جسم کو تندرست کر دیتا ہے۔ جو کوئی نفلی روزے
رکھے اس پر کوئی مطلع نہ ہو تو اس کا بدلہ سوا بہشت کے اور کوئی چیز نہیں ہے
روزہ دار کو ایسی چیزیں کھانے کو ملیں گی جو نہ کبھی آنکھ نے دیکھی اور نہ کبھی
کان نے سنی ہوں۔ اور نہ کبھی دل میں گذری ہوں یعنی بہشت میں **باب ہے**
بیان میں متعلقات روزے کے۔ نفلی روزے کا افطار کرنا بغیر کسی عذر کے
جائز ہے۔ اور نہیں واجب ہے۔ اس کا قضا کرنا۔ جب کوئی روزے دار کی دعوت
کرے تو کہے کہ میں روزہ دار ہوں۔ روزہ دار کے پاس جب طعام کھایا جاتا ہے
(یعنی اس کا دل بھی کھانے کی رغبت کرتا ہے) تو اس پر فرشتے رحمت بھیجتے
ہیں۔ یہانتک کہ فارغ ہوں کھانے والے۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ اس کی ہڈیاں
تسبیح کہتی ہیں۔ اور فرشتے اس کے واسطے بخشش چاہتے ہیں۔

**باب ۲۲** بیان میں فضیلت لیلۃ القدر کے اور اس کے وقتوں کے بیان میں یہ
لیلۃ القدر کی رات میں عمل کرنے کا اس قدر ثواب ہوتا ہے جس قدر کہ ہزار
مہینے میں عمل کرنے کا ثواب ہوتا ہے۔ لیلۃ القدر رمضان کے اخیر دہا کے میں کہ
طاق راتوں میں یعنی اکیس شب یا تئیس یا پچیس یا ستائیس یا انتیس شب میں
اس کو تلاش کرنا چاہیئے۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے۔
اور لیلۃ القدر کی نشانی یہ ہے۔ کہ جب رات لیلۃ القدر ہوتی ہے۔ اُس دن
صبح کو آفتاب کی روشنی نہیں ہوتی ہے۔ ماہ رمضان کے اخیر عشرہ میں عبادت میں
بہت کوشش کرے اور عورتوں سے علیحدہ رہے اور اپنے اہل کو جگا دے
اور تمام رات یا بعض رات جاگتا رہے۔ جو کوئی لیلۃ القدر کو پاوے یہ دعا پڑھے
اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ جب رات لیلۃ القدر
ہوتی ہے اس رات جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت میں آسمان سے
اُترتے ہیں۔ ہر بندہ کے لیئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ جو کھڑے ہوئے یا بیٹھے
ہوئے اللہ کو یاد کرتا ہو پس جب عید کا دن ہوتا ہے تو فخر کرتا ہے بسبب اُنکے
اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے یعنی ان فرشتوں سے کہ جنہوں نے بنی آدم میں طعن کیا
تھا۔ پس فرماتا ہے اے فرشتو میرے کیا ہے بدلہ اس شخص کا کہ جس نے پورا
کیا عمل اپنا تو فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب ہمارے بدلہ اس کا یہ ہے کہ پوری
دی جاوے مزدوری اس کے عمل کی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے فرشتو میرے
غلاموں میرے اور لونڈیوں میرے نے ادا کیا ہے فرض میرا کہ تھا اُن پر
یعنی روزہ۔ پھر نکلے گھروں سے طرف عیدگاہ کی چلاتے ہوئے ساتھ

دعا کے قسم ہے مجھکو اپنی عزت کی اور اپنی بزرگی کی اور اپنی بخشش کی اور اپنی بلند قدری کی۔ اور بلندی مرتبہ اپنے کی البتہ قبول کروں گا میں دعا ان کی پس فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پھر جاؤ یعنی طرف گھروں اپنے کی تحقیق بخشا میں نے تم کو اور بدل دیں میں نے برائیاں تمہاری ساتھ نیکیوں کے لکھی گئی بدلے ہر برائی تمہاری کے نیکی نامہ اعمال میں۔ پھر پھرتے ہیں وہ لوگ اس حالت میں کہ بخشش کیجاتی ہے واسطے ان کے **باب بیان میں اعتکاف کے** ف اعتکاف کا معنی شرع میں ٹھیرنا ہے بیچ مسجد جماعت کے ساتھ نیت اعتکاف کے۔ اور نیت معتبر ہے مسلمان عاقل طاہر کی جنابت سے اور حیض و نفاس سے اور اخیر عشرہ رمضان کا اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ ہے اس لئے کہ حضرت ہمیشہ اعتکاف کرتے تھے۔ اعتکاف کرنیوالا گناہوں سے بند رہتا ہے اور جن نیکیوں سے باز رہتا ہے بسبب اعتکاف کے ان نیکیوں کا ثواب بھی اس کو ہمیشہ ملتا ہے۔ جب اعتکاف کا ارادہ کرے تو جماعت کی مسجد میں کوئی جگہ الگ اپنی واسطے مقرر کر کے وہاں اپنا خیمہ کھڑا کرے اور اس کے اندر بچھونا بچھاوے یا وہاں کوئی چارپائی رکھوالے اور صبح کی نماز پڑھ کر اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جاوے اور مسجد سے نہ نکلے۔ مگر اس کام کے لئے جس سے کوئی چارہ نہ ہو یعنی پائخانہ یا پیشاب وغیرہ۔ اور کسی بیمار کے پوچھنے کے واسطے مسجد سے باہر نہ نکلے۔ مگر سیدھے راہ چلے جائے اگر کسی بیمار کو پوچھے تو جائز ہے۔ بشرطیکہ نہ ٹھیرے اور نہ میل کرے راہ سے۔ اور نہ حاضر ہووے واسطے جنازہ کے یعنی مسجد سے باہر نہ نکلے

اور نہ صحبت کرے عورت سے اور نہ مباشرت کرے۔ اعتکاف کرنیوالے کو اپنی بیوی کے ساتھ معانقہ کرنا اور اس کا بوسہ لینا جائز ہے۔ اعتکاف کرنیوالا اگر اپنے کسی عضو کو مسجد سے باہر نکالے تو جائز ہے اعتکاف والے آدمی کو مسجد سے اپنا سر باہر نکال کر اپنی عورت سے کنگھی کروانا جائز ہے اور دُھلوانا بھی جائز ہے **ف** اعتکاف خواہ دس دن بیٹھے خواہ بیس دن بیٹھے دونوں طرح جائز ہے۔ عورت اگر اعتکاف کرنا چاہے تو جماعت کی مسجد میں اعتکاف بیٹھے۔ اپنے گھر کی مسجد میں اس کو اعتکاف کرنا جائز نہیں ہے۔ مستحاضہ عورت کو مسجد میں اعتکاف کرنا جائز ہے اگر اعتکاف کی نذر مانے تو اس کا کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی آدمی حالت کفر میں اعتکاف کی نذر مانے اور پھر مسلمان ہو جائے تو اس کا ادا کرنا واجب ہے۔ اعتکاف میں روزہ شرط ہے بغیر روزہ کے اعتکاف صحیح نہیں ہے

**مسائل حج کا بیان۔ باب**

بیان میں فضیلت حج اور عمرہ کے۔ حج فرض ہی تمام عمر میں ایک بار۔ اور جو زیادہ کرے پس وہ نفل ہے۔ منکر اس کا کافر ہے۔ اور تارک اس کا باوجود قدرت کے بھی کافر ہے۔ جو شخص کہ حج کرے واسطے اللہ کے پس نہ صحبت کرے اپنی بیوی سے اور نہ کوئی گناہ کرے تو پھرتا ہے یعنی حج سے مانند اس دن کی کہ جنا اس کو ماں اس کی نے یعنے سب گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کفارہ اور اوتار ہے واسطے ان گناہوں کے کہ درمیان ان دونوں کے ہیں۔ اور مقبول حج کا بدلہ سوا بہشت کے اور کچھ نہیں ہے۔ رمضان میں عمرہ کرنا

حج کے برابر ہے - حج اور عمرہ پے در پے کرنا فقر اور گناہوں کو دور کر دیتا ہے
جیسے کہ دور کر دیتی ہے بھٹی میل لوہے کی اور سونے اور روپے کی جو شخص کہ احرام
باندھے حج یا عمرہ کا بیت المقدس سے مکہ تک تو بخشے جاتے ہیں واسطے
اس کے وہ گناہ کہ پہلے کئے اور وہ گناہ کہ پیچھے کریگا - اور واجب ہوتی ہے اُسکے
لئے بہشت حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں اگر دعا مانگتے ہیں اللہ تعالی ایسے
تو قبول کرتا ہے دعا انکی - اور اگر بخشش چاہتے ہیں اُس سے تو بخشتا ہے
واسطے اُنکے جب کوئی حج کرنیوالے سے ملاقات کرے تو اسپر سلام کہے اور
اسکے ساتھ مصافحہ کرے اور اس سے اپنی حق میں دعا کراوے گھر میں داخل ہونے سے
پہلے اس لئے کہ حاجی بخشش کیا گیا ہے - جو شخص کہ حج یا عمرے کے ارادے سے
نکلا اور راہ میں مر گیا تو اسکے واسطے حج کرنے والے اور عمرہ کرنے والے کا ثواب
لکھا جاتا ہے - جو عورت حج کرے اس کو جہاد کا ثواب ملتا ہے - بہت افضل
حج وہ ہے کہ جس میں آواز بلند کے ساتھ لبیک کہی جائے اور خون بہایا جائے
یعنی قربانی یا ہدی **باب** بیان میں عذاب اس شخص کے جو باوجود قدرت کے
حج نہ کرے - جو شخص کہ نہ منع کیا ہو اس کو حج سے حاجت ظاہری نے کہ ہونا
توشے اور سواری کا ہے یا کسی بادشاہ ظالم نے یا بیماری بند کرنے والی نے پس
مر جاوے اور حج نہ کرے تو مریگا یہودی یا نصرانی ہو کر - جو شخص کہ حج واجب ہونے
کے بعد حج نہ کرے تو وہ مسلمان نہیں ہے - جو شخص کہ حج کا ارادہ رکھتا
ہو پس چاہیئے کہ جلدی کرے اور دیر نہ کرے **باب** بیان میں اس چیز
کے کہ حج کو واجب کرتی ہے جس شخص کے پاس زاد راہ یعنی اس قدر خرچ ہو

کہ آتے جاتے اس کو اور اس کے عیال کو کفایت کرے اور راحلہ یعنی سواری ہو
کہ اس پر سوار ہو کر جاوے تو اس پر حج کرنا فرض ہے۔ اور بعد اس کے خواہ
سوار ہو خواہ پیادہ ہو دونوں طرح جائز ہے۔ اور جائز ہے ایک محمر کے پیچھے
سوار ہونا حج میں۔ جب حج کو جاوے تو اپنے ساتھ راہ کا خرچ لے لیوے۔
مانگتا کھاتا نہ جاوے۔ اس لئے کہ سوال سے بچنا بہت بہتر ہے۔ عورت پر باوجود
خرچ راہ کے اور سواری کے بھی حج فرض نہیں۔ جب تک کہ اس کا کوئی محرم یا خاوند
اس کے ہمراہ نہ ہو۔ جو شخص کہ حج کی طاقت نہ رکھتا ہو۔ اور نہ سواری کی یعنی
نہایت بوڑھا ہو سواری پر بھی بیٹھ کر حج کے ارکان کو بجا نہ لا سکتا ہو اس کی
طرف سے نائب ہو کر حج کرنا جائز ہے۔ جس شخص نے اپنا فرض ادا کیا ہو وہ دوسرے
کی طرف سے اس کو حج کرنا جائز نہیں ہے۔ میت کی طرف سے وارث کو حج
کرنا جائز ہے۔ لڑکے نابالغ کا حج کرنا صحیح ہے اور منعقد ہو جاتا ہے۔ بعد
احرام کے افعال حج کے اس پر لازم ہو جاتے ہیں۔ اور جب بالغ ہووے
تو دوسرا حج کرے۔ اور جو غلام حج کرے پھر آزاد ہو جاوے تو اس پر
دوسرا حج کرنا واجب ہے

**باب** ہے بیان میں ان جگہوں کے جہاں سے

احرام باندھا جاتا ہے۔ مدینہ والوں کے لئے جگہ احرام باندھنے کی ذو الحلیفہ ہے
اور شام والوں کے لئے جحفہ ہے۔ اور نجد والوں کے لئے قرن منازل ہے۔ اور یمن
والوں کے لئے یلملم ہے۔ اور احرام باندھنے کی جگہ عراق والوں کی ذات عرق
ف ذو الحلیفہ ایک جگہ کا نام ہے چھ کوس مدینے سے اور دس منزل مکہ سے
اور نجد اصل میں کہتے ہیں بلند زمین کو اور اب یہ نام مشہور ہے عرب کا تہامہ سے عراق تک

اور قرن منازل بھی ایک جگہ کا نام ہے قریب طائف کے۔ اور یلملم ایک پہاڑ کا نام ہے دو منزل مکہ سے۔ اور ذات عرق بھی ایک جگہ کا نام ہے دو منزل مکہ سے۔ اور جحفہ بھی ایک جگہ کا نام ہے یہ جگہیں احرام باندھنے کی ہیں۔ ان شہر والوں کے لئے کہ مذکور ہوئے۔ اور انکے لئے جو کہ گذریں ان جگہوں پر سوا ان کے سے یعنے مثلاً اہل ہندوستان جب راہ یمن پر پہنچیں تو یلملم سے احرام باندھیں۔ اور اسی طرح سے اور سب شہروں کا حال ہے۔ جبکہ احرام کی جگہ پر آویں تو وہیں سے احرام باندھیں جو شخص کہ حج اور عمرے کا ارادہ رکھتا ہو جب ان جگہوں پر پہنچے۔ تو احرام باندھ لیوے۔ بغیر احرام کے ان جگہوں سے آگے بڑھنا اس کو جائز نہیں ہے۔ اور جو کوئی حج اور عمرے کا ارادہ نہ رکھتا ہو یعنی کسی کام تجارت کے واسطے مکے میں جانا چاہے تو اس کو واسطے ان جگہوں سے احرام باندھنا واجب نہیں ہے۔ اور جو شخص کہ ان احرام باندھنے کی جگہوں سے اندر رہتا ہو۔ وہ اپنے گھر ہی سے احرام باندھے۔ اس کو ان جگہوں پر احرام باندھنے کیواسطے جانا ضروری نہیں ہے۔ وعلیٰ ہذا القیاس جس قدر مکے سے قریب ہو جاو اور احرام کی جگہ سے اندر ہو لیں وہ شخص وہیں سے احرام باندھے جہاں رہتا ہے۔ اپنے گھر سے مکہ کی طرف آگے بڑھکر احرام باندھنا اس کو جائز نہیں ہے اور مکے والوں کے احرام باندھنے کی جگہ خود مکہ ہے۔ وہ حج کا احرام لنفس مکہ سے باندھیں مکے میں رہنے والا اگر عمرہ کرنا

چاہے تو حرم سے باہر نکل کر احرام باندھے اس کو مکہ سے احرام باندھنا جائز
نہیں ہے۔ اور جو شخص کہ عین میقات پر رہتا ہے وہ بھی اپنے گھر ہی سے
احرام باندھے۔ اور اگر احرام باندھنے کی جگہوں سے پہلے ہی احرام باندھ لیوے تو جائز ہے

باب بیان میں کیفیت احرام باندھنے اور لبیک کہنے کی۔ ف احرام
کو احرام اس لئے کہتے ہیں کہ کتنی چیزیں احرام باندھنے والے پر حرام ہو جاتی
ہیں۔ چنانچہ بیان ان کا آگے آئیگا۔ جو شخص کہ حج کا ارادہ رکھتا ہو جب
میقات یعنی احرام باندھنے کی جگہ میں پہنچے تو اول غسل کرے اور مشک وغیرہ
خوشبو کو جو میسر ہو اپنے سر پر لگا دے۔ اگر خوشبو پہلی احرام کے لگا دے
اور بعد احرام کے اس کا اثر سر یا بدن میں باقی رہے تو کچھ نقصان نہیں ہے
اور سیا ہوا کپڑا بدن سے اُتار ڈالے اور فقط ایک تہبند باندھے اور
چادر اوڑھے اور گوند یا خطمی وغیرہ کو اپنے سر میں ڈالے تاکہ بال سر کے آپس
میں ملکر جم جاویں۔ اور غبار و جُوؤں سے محفوظ رہیں۔ اور دو رکعتیں نفل
کہ سُنت احرام کی ہیں پڑھے۔ اور بعد اُس کے اسی جگہ میں یعنی جس
جگہ میں کہ نماز پڑھی ہو احرام باندھے۔ یعنی نیت احرام کی کرے دل میں
اس طور سے کہ میں نے احرام باندھ لیا ہے اور قبلہ کی طرف موجّہ کر کے
لبیک کہے۔ پھر اگر فقط حج کی نیت ہو تو حج کے لئے چلا کر لبیک کہے
یعنی کہے لَبَّیْكَ بِحَجٍّ یعنی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں ساتھ حج کے۔ اور اگر
تمتع کی نیت ہو تو اس طرح سے چلا کر کہے لَبَّیْكَ بِعُمْرَةٍ یعنی حاضر ہوں
میں تیری خدمت میں ساتھ عمرہ کے۔ اور اگر قران کی نیت ہو تو یوں چلا کر

کہے۔ لَبَّیْکَ بِحَجٍّ وَّعُمْرَۃٍ یعنی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں ساتھ حج اور عمرہ
کے اور ساتھ اس کے بلند آواز سے یہ بھی کہے لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ
لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لِلّٰہِ وَالْمُلْکُ لَا شَرِیْکَ لَکَ
یعنی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں یا الٰہی حاضر ہوں میں تیری خدمت میں
حاضر ہوں میں تیری خدمت میں نہیں کوئی شریک تیرا حاضر ہوں میں تیری خدمت
میں تحقیق سب تعریف اور نعمت واسطے تیرے ہے اور بادشاہی نہیں کوئی شریک
واسطے تیرے۔ اور مستحب یہ ہے کہ اس لبیک پر کوئی کلمہ زیادہ نہ کرے اور مستحب ہے
کہ ہر بار تین تین دفعہ لبیک کہے۔ اور جس وقت کسی بلند جگہ پر چڑھے تو اس
وقت بھی لبیک کہے وعلیٰ ہذا القیاس تمام راہ میں اسی طرح سے لبیک باواز
بلند کہتا جاوے۔ اور جب کبھی لبیک کہکر فارغ ہووے تو اللہ تعالیٰ سے
خوشنودی اس کی اور جنت اور طلب معافی کی دعا کرے ساتھ رحمت اس کی کے
آگ سے۔ اور اسی طرح ہمیشہ لبیک کہتا ہے یعنی تمام راہ بھی اور دوسری تمام
جگہوں میں بھی چلتے پھرتے کہتا رہے۔ یہانتک کہ قربانی کے دن عقبہ
پہاڑی کو کنکر مارنے شروع کرے یا طواف اضافہ یعنی طواف زیارت کرے
اگر مقدم ہو رمی پر۔ اور عمرہ کرنے والا لبیک کہتا ہے یہانتک کہ طواف شروع
کرے اسوقت لبیک کہنی چھوڑ دے اس لئے کہ وہ طواف کرنے اور سعی کرنیکے
ساتھ حلال ہو جاتا ہے جو شخص کہ لبیک کہتا ہے اس کی داہنی طرف سے اور اس کی بائیں طرف سے
کل زمین اور سب چیزیں زمین کی اس کے ساتھ لبیک کہتی ہیں ف جاننا چاہئے کہ حج
کرنے والے تین قسم پر ہیں۔ ایک تو مفرد ہے۔ اور مفرد وہ کہ نرے حج کا احرام

باندھے۔ حج کے مہینوں میں کہ وہ مہینہ شوال کا اور ذوالقعدہ کا اور دس دن ذی الحجہ
کے ہیں پس حکم اس کا یہ ہے کہ وہ احرام باندھے رہے یہانتک کہ ہووے قربانی کا۔
پس جب اس دن کنکر مار چکے جمرۃ العقبہ کو اور سر منڈا لیوے تو اس کو سب چیزیں
(یعنی جو بسبب احرام کے اس پر حرام ہو گئی تھیں) حلال ہو جاتی ہیں سوا مباشرت
عورتوں کے کہ وہ بعد طواف زیارت کے کہ رکن ہے حلال ہوتی ہے۔ اور دوسرا قسم
قارن ہے۔ اور قارن وہ ہے کہ حج اور عمرے دونوں کا احرام باندھے حج کے
مہینوں میں۔ اور حکم اس کا یہ ہے کہ وہ بھی احرام سے نہیں نکلتا ہے یہانتک
کہ ہووے قربانی کا پس رمی کرے اور سر منڈائے۔ اور تیسرا قسم متمتع ہے اور
متمتع وہ ہے کہ حج کے مہینوں میں میقات سے اول عمرے کا احرام باندھے
اور افعال عمرے کے کہ طواف اور سعی اور سر منڈانا ہے بجالائے۔ پھر اگر ہدی
ساتھ لایا ہو تو احرام باندھے رہے۔ اور اگر ہدی نہیں لایا ہو تو احرام سے
نکل جاوے اور حلال ہو کر مکے میں بیٹھا رہے۔ جب حج کے ایام آویں تو حرم سے حج کا
احرام باندھے اور حج کرے۔ اور ان تینوں قسم سے افراد کو فضیلت ہے۔ پھر
بعد اس کے تمتع کو فضیلت ہے قران پر۔ جس نے پہلے نرے حج کا احرام باندھا
ہو۔ اگر قارن ہو جاوے یعنی اسی احرام کے اندر عمرے کا احرام باندھ لیوے
تو جائز ہے۔ اور جس نے پہلے نرے حج کا احرام باندھا ہو۔ وہ شخص اگر
حج کے احرام کو توڑ کر عمرے کا احرام باندھ لیوے۔ اور افعال عمرے کے
ادا کر کے حلال ہو جاوے۔ اور پھر حج کے دنوں میں احرام حج کا باندھے
تو جائز ہے۔ اور حیض و نفاس والی عورت حج کے سب احکام بجالاوے

۱ے یہ حدیث جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی صحیح بخاری کے صفحہ ۲۱۳ میں ہے ۱۲ ۲ے یہ حدیث عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صحیح بخاری کے صفحہ ۲۲۳ میں ہے ۱۲

مگر خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے۔ جب تک کہ حیض سے پاک نہ ہو

## باب بیان

میں کیفیت داخل ہونیکے مکے میں اور کیفیت طواف کے۔ طواف تک کا معنی ہے ہلاک کرنا اور نقصان کرنا اور مکے کو مکہ اسی واسطے کہتے ہیں۔ کہ وہ ناقص کرتا ہے گناہوں کو۔ اور ہلاک کرتا ہے اس کو جو ظلم اور کجی کرے اس میں۔ اسی طرح سے پھر احرام باندھے ہوئے راہ میں لبیک کہتا ہوا آدمی جب مکہ کے پاس آوے اور مکہ میں داخل ہونا چاہے تو رات کو ذی طوی میں (جو نام ہے ایک جگہ کا حرم میں) ٹھیرے جب صبح ہو تو نہاوے اور نماز پڑھے۔ پھر مکہ میں داخل ہووے ثنیہ علیا کی طرف سے۔ جب خانہ کعبہ پر نظر پڑے تو تکبیر کہے اور یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ زِدْ بَیْتَکَ ھٰذَا تَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّتَکْرِیْمًا وَّمَھَابَۃً یعنے اے اللہ زیادہ کر اپنے اس گھر کو تعظیم اور بزرگی اور کرامت اور ہیبت میں وَزِدْ مَنْ حَجَّہٗ وَاعْتَمَرَہٗ تَکْرِیْمًا وَّتَشْرِیْفًا وَّتَعْظِیْمًا وَّبِرًّا یعنی اور زیادہ کر تعظیم اور بزرگی اس شخص کی جو اس کا حج اور عمرہ کرے اور وضو نہ ہو تو وضو کر لیوے۔ پھر جب مسجد میں داخل ہووے تو سیدھا خانہ کعبہ میں آوے باب السلام کی طرف سے اور حجر اسود کو بوسہ دیوے۔ پھر اپنی داہنی طرف کو چلے اور کعبہ کا طواف سات بار کرے یعنی سات بار گرد خانہ کعبہ کے پھرے پس پہلی تینوں باریوں میں جلدی چلے کندھے ہلا کر جیسے پہلوان چلتے ہیں۔ اور چار بار اپنی اصلی چال چلے اور اس طواف میں سنت ہے کہ اپنی چادر داہنی بغل کے نیچے سے نکالکر بائیں مونڈھے پر ڈال لیوے اسکو اضطباع کہتے ہیں اور ان سات باریوں سے ہر باری میں جب حجر اسود کے پاس آوے تو کہے اللہ اکبر یعنے اللہ بڑا ہے۔ اور اسپر بوسہ دیوے

اور اپنے موہنہ کو اس پر رکھے خواہ اپنی پیشانی کو اس پر رکھے اور اس جگہ سجدہ کرے
پھر بوسہ دیوے - اور اگر حجر اسود پر اپنا ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومے یا کسی لکڑی کے
ساتھ حجر اسود کی طرف اشارہ کر کے اس لکڑی کو چومے تو یہ بھی جائز ہے اور ہر بار
رکن یمانی کو بھی ہاتھ لگاوے - مگر بوسہ ثابت نہیں ہوا - اور حجر اسود اور رکن یمانی کے
درمیان پڑھے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا
عَذَابَ النَّارِ یعنی اے رب ہمارے دے ہمکو دنیا میں بھلائی اور آخرت
میں بھلائی اور بچا ہم کو عذاب آگ کے سے اور اول اس آیت سے یہ دعا پڑھے
اَللّٰھُمَّ اَسْأَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ یعنی یا الٰہی
مانگتا ہوں میں تجھ سے معافی اور عافیت دنیا اور آخرت میں - اور اگر سوار ہو کر
طواف کرے تو یہ بھی جائز ہے - اور اس کو طواف قدوم کہتے ہیں - اور یہ مستحب ہے
واسطے حاجی کے - جو شخص سات بار کعبہ کا طواف کرے اور اس میں کوئی کلام نہ کرے
مگر یہ کہے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ
وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ تو اس کی دس برائیاں دور کی جاتی ہیں - اور
اس کے واسطے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں - اور اس کے لئے دس درجہ بلند کئے جاتے
ہیں - اور داخل ہوتا ہے دریائے رحمت میں - اور بعد طواف کرنے کے مقام ابراہیم
کی طرف جاوے - اور مقام ابراہیم نام ہے ایک پتھر کا کہ اس
پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خانہ کعبہ کو
بنایا تھا - اس میں نشان ہے - اُن کے پاؤں کا - اور اب
وہ خانہ کعبہ کے آگے رکھا ہوا ہے - ایک حجرہ میں اور وہاں آیت

پڑھے وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرَاهِیْمَ مُصَلًّی یعنی پکڑو مقام ابراہیم کو
جگہ نماز کی پس اس کے پیچھے کھڑا ہووے۔ اور رکھے مقام کو درمیان اپنے۔ اور
درمیان کعبہ کے اور دو رکعتیں نفل پڑھے۔ اور ان میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ
اور قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ آخر پڑھے پھر حجر اسود کی طرف آوے۔ اور اس کو بوسہ
دیوے پھر نکلے باب الصفا سے یعنی درمیان کے دروازے مسجد کے سے
طرف پہاڑ صفا کی۔ پس جب نزدیک ہووے صفا کے تو یہ آیت پڑھے۔
اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ یعنی تحقیق صفا اور مروہ نشانیوں
کی اللہ سے ہیں پھر اول صفا پر چڑھے یہاں تک کہ خانہ کعبہ کو دیکھے۔ پھر خانہ کعبہ کے
سامنے ہووے۔ اور کھڑا رہے اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت یعنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا
اللّٰهُ اور اس کی بڑائی یعنی اللہ اکبر بیان کرے اور کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ
لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ اَنْجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ
وَحْدَهٗ یعنی نہیں کوئی معبود مگر اللہ ایک ہے، وہ نہیں ہے کوئی شریک اس کا اس کے
لئے ہے بادشاہی اور اسی کے لئے ہے سب تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے
نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ ایک ہے، وہ پورا کیا اس نے وعدہ اپنا یعنی اسلام کو
غالب کیا اور مدد کی بندے اپنے کی یعنی حضرت کی اور شکست دی گروہ کافروں کی
کو تنہا یعنی خندق کی لڑائی میں پھر ہاتھ اٹھاوے اور یہ دعا کرے درمیان اس کے
اَللّٰهُمَّ نَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَآئِمَ مَغْفِرَتِكَ
وَالْغَنِیْمَةَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَالسَّلَامَةَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ

ذَنْباً اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا كَرْباً اِلَّا كَشَفْتَهٗ
وَلَا حَاجَةً اِلَّا قَضَيْتَهَا یعنی یا الٰہی سوال کرتا ہوں میں تجھ سے اسباب رحمت
اور مغفرت تیری کا اور غنیمت ہر نیکی سے اور سلامتی ہر گناہ سے میرے سب گناہ کو بخشدے
اور میرے سب غم کو دور کر دے اور میری سب سختیوں کو کھول دے اور میری سب
حاجتوں کو پورا کر دے پھر تین بار اسی طرح کرے یعنی ذکر کرے اور دعا کرے پھر
اُترے صفا سے اور چلے طرف مروہ پہاڑ کی یہانتک کہ بلندی سے بستی میں آوے
پھر دوڑے یہانتک کہ جب بلندی مروہ پر چڑھنے لگے تو آہستہ چلے یعنی دوڑنا
موقوف کرے یہانتک کہ چڑھے مروہ پر۔ پھر وہاں بھی ایسے ہی کھڑے ہو کر
ذکر اور دعا کرے جیسے کہ صفا پر کیا تھا۔ اسی طرح سے سات بار صفا اور مروہ
کے درمیان میں پیادہ دوڑے صفا سے مروہ تک ایکبار اور مروہ سے صفا تک
دوسری بار اسی طرح سے سات بار۔ بس ابتدا صفا سے کرے اور ختم مروہ پر
کرے۔ اور درمیان صفا اور مروہ کے یہ دعا پڑھتے رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ
اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعَزُّ الْاَكْرَمُ یعنے اے پروردگار میرے بخشش کر اور
رحم کر تحقیق تو ہی ہے زیادہ تر غالب بزرگی والا۔ اگر سوار ہو کر سعی کرے تو یہ
بھی جائز ہے پھر بعد ازاں احرام باندھے ہوئے مکہ میں بیٹھا رہے اور حلال نہووے یہانتک کہ جب
ترویہ کا دن یعنی آٹھویں تاریخ ذی الحجہ کی ہووے تو اس دن منا کی طرف جاوے سوار ہو کر یا
پیادہ۔ اور جو شخص احرام سے حلال ہو گیا ہو وہ بھی اس دن میں حج کا احرام باندھے اپنی
جگہ سے۔ اور جاوے طرف منا کی اور راہ میں لبیک کہتا جاوے۔ پھر منا میں اتر کر ظہر اور عصر
اور مغرب و عشا اور فجر یہ پانچوں نمازیں منا میں پڑھے اور رات وہیں منا

وہ اور نہ کوئی رفیق اس کا اور سوا اسکے رفیقوں کے اور فقرا کو کھانا اس کا جائز
ہے۔ جو شخص مکے کی طرف ہدی کو بھیجدیوے یعنی کسی کے ہمراہ اور آپ
نہ جاوے۔ تو اس پر کوئی چیز حرام نہیں ہوتی ہے یعنی احکام احرام کے
اس پر جاری نہیں ہوتے ہیں۔ ہدی کے گلے میں صوف کا ہار ڈالنا سنت ہے
ہدی اور قربانی کا گوشت بعد تین دن کے ذخیرہ کرکے رکھنا جائز ہے ہدی
کے اونٹ وغیرہ چارپائے پر حاجت کے وقت ان میں سوار ہونا جائز ہے

**باب ہے** بیان میں سر منڈانے کے اور بال کتروانے کے۔ جب قربانی سے
فارغ ہووے تو سر منڈائے یا بال کتروائے۔ مگر افضل تمام سر کا منڈانا ہے
اور سنت ہے کہ پہلے داہنی طرف سے منڈائے پھر بائیں طرف سے۔ اور
اپنے ناخن کٹوائے۔ اور عورت سر نہ منڈائے بلکہ اپنے بال کتروائے جب
منڈا چکے تو احرام سے حلال ہو جاتا ہے یعنی اس وقت تمام چیزیں حلال ہو
جاتی ہیں سوائے عورت کے بعد طواف زیارت کے وہ بھی حلال ہو جاتی
ہے جب سر منڈا چکے تو بعد اسکے مکے میں آوے اور خانہ کعبہ کا طواف کرے
اور اس میں رمل نہ کرے یعنی نہ دوڑے اور اگر طواف کو رات تک تاخیر کرے
تو بھی جائز ہے **ف** اس طواف کو طواف الزیارۃ کہتے ہیں۔ اور طواف
افاضہ بھی کہتے ہیں اور طواف الصدر بھی کہتے ہیں۔ اور یہ حج کا بڑا رکن اعظم
ہے۔ اس کے سوا حج درست نہیں ہے۔ اور بعد طواف کرنے کے زمزم
کے نزدیک آوے اور اس کا پانی پیئے پھر منا میں لوٹ جاوے اور سنت ہے کہ نماز ظہر
دسویں کی مکہ میں پڑھے۔ پھر بعد اس کے منا کی طرف لوٹ جاوے۔ اور وہاں

منا میں ٹھیرا رہے دنوں میں تشریق کے یعنی گیارہویں بارہویں تیرہویں اور رات
کو بھی منا ہی میں ٹھیرے۔ یہانتک کہ جب گیارہواں دن آوے اور آفتاب
ڈہل جاوے تو تینوں پہاڑیوں کو سات سات کنکر مارے۔ پہلے اولی پہاڑی کو پھر وسطی
یعنی درمیانی پہاڑی کو پھر تیسری یعنی عقبہ پہاڑی کو۔ اور ہر کنکر کے پیچھے اللہ اکبر
کہے۔ اور جب پہلی پہاڑی کو کنکر مار لیوے۔ تو سنت ہے اسکے نزدیک چند قدم آگے بڑھ کر
نرم زمین میں روبقبلہ ہو کر بہت دیر تک کھڑا رہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے پھر اسطرح
سے جب دوسری کو کنکر مار چکے تو اس کے نزدیک بھی کھڑا ہو کر دعا کرے اور جب تیسری کو کنکر
مارے تو اس کے پاس کھڑا نہ ہووے اور نہ دعا کرے پھر بارہویں اور تیرہویں کے دن بھی
اسی طرح بعینہ کرے۔ اگر دو دن کے کنکر ایک دن میں جمع کر کے مار لیوے تو بھی جائز
ہے۔ اور جو شخص کہ بارہویں کو دوپہر سے پیچھے تینوں پہاڑیوں کو کنکریاں مار کر مکے میں
چلا آوے تو تیرہویں دن کا منا میں رہنا اور کنکریاں مارنا اس سے ساقط ہو جاتا ہے پس اگر تیرہویں
کنکر نہ مارے تو اسپر کچھ نہیں ہے تشریق کے دنوں میں آفتاب ڈھلنے سے پہلے کنکر مارنے جائز نہیں
ہیں۔ ایام تشریق کی راتوں میں اگر کوئی زمزم پلانیکے واسطے مکہ میں آرہے تو جائز ہے اور زمزم کا پانی
پینا مستحب ہے اگر کوئی شخص کنکر مارنے سے پہلے ذبح کر لیوے یا ذبح سے پہلے سر منڈا لیوے یا رمی کر
پہلے سر منڈا لیوے یا ان سب سے پہلے طواف کر لیوے یا طواف سے پہلے سعی کر لیوے تو جائز ہے پھر
بعد اس کے سوار ہو کر یا پیادہ طواف وداع کا کرے اور مستحب ہے کہ بعد طواف وداع
ملتزم پر آوے اور ملتزم اسجگہ کو کہتے ہیں جو حجر اسود اور دروازہ کے درمیان ہے اور وہاں
کھڑا ہووے اور اپنی منھ اور سینہ کو کعبہ کی دیوار پر رکھے اور اپنی دونوں بازو اور ہتھیلی ہاتھ کو
اس دیوار پر بچھا اور دعا کرے اس لئے کہ جو کوئی اس جگہ میں دعا کرتا ہے اللہ تعالی

اس کی حاجت کو پورا کرتا ہے اور پھر بعد اس کے مستحب ہے کہ صبح کی نماز کعبہ کی برابر پڑھے
اور اس میں سورۂ والطور پڑھے اور اپنے وطن کو جاوے اور جب سفر حج سے پھرے
تو راہ میں جب کسی پہاڑی یا اونچی جگہ پر چڑھے تو تکبیر یعنی اللہ اکبر کہے تین بار پھر یہ دعا
پڑھے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اٰئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ
لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ
الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ یعنی نہیں کوئی معبود برحق مگر اللہ اکیلا ہے وہ نہیں کوئی
شریک اس کا واسطے اسی کے ہے بادشاہی اور سب تعریف اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ہم پھرنے
والے ہیں یعنی طرف اس کی توبہ کرنیوالے ہیں عبادت کرنے والے ہیں سجدہ کرنیوالے ہیں
واسطے رب اپنے کے اس کی تعریف کرنے والے ہیں سچا کیا اللہ تعالیٰ نے وعدہ اپنا
اور مدد کی بندے اپنے کی اور شکست دی گروہ کفار کو اکیلے حیض والی عورت کو اس
طواف وداع کا ترک کرنا جائز ہے اس کو واسطے طواف زیارۃ کافی ہو جاتا ہے
اور قارن کو بھی فقط ایک ہی طواف افاضہ کافی ہو جاتا ہے پہلی بار طواف قدوم کرنا
اس پر واجب نہیں ہے۔ یہ بیان ہے حج مفرد کا اور یہی ترتیب ہے قارن کی اور متمتع کی
جبکہ اپنے ساتھ ہدی لایا ہو تو اس کا حال بھی یہی ہے۔ جو کہ مذکور ہوا اور جو اپنے
ساتھ ہدی نہ لایا ہو تو طواف اور سعی کر کے سر منڈا لے پھر حلال ہو جاوے۔ اور
مکہ میں ٹھہرا رہے پھر افضل یہ ہے کہ جب آٹھویں ذی الحجہ کا دن آئے۔ تو اسی دن حج کے
واسطے نیا احرام باندھے۔ اور اس سے پہلے بھی جائز ہے۔ اور احکام حج کے
بجا لاوے۔ اسی ترتیب سے جو مذکور ہوئی پھر افعال حج کے بجا لا کر حلال

ہو جاوے و باللہ التوفیق **باب ہے** بیان میں ان چیزوں کے کہ احرام والے کو کرنا انکا حرام
محرم یعنی جس شخص نے احرام باندھا ہوا ہو۔ اس کو احرام کی حالت میں کرتہ اور پگڑی
اور پائجامہ اور بارانی اور موزہ پہننا جائز نہیں ہے مگر جس شخص کو پاپوش میسر نہ ہووے اگر وہ
موزوں کو ٹخنوں سے نیچے کاٹ کر پہنے تو جائز ہے۔ زعفران اور ورس سے رنگا ہوا
کپڑا محرم کو پہننا جائز نہیں ہے۔ ف ورس ایک قسم کی گھاس ہوتی ہے زرد رنگ
کی مشابہ زعفران کے احرام والی عورت کو اپنے منہ کا نقاب سے ڈھانکنا اور دستانے
پہننا جائز نہیں۔ احرام والے کو اگر تہ بند میسر نہ ہووے تو پائجامہ پہننا جائز ہے محرم
کو خوشبو لگانا منع ہے اور خوشبو لگا کپڑا پہننا بھی منع ہے احرام والی عورت کو کسنب سے
رنگا ہوا کپڑا اور سیاہ اور گلابی کپڑا اور پائجامہ اور زیور اور کرتہ اور موزہ اور خز کا پہننا
جائز ہے۔ محرم کو خالص تیل کا بدن میں لگانا جائز ہے۔ محرم کو اپنے سر کا دھونا جائز
ہے احرام کی حالت میں۔ محرم کو اجو لعہ کی حالت میں سنگی کھچوانا جائز ہے محرم کو گرمی
کے سبب سے سایہ میں بیٹھنا جائز ہے۔ محرم کی آنکھ دکھتی ہو تو اسپر ایلوے وغیرہ کے
ساتھ لیپ کرنا جائز ہے۔ محرم کو احرام کی حالت میں نکاح کرنا اور نکاح کروانا
اور منگنی کا پیغام کرنا تینوں کام جائز نہیں۔ محرم اگر احرام کی حالت میں جوئیں وغیرہ کے
سبب سے اپنے سر کو منڈوا ڈالے تو جائز ہے مگر اسپر کفارہ لازم ہے یا چھ مسکینوں کو
طعام کھلائے۔ یا ایک جانور ذبح کرے یا تین دن کے روزے رکھے حیض
اور نفاس والی عورت کا احرام صحیح ہے۔ اس کے لئے سنت ہے کہ پہلے غسل کرے
اور پھر لنگوٹ کر کے احرام باندھ لیوے۔ حیض والی عورت کو خانۂ کعبہ کا
طواف کرنا جائز نہیں ہے۔ اور اس واسطے اور سب افعال حج کا اسکو کرنے جائز ہیں

**باب** بیان میں اس کے کہ محرم شکار سے بچے محرم کو شکار کرنا اور شکار کرنے کا دوسرے کو حکم کرنا یا کسی کو شکار کی طرف راہ دکھانا یا اشارہ کرنا طرف شکار کی حرام ہے۔ محرم کو شکار کرنے میں کسی کی مدد کرنا جائز نہیں ہے۔ جو جانور بغیر مدد محرم کے شکار کیا جاوے۔ اس کا گوشت کھانا محرم کو جائز ہے۔ جو جانور کہ محرم کیواسطے خاص اسی کی خاطر سے شکار کیا جائے اس کا گوشت کھانا محرم کو جائز نہیں ہے ٹڈی بھی شکار ہے اور چرغ بھی شکار ہے یعنی محرم کو شکار کرنا اس کا جائز نہیں۔ اگر اس کو شکار کریگا۔ تو اس کے بدلے ایک نبہ یا ملینڈہا دینا آئیگا۔ محرم کو احرام کی حالت میں پانچ چیزوں کا قتل کرنا جائز ہے چوہا اور کوا اور چیل اور بچھو اور کتا کاٹنے والا

**باب** بیان میں رک جانے محرم کے اور فوت ہونے حج کے جو شخص کہ احرام باندہکر چلا حج یا عمرے کا اور بسبب دشمن کے حرم اور عرفات تک نہ پہنچ سکا تو اس کو لازم ہے کہ اُسے رک جانے کی جگہ میں اپنی قربانی ذبح کرے پھر سر منڈ ہے اور حلال ہو جاوے اور آئندہ سال کو حج قضا کرے اگر عمرہ قضا ہوا ہو تو عمرہ قضا کرے اور جو شخص کہ احرام باندہ کر چلے اور بسبب کسی عذر کے وقوف عرفات کے وقت تک نہ پہنچ سکے یعنی ایک دو دن بعد اُس سے پہنچے تو اس کا حکم یہی ہے کہ خانہ کعبہ کا طواف کرے اور صفا مروے کے سعی کرے پھر حلال ہو وے۔ پھر آئندہ سال کو وہ حج قضا کرے اور ہدی ذبح کرے۔ اگر ہدی نہ ہو تو روزے رکھے جس شخص کا احرام کی حالت میں پاؤں ٹوٹ جاوے یا راہ میں لنگڑا ہو جاوے تو وہ حلال ہو جاتا ہے۔ یعنی اس کو جائز ہے کہ احرام کو ترک کر دے اور اپنے وطن کو چلا آوے اور آئندہ سال حج قضا کرے مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔

شرط کرے کہ جہاں میں رُک جاؤں یعنی بسبب بیماری وغیرہ کے تو اُسی جگہ
میں احرام سے باہر نکل آؤنگا تو یہ شرط جائز ہے یعنی جس مکان میں رُک جائیگا اسی
جگہ احرام سے باہر نکل آویگا۔ عرفات میں نانویں ذی الحج کے دن کھڑا ہونا حج کا
بڑا رکن ہے پس جس نے پایا وقوف عرفات کا مزدلفہ کی رات میں یعنی دسویں رات
ذی الحجہ کی پہلی طلوع ہونے صبح صادق کے تو اس نے حج کو پالیا یعنی اس کا حج صحیح
ہو گیا۔ اور جس نے اس رات میں وقوف عرفات کا ایک ساعت بھی نہ پایا یعنے
اس میں کھڑا نہ ہوا تو اس کا حج صحیح نہیں ہے۔ اور محرم اگر احرام کی حالت میں جائے
تو مستحب ہے کہ اس کو بیری کے پتوں میں اُبالے ہوئے پانی کے ساتھ غسل دیا جائے
اور اسی احرام کے دونوں کپڑوں میں کفن دیا جائے۔ اور اس کو خوشبوئی نہ
لگائی جائے۔ اور اس کا سر نہ ڈھانکا جاوے۔ اس لئے کہ قیامت کے دن اُسی
حالت میں لبیک کہتا ہوا کھڑا ہوگا۔ اگر کوئی شخص اس طرح احرام باندھے کہ میں
احرام باندھتا ہوں مانند احرام فلانے کی مثلاً تو جائز ہے پس اگر فلانے نے
احرام حج اور عمرے یا قِران کا باندھا تو اس کا احرام بھی ویسا ہی ہو جائیگا۔
جس شخص نے عمرے کا احرام باندھا ہو وہ فقط طواف کرنے سے حلال نہیں ہوتا
ہے۔ جبتک کہ صفا مروہ کے درمیان میں سات بار نہ دوڑے۔ عمرہ کرنیوالے
پر سر منڈانا واجب نہیں ہے بلکہ مستحب ہے ف حج میں کتنی چیزیں فرض ہیں اول احرام
باندھنا۔ دوسرا عرفات میں کھڑا ہونا نانویں ذی الحجہ کی زوال سے لیکر دسویں کی صبح
صادق تک تیسرا طواف افاضہ یعنی طواف زیارت۔ اور صفا مروہ کے درمیان دوڑنا
بھی فرض ہے ان چیزوں میں سے اگر ایک بھی رہ جائے تو حج صحیح نہیں ہوگا اور مستحب ہے کہ ادا

حج کرنے والے اور غیر کے بھی کہ خانہ کعبہ کے اندر داخل ہووے اور اس کے اندر نماز پڑھے یعنی خواہ فرض ہوں خواہ نفل۔ اور اس کی سب طرفوں میں تکبیر کہے خانہ کعبہ میں مشرک کو داخل ہونا جائز نہیں ہے۔ اور ننگے کو خانہ کعبہ کا طواف کرنا جائز نہیں ہے

باب ہے بیان میں حرمت مکے کے، مکہ شریف کی زمین کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے یعنی حرام کی ہے لوگوں پر ہتک اس کی اور واجب کی ہے اُن پر تعظیم اس کی اس دن سے کہ پیدا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو اس میں لڑائی حرام ہے قیامت تک اور اس کا درخت کاٹنا جائز نہیں ہے۔ اور اس کے شکار کو بھگانا جائز نہیں ہے۔ اور اس میں سے کوئی چیز گری ہوئی اٹھانی جائز نہیں ہے کسی کو مگر جو کہ مشہور کرے اس کو لوگوں میں مکہ میں کسی کا خون کرنا جائز نہیں ہے اور اس کا گھاس کاٹنا جائز نہیں ہے مگر اذخر جو ایک قسم کی گھاس ہوتی ہے۔ اس کا کاٹنا حرم مکہ میں جائز ہے اس لئے کہ وہ وہاں کے لوہاروں اور سناروں کے کام آتی ہے واسطے لوہے اور چاندی گلانے کے۔ اور گھروں کے چھتوں میں کام آتی ہے مکے میں ہتھیار اٹھانا جائز نہیں مگر حاجت ہو تو جائز ہے مکے میں حد اور قصاص کا قائم کرنا جائز نہیں ہے جو شخص حج اور عمرے کا ارادہ نہ رکھتا ہو اس کو مکہ میں داخل بغیر احرام کے جائز ہے۔ مکہ پر چڑھائی کرنا اور حملہ کرنا جائز نہیں ہے۔ حرم مکہ میں غلہ بند رکھنا الحاد ہے یعنی غلہ خرید کر اس نیت سے رکھے کہ جب گرانی ہو گی تو بیچوں گا یہ جائز نہیں ہے۔ مکہ افضل ہے اور بہتر ہے تمام روئے زمین سے۔ مکہ کی تعظیم کرنی سبب ہے ہلاک ہونے اس امت کا

باب ہے بیان میں فضیلت حجر اسود کی حجر اسود بہشت

سے اُتارا گیا ہے جب اترا تھا اُسوقت دُودھ سے بھی سفید تھا۔ بعد اس کے
آدمیوں کے گناہوں کے سبب سے سیاہ ہوگیا ہے۔ حجرِ اسود کو قیامت کے دن دو آنکھیں
ہونگی۔ اُنکے ساتھ دیکھے گا اور زبان ہوگی کہ اس کے ساتھ کلام کریگا گواہی
دیگا اس شخص کیواسطے جس نے اس کو چوما ہوگا ساتھ ایمان اور یقین کے۔ حجرِ اسود
اور مقام یاقوت ہیں یاقوت سے بہشت کے دور کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے
نور ان کا۔ اگر ان کے نور کو دور نہ کرتا تو البتہ روشن کر دیتے اس چیز کو جو ہے
درمیان مشرق اور مغرب کے۔ حجرِ اسود اور رکن یمانی پر ہاتھ لگانے سے سب گناہ
معاف ہوجاتے ہیں۔ **باب** بیان فضیلت اور حرمت مدینہ میں۔ مدینہ
حرام ہے یعنے حرام ہے ہتک اس کی۔ اور حد اس کی حرم کے درمیان عیر اور ثور
کے ہے۔ کہ یہ دونو پہاڑیاں ہیں۔ دونوں طرف مدینہ مطہرہ کے۔ پس جو شخص کہ اس
میں کوئی بدعت نکالے یا ٹھکانا دیوے کسی بدعتی کو تو اس پر لعنت ہے اللہ
کی اور فرشتوں کی اور لوگوں کی نہ قبول کیا جائیگا اس سے فرض اور نفل۔ حرم مدینہ
کا شکار مارنا جائز نہیں۔ اور اس کا درخت کاٹنا جائز نہیں۔ مدینہ میں رہنا بہتر ہے
جو شخص اس کی سختیوں اور بھوک پر صبر کرکے وہاں ٹھیرا رہیگا تو قیامت کے
دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کی شفاعت کرینگے۔ مدینے مطہرہ
کے میوؤں اور بالوں میں اور شہر میں اللہ تعالےٰ نے برکت رکھی
ہے۔ مکے کی طرح مدینہ بھی حرام ہے۔ حرم مدینے میں کسی کا
خون کرنا جائز نہیں۔ اور حرم مدینے میں ہتھیار اٹھانا جائز نہیں
اور حرم مدینے کے درختوں کے پتے جھاڑنے جائز نہیں مگر گھاس کیواسطے پتے

کی ہمسائیگی میں ہوگا ف اس حدیث میں بہت کلام طویل ہے بعضے اس کو ضعیف کہتے ہیں۔ اور بعضے حسن کہتے ہیں۔ مگر زیارت قبر شریف کی مستحب اور سنت ہونے میں کسی کو بھی کلام نہیں ہے۔ یہانتک کہ شیخ ابن تیمیہ وغیرہ مانعین بھی استحباب سے انکار نہیں کرتے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اور منبر کے درمیان جو جگہ ہے۔ وہ ایک باغ ہے باغوں میں سے بہشت کے یعنی اس میں عبادت کرنا سبب ہے داخل ہونے بہشت کا حضرت کی مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے ہزار نماز پڑھنے سے اس کے سوا دوسری جگہوں میں سوا مسجد مکے کے۔ اور مسجد الحرام یعنی مکہ کی مسجد میں ایک نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے ہزار نماز پڑھنے سے حضرت کی مسجد میں۔ تین مسجدوں کے سوا یعنی مسجد مکی اور مسجد حضرت کی اور مسجد بیت المقدس کی سوا دوسری جگہوں کی طرف سفر کرنا اللہ تعالی کیطرف قربت حاصل کرنے کے لئے جائز نہیں ہے۔ مسجد قبا کی زیارت کرنا اور اس میں نماز پڑھنا بہت ثواب ہے

## باب ہے بیان میں مسائل نکاح کے۔

ف نکاح کے معنی ہیں ملنا اور جمع ہونا۔ نکاح کا معنے کبھی جماع کرنے کا آتا ہے اور کبھی عقد کرنے کا آتا ہے اس لئے کہ ان میں بھی جمع ہونا پایا جاتا ہے اور فائدے نکاح کے کئی ہیں۔ کم ہونا شہوت کا ہے اور بندوبست گھر کا اور کثرت اولاد کی ہے۔ اور پیدا ہونا فرزند صالح کا۔ نکاح کرنا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ پس جس نے اس سے منہ پھیرا یعنی اس کی سنت ہونے کا اعتقاد نہ رکھا۔ پس وہ حضرت ؐ کے طریقہ پر نہیں ہے۔ جو شخص اسباب جماع یعنی نفقے اور مہر کی طاقت رکھتا ہو پس چاہیئے کہ نکاح کرے اس لئے کہ تحقیق نکاح

بہت ڈھکنے والا ہے نظر کو یعنی بیگانی عورت پر پڑنے سے اور بہت نگاہ
رکھنے والا ہے ستر کو یعنی زنا سے اور جو شخص کہ اسباب جماع کی طاقت نہ رکھے۔
پس اس کو چاہئے کہ روزے رکھے اس لئے کہ تحقیق روزے رکھنے اس کیلئے
خصی کرنا ہے یعنی روزے کے سبب سے اس کی شہوت جاتی رہتی ہے۔
خصی ہونا جائز نہیں ہے۔ اور مستحب ہے کہ کواری عورت سے نکاح کرے
اس لئے کہ ان کی کلام شیریں ہوتی ہے۔ اور بہت بچے جنتی ہیں۔ اور تھوڑی چیز
کے ساتھ راضی ہو جاتی ہیں۔ اور اس لئے کہ وہ کمال الفت سے خاوند کے
ساتھ کھیلتی ہے۔ اور اس کو ہنساتی ہے۔ اور مستحب ہے کہ جوان عورت سے
نکاح کرے۔ جو شخص کسی عورت کو دیکھے اور اس کو شہوت آ جاوے تو اس کے
لئے مستحب ہے کہ اپنی بیوی کے پاس جاوے اور اس کے ساتھ جماع کرے
اس لئے کہ وہ اس کی شہوت کو دفع کر دیگا اور اس کے دل کی تسکین کر دیگا
اور مستحب ہے کہ دیندار عورت کو نکاح کرے۔ اور مال اور خوبصورتی اور شرف نسب کا
خیال نہ کرے۔ بہتر اسباب دنیا کا نیک عورت ہے یعنی اس لئے کہ دین کے کاموں
میں اس کی مددگار ہوتی ہے۔ اور مستحب ہے کہ ایسی عورت نکاح کرے جو اپنی
اولاد پر مہربان ہو چھوٹی عمر میں۔ اور حفاظت کرنے والی ہو اپنے خاوند کے
مال کی دنیا میں عورتوں سے زیادہ تر کوئی فتنہ مردوں پر زیادہ نہیں یعنی مردوں
کے واسطے بڑا فتنہ ہے ضرر دینے والا کہ ان کے سبب سے اکثر آدمی حرام
میں پڑ جاتے ہیں۔ اور قتل اور خون اور دشمنی میں سعی کرتے ہیں پس سبب عورتوں کے حرام
چیزوں میں مت پڑو جن کہ دین کا نقصان ہو۔ جس عورت کا مہر بہت ہو

بے برکت ہے۔ جب سفر سے آوے تو باہر ٹھیر جاوے تاکہ عورت اپنی بالوں کو کنگھی کر لیوے اور اپنے زیر ناف کے بال لے لیوے۔ جو شخص زنا سے بچنے کے لئے نکاح کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے جس وقت کوئی دیندار کسی کو نکاح کا پیغام کرے یعنی اس کی دختر یا بہن وغیرہ کا نکاح طلب کرے۔ تو اس کو چاہیئے کہ اپنی بیٹی کا اس کے ساتھ نکاح کر دیوے ورنہ دینا میں بہت فتنہ و فساد ہوگا۔ اور غیر کفو میں نکاح کر دینا جائز ہے۔ جب مرد ایماندار ملے چاہیے کفو نسبی کا لحاظ نہ کرے۔ بلکہ تقویٰ ... نکاح اس عورت سے کرنا چاہیئے جو خاوند کو بہت دوست رکھے۔ اور بہت بچے جنے۔ نکاح میں جو محبت پیدا ہوتی ہے کسی چیز میں نہیں ہوتی ہے۔ جو کوئی چاہے کہ ملاقات کرے اللہ سے پاک ہو کر یعنی زنا سے تو چاہیئے کہ نکاح کرے آزاد بیویوں سے اور مستحب ہے کہ نکاح ایسی عورت سے کرے جو بہت بچے جنے۔ جو کوئی نکاح کرنا چاہے تو ایسی عورت سے نکاح کرے کہ جو فرمانبرداری کرے اس کی۔ اور اگر دیکھے طرف اس کی تو خوش کرے اس کو یعنی ہنسی وغیرہ سے اور اگر قسم دے اس کو تو پورا کرے اس کو۔ اور اگر خاوند غائب ہو اس سے تو خیر خواہی کرے نفس اپنی میں یعنی زنا وغیرہ سے بچے اور خاوند کے مال میں خیر خواہی کرے یعنی اس کو ضائع نہ کرے۔ اور اس میں کسی قسم کی خیانت نہ کرے۔ نکاح کرنے سے آدھا دین پورا ہوتا ہے پس چاہیئے کہ باقی آدھے کو پورا کرے جس نکاح میں خرچ کم ہو یعنی مثلاً بیوی کا مہر کم ہووے۔ یا روٹی کپڑا مانگے۔ بلکہ جو دیوے اسی پر راضی ہو جاوے تو ایسے نکاح میں برکت بہت ہوتی ہے باب ابن ماجہ

حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا کی مشکوٰۃ کے فصل ثالث میں ہے ۱۲

میں کہ جس عورت سے نکاح کرنا چاہے اس کو پہلے دیکھ لیوے۔ اور
بیان میں پردے کے جس عورت سے نکاح کرنا چاہے اس کو نکاح سے پہلے ایک
نظر سے دیکھنا مستحب ہے۔ ایک عورت کو دوسری عورت سے بدن ننگا کرکے لگانا
حرام ہے۔ اور ایک مرد کو دوسرے مرد کا ستر دیکھنا حرام ہے۔ اور عورت کو دوسری
عورت کا ستر دیکھنا حرام ہے۔ اور دو مردوں کا بدن ننگا کرکے آپسمیں ایک کپڑے
میں جمع ہونا حرام ہے۔ اور دو عورتیں ننگی ہو کر ایک کپڑے میں جمع نہ ہوویں۔ تاکہ
ایک دوسرے کا بدن دیکھ کر اپنے خاوند سے اس کی صفت بیان نہ کرے مرد اور
عورت کا جمع ہونا ایک مکان میں حرام ہے مگر اپنے خاوند کے ساتھ یا کسی محرم کے
جس کے ساتھ ہمیشہ کیلئے نکاح حرام ہو۔ بیگانی عورتوں کے پاس جانا حرام ہے
حمو یعنی خاوند کا قرابتی جیسے بھائی وغیرہ مثل موت کی ہے یعنی اپنے بھائی کی
بیوی کی پاس جانا اس کا فتنہ ہے۔ کہ اس کو لوگ سہل جانتے ہیں اور اس سے
بہت خرابی پیدا ہوتی ہے۔ جب کسی عورت کو منگنی کا پیغام کرے تو مستحب ہے
کہ نکاح سے پہلے دیکھ لیوے اس کے منہ اور ہاتھ کو کہ رغبت دیوے اس کو طرف
نکاح کی یعنی اگر خوبصورت ہوگی تو اس کو اس کے نکاح کی طرف زیادہ رغبت پیدا
ہوگی۔ عورت کو پردے میں رہنا چاہیئے۔ جب باہر نکلتی ہے۔ تو شیطان
اس کو مردوں کی نظروں میں اچھا کر کر دکھاتا ہے۔ یعنی مرد اس
کو دیکھ دیکھ کر کہتے ہیں کہ واہ یہ کیسی خوبصورت عورت ہے۔ اگر
کسی اجنبی عورت پر ناگہاں نظر پڑ جاوے تو اس میں گناہ
نہیں ہے۔ اگر دوبارہ اس کی طرف نظر کرے گا تو گنہگار ہوگا۔

کوئی شخص اپنی لونڈی کا نکاح اپنے غلام کے ساتھ کر دیوے تو پھر اس لونڈی کے
ستر کی طرف دیکھنے کو حرام ہے۔ عورت کے لئے غیر مرد کو دیکھنا حرام ہے اگرچہ اندھا
ہو۔ جس عورت کا خاوند غائب ہو یعنی کہیں سفر وغیرہ کو گیا ہوا ہو تو اس کے پاس
جانا حرام ہے۔ ہیجڑوں کو اپنے گھر میں آنے دینا جائز نہیں ہے۔ آدمی کو ننگے
ہو کر چلنا حرام ہے۔ خاوند کو اپنی بیوی اور لونڈی کے سامنے اپنا ستر کھولنا جائز
ہے۔ جو شخص کسی عورت کا حسن ناگہانی نظر سے دیکھے اور پھر اپنی نظر کو روک رکھے
یعنی دوسری بار اس کی طرف نہ دیکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے واسطے ایسی عبادت لکھتا
ہے جس کی اس کو شیرینی حاصل ہووے۔ جو شخص کسی عورت کی طرف قصداً
دیکھے اور وہ عورت بھی اپنے آپکو قصداً دکھاوے تو دونوں پر خدا کی لعنت
پڑتی ہے۔ ہر شخص کے ساتھ فرشتے رہتے ہیں کہ کسی وقت اس سے جدا نہیں ہوتے
مگر وقت پائخانہ اور جماع کے یعنی پائخانہ اور جماع کے وقت ننگا ہونا جائز ہے
اور کسی وقت آدمی ننگا نہ ہووے۔ بلکہ فرشتوں سے حیا کرے بلکہ اگر تنہا
خلوت میں ہو تو جب بھی ننگا نہ ہووے خدا تعالیٰ سے حیا کرے۔

**باب بیان میں ولی کے نکاح میں اور اجازت مانگنے کے عورت سے،**

ف ولی سے مراد وہ شخص ہے جس کو اختیار ہے عورت کے نکاح کا۔ نہیں جائز
ہے نکاح کرنا عورت شوہر دیدہ۔ بالغہ کا بغیر اس کے حکم کے۔ اور نہیں جائز نکاح کرنا
کواری بالغہ کا بغیر اس کے اذن کے اور اذن اس کا چپ کرنا اس کا ہے۔ ثیب
یعنی شوہر دیدہ عورت لائق تر ہے ساتھ نفس اپنے کے ولی اپنے سے۔ اگر باپ اپنے
بیٹی بالغہ شوہر دیدہ کو بغیر مرضی اس کی کے نکاح کر دیوے تو اس کا نکاح صحیح نہیں ہوتا

ہے عورت کو اس نکاح کے توڑنے کا اختیار ہے۔ خواہ رکھے خواہ توڑ
ڈالے: نابالغہ عورت کو اگر اس کا باپ بغیر اذن اس کے کے نکاح کر دیوے تو
جائز ہے کواری عورت اگر انکار کرے تو ولی کو اسپر کچھ اختیار نہیں جو عورت
کہ بغیر اذن ولی اپنے کے نکاح کرے پس نکاح اس کا باطل ہے یعنی وہ نکاح
صحیح اور جائز نہیں ہوتا ہے۔ پس اگر دخول کرے ایسے نکاح میں تو اسپر مہر کا دینا
لازم آئیگا بسبب فائدہ اٹھانے کے اس کی شرمگاہ سے۔ اور اگر ولی نکاح
کرنے سے منع کرے تو اس کی ولایت باطل ہو جاتی ہے۔ پس بادشاہ اس کا
ولی ہو کر نکاح کر دے اور جس عورت کا دو ولی نکاح کر دیں اس طرح کہ پہلے
ایک ولی نے ایک شخص سے اس کا نکاح کیا پھر بعد اس کے دوسرے نے کسی اور
سے کیا۔ تو وہ عورت واسطے اول کے ہے یعنی جس سے کہ پہلے ولی نے نکاح کر دیا
وہ اس کی بیوی ہو گئی جو عورت کہ نکاح کرے بغیر گواہوں کے تو وہ زنا کرنیوالی
ہے یعنی وہ نکاح بھی جائز نہیں ہوتا ہے۔ جو غلام کہ نکاح کرے بغیر اذن مالک
اپنے کے پس نکاح اس کا باطل ہے۔ عورت اگر عورت کا نکاح کر دے یعنی ولی
ہو کر تو یہ نکاح جائز نہیں ہے اس لئے کہ عورت کو اپنے عقد کرنے کی یا غیر کے
نکاح کرنے کی ولایت نہیں ہے جس کا لڑکا یا بیٹی بالغ ہو جاوے اور وہ ان کا نکاح
نہ کر دے تو جو زنا وہ کرینگے اس کا گناہ ان کے باپ پر لکھا جاوے گا

**باب ہے** بیان میں ظاہر کرنے نکاح کے اور بیان میں خطبہ نکاح کے اور بیان
میں منگنی اور شرط نکاح کے، نکاح کے وقت اعلان کرنیکے واسطے دف جائز بلکہ
واجب ہے۔ اور زفاف کے وقت گانا جائز ہے اور زفاف اس کو کہتے ہیں جب بعد نکاح

کے عورت کو اپنے گھر میں لایا جاوے۔ فرق درمیان حلال و حرام کے اور آواز کرنی یعنی گانا
اور دف بجانا ہی نکاح میں نکاح کے وقت جو شرط قرار پاوے اس کو پورا کرنا واجب ہے
اگر کسی مرد نے کسی شخص کو نکاح کا پیغام کیا ہو یعنی اس کی بیٹی کی نکاح کی درخواست
کی ہو تو اسپر کسی اور دوسرے آدمی کو نکاح کا پیغام کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ خبر رہے کہ
یہانتک کہ اول نکاح کا پیغام کرنیوالا نکاح کر لیوے یا چھوڑ دیوے اگر وہ خود بخود
ہٹ جاوے یا بیٹی والا اس سے انکار کرے تو اس وقت دوسرے کو پیغام کرنا جائز
ہے۔ عورت کو خاوند سے اپنی سوکن کی طلاق چاہنا جائز نہیں ہے۔ نکاح شغار
یعنی کوئی شخص اپنی بیٹی کا نکاح دوسرے مرد کے ساتھ کر دیوے اس شرط پر کہ نکاح
کر دیوے وہ دوسرا اس سے بیٹی اپنی اور نہ ہو آپسمیں کچھ مہر پس ایسا نکاح باطل ہے
ہرگز جائز نہیں ہوتا ہے نکاح متعہ قیامت تک حرام ہے **ف** نکاح متعہ یہ ہے۔
کہ نکاح کرے کسی عورت سے اس طرح پر کہ فائدہ اٹھاؤں گا میں تجھ سے اتنے
دن تک مثلاً مہینے بھر تک بدلے اتنے روپیوں کے پس یہ حرام ہے قیامت تک اور
جو شخص کہ حلالہ کرنے کی شرط کر کے کسی عورت سے نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے
اور ایسے نکاح کے بعد طلاق دینے سے پہلے خاوند کیواسطے وہ عورت حلال نہیں
ہوتی ہے **باب** بیان میں کیفیت نکاح اور خطبہ کے، نکاح اس طور
سے پڑھا جاتا ہے کہ ولی عورت کا خواہ باپ ہو یا بیٹا یا بھائی یا کوئی
قرابتی ہو اپنی بیٹی یا بہن وغیرہ سے اگر بالغہ ہو تو اذن لے لیوے
یعنی اُس سے کہے کہ میں فلان مرد کے ساتھ تیرا نکاح کرنا چاہتا ہوں تیری
رضامندی اُسمیں ہے یا کہ نہیں؟ پس اگر وہ حکم دیوے یا چپ کر جاوے۔ تو بھی

جس کی طرف نسبت کیا گیا ہے وہ لڑکا اگر اس نے انکار کیا تھا حالت حیات میں
میرا لڑکا نہیں تو نہیں لاحق ہوگا وہ لڑکا ساتھ اس کے۔ اور نہ وارث ہوگا اس کا
اور اگر اس نے انکار نہیں کیا تھا۔ اور وہ اس کی لونڈی مملوکہ سے ہے تو لاحق ہوگا ساتھ
اس کے اور وارث ہوگا اس کا اس مال میں کہ ابھی نہیں تقسیم ہوا لیکن جو مال کہ اس
لاحق کرنے سے پہلے بٹ گیا ہو اس مال کا وہ وارث نہیں ہوگا اور اگر وہ غیر کی
لونڈی سے ہو یا کسی آزاد عورت غیر منکوحہ سے پیدا ہوا ہو یعنی زنا کا ہو تو لڑکا اس
کے لاحق کرنے سے وہ لاحق نہیں ہوگا ساتھ اس کے۔ اور نہیں وارث ہوگا اس کا
بلکہ اگر زنا کرنیوالا خود لاحق کرنا چاہئے تو جب بھی اس کا وارث نہیں ہو سکیگا۔
اس لئے کہ زنا سے نسبت ثابت نہیں ہوتی ہے۔ اور جو غیرت کہ ہو مقام شک و شبہ
میں یعنی جیسے کہ بیوی اس کی یا لونڈی اس کی بیگانوں کے پاس آئے جائے
یا بیگانے مرد اس کے پاس آئیں اور اس کے ساتھ ہنسی کریں تو ایسے مقام میں

غیرت کرنے کو اللہ دوست رکھتا ہے

## باب بیچ بیان واجب ہونے عدت کے

ف عدت کہتے ہیں عورت کے ٹھیرنے کو بعد مرجانے خاوند
کے یا بعد زوال نکاح کے کہ اس میں صحبت یا خلوت واقع ہوئی ہو دنوں مقررہ
تک۔ اگر کسی مرد نے اپنی آزاد بیوی کو طلاق دی ہو پس اگر اس کو حیض آتا ہو
تو تین حیض تک عدت بیٹھے۔ اس کے درمیان کسی سے نکاح نہ کرے اور
اگر اس کو حیض نہ آتا ہو سبب چھوٹی ہونے اس کے کے یا حیض سے نا امید ہو بسبب بانجھ
یا بڑھاپے کے تو عدت اسکی تین مہینے ہے اور اگر کسی عورت کا خاوند مرجاوے تو عدت اسکی چار مہینے
اور دس دن ہے یعنی خواہ اس کو حیض آتا ہو خواہ نہ آتا ہو۔ اور خواہ وہ عورت

مدخول بہا ہو خواہ غیر مدخول بہا ہو خواہ بڑی ہو خواہ چھوٹی ہو۔ اور اگر لونڈی کو طلاق دے خاوند اور حیض آتا ہو تو عدت اس کی دو حیض ہیں۔ اور اگر لونڈی کو حیض نہ آتا ہو تو عدت اس کی دو مہینے میں۔ اور اگر لونڈی کا خاوند مرجاوے تو عدت اس کی دو مہینے اور پانچ دن ہیں۔ اور حاملہ عورت کی عدت بچہ جننے تک ہے مطلقاً یعنی خواہ خاوند نے طلاق دی ہو یا خاوند مر گیا ہو خواہ عورت آزاد ہو خواہ لونڈی ہو جب بچہ جنے گی اس وقت عدت سے نکل جاویگی اگرچہ ایک ہی دن کے بعد جنے یا اس سے بھی کم ہو۔ اور یہ سب ان عورتوں کا حکم ہے جن کے ساتھ جماع کر لیا ہو سوائے اس کے جس کا خاوند مر گیا ہو۔ [illegible] اگر کوئی شخص نکاح کے بعد جماع کرنے سے پہلے اپنی بیوی کو طلاق دیدے تو اس عورت پر عدت لازم نہیں ہے جب چاہے اسی وقت نکاح کر لیوے۔ اگرچہ بعد ایک ساعت کے ہو۔ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیوے اور جب اس کی عدت سے دو حیض گذر جاویں اور تیسرے میں داخل ہو اور اسی وقت اس کا خاوند مر جاوے تو اس کی عدت وہی تین حیض ہیں جو گذر چکی ہے اب دوسری عدت خاوند مر جانے کی اس پر واجب نہیں ہے اور وہ عورت اس کی عدت سے نکل گئی اب اپنے خاوند کے مال کی وارث نہیں ہو سکتی ہے۔ یہ زید بن ثابت صحابی کا قول ہے۔ اور جس عورت کو [illegible] وہ چار برس اور چار ماہ اور دس دن عدت گذارے پھر اس کو دوسرے سے نکاح کر لینا جائز ہے۔ اور جو عورت کہ طلاق دیجاوے پھر آیا اس کو ایک حیض یا دو حیض پھر موقوف ہو گیا حیض [illegible] تحقیق انتظاری کرے وہ عورت [illegible] تو حکم اس کا یہ ہے کہ جب جنے گی عدت اس کی تمام ہو گی۔ اور اگر نہ ظاہر ہوا حمل تو

عدت بیٹھتی بعد نو مہینے کے اور تین مہینے پھر حلال ہوگی یعنی عدت سے نکل جاویگی
اور نہیں جائز ہے مرے خاوند والی عورت کو پہننا رنگین کپڑے کا اندر عدت کے
اور نہیں جائز ہے اس عورت کو سرمہ لگانا عدت میں۔ اور اگر کسی کو سخت ضرورت
پڑجاوے تو جائز ہے کہ رات کے وقت سرمہ لگالیوے بشرطیکہ دن میں اس کو
آنکھ سے پونچھ ڈالے۔ اور نہیں جائز ہے اس عورت کو خوشبوئی لگانا عدت
میں مگر جسوقت کہ پاک ہووے حیض سے تو کچھ استعمال کرنا خوشبوئی کا جائز
ہے۔ اور نہیں جائز ہے اس عورت کو کنگھی کرنا خوشبوآلودہ ہونا عدت میں
اور نہیں جائز ہے اس عورت کو کنگھی کرنا ساتھ مہندی کے عدت میں مگر بیری
کے پتوں کو سر میں ڈالے تو جائز ہے اور نہیں جائز ہے مرے خاوند والی عورت
کو لگانا ایسے رنگ کا جس سے چہرہ چمکنے لگے جیسے ایلوا وغیرہ مگر رات کے وقت
لگاوے اور صبح کو دھو ڈالے تو جائز ہے۔ اور نہیں جائز ہے اس عورت کو پہننا
ایسے کپڑے کا جو کسنبے یا گیرو سے رنگا ہوا ہو۔ اور نہیں جائز ہے اس عورت کو
رنگنا بالوں کا اور ہاتھ پاؤں کا مہندی سے۔ اور نہیں جائز ہے عدت والی عورت
کو پہننا زیور کا اور نہیں جائز ہے اس عورت کو انتقال کرنا ایک مکان سے طرف دوسرے
مکان کی۔ اور نہیں جائز ہے اس کو نکلنا اپنے گھر سے مگر دن کو اگر کسی کام کیواسطے
نکلے تو جائز ہے۔ اور نہیں جائز ہے نکالنا عدت والی عورت کو اس کے گھر سے مگر بدکاری
کر بیٹھے تو حد مارنے کیواسطے اپنے گھر سے نکالی جاوے اور اگر عدت والی عورت کسی عذر سے
عدت بیٹھنے کیواسطے کسی دوسرے کے گھر میں انتقال کرے تو جائز ہے اور [illegible]
چیزوں کا ترک کرنا [illegible] سوگ کرنا اسی عورت پر [illegible]

مر گیا ہو۔ اور اگر عورت طلاق کی عدت میں ہو تو اس پر یہ سوگ کرنا اور زینت نہ کرنا
واجب نہیں ہے اور نہیں جائز ہے کسی کو نکاح کرنا عدت میں مگر اپنے پہلے خاوند کو
اگر عدت کے اندر نکاح کر لیوے تو جائز ہے۔ اور نہیں جائز ہے نکاح کا پیغام کرنا
عورت کو عدت میں مگر اشارہ سے کہے تو جائز ہے مثلاً کہے کہ تو بہت خوبصورت
ہے یا بہت مرد تیری خواہش کرتے ہیں۔ اور جائز ہے عورت کو عدت میں پہننا ایسے
کپڑے کا جو عصب سے رنگا ہوا ہو ف عصب کہتے ہیں ایک قسم کی چادر کو
کہ سوت کو جمع کر کے باندھتے ہیں۔ اور پھر اس کو رنگتے ہیں اور پھر اس کو
بنتے ہیں تو وہ ایسا سرخ ہوتا ہے کہ اس میں سفید خط بھی ہوتے ہیں بسبب ایسکے
کہ اس کے سوت کو جو باندھ کر رنگتے ہیں۔ تو جہاں سے بندھا ہوتا ہے وہاں سے
سفید رہتا ہے۔ اور جس عورت نے اپنے خاوند سے خلع کیا ہے اس کی عدت فقط ایک
ہی حیض ہے وہ ایک حیض کے بعد عدت سے نکل جاتی ہے

## باب بیان میں استبراء کے

ف استبراء کہتے ہیں طلب پاکی کرنے رحم لونڈی کو حمل سے جو شخص مالک ہو کسی
لونڈی کا بسبب خریدنے کے یا وصیت کے یا ہبہ کے یا وراثت کے تو حرام ہے اس پر
صحبت کرنی اس لونڈی سے یہانتک کہ استبراء کرے پس اگر لونڈی کو حیض آتا
ہو تو اسکا استبراء حاصل ہوتا ہے ساتھ دیکھنے ایک حیض کے جب ایک حیض آجاوے
تو وہ لونڈی اپنی عدت سے نکل جاتی ہے اور صحبت کرنی اس سے حلال ہو جاتی ہے اور اگر اس کو
حیض نہ آتا ہو تو عدت اس کی ایک مہینہ ہے یا تین مہینے ہیں دونوں میں سے جو عدت
چاہے گذارے لیکن احتیاط تین مہینے میں ہے۔ اور اگر لونڈی حاملہ ہو تو اس کی عدت
استبراء ساتھ بچہ جننے کے ہے جب جنے گی عدت سے نکل جاوے گی اور جو عورت کہ بندی

میں کر پڑی آدیں تو ان کا حکم بھی یہی ہے اگر حاملہ ہو تو عدت اس کی بچہ جننا ہے اور حاملہ نہ ہو
تو عدت اس کی ایک حیض ہے اور جو شخص کہ حاملہ لونڈی کا مالک ہو اور بچہ جننے سے پہلے یعنی
عدت استبرا کے نبیتنے سے پہلے اس کے ساتھ صحبت کرے تو حضرت نے ایسے آدمی کے حق میں ایسی لعنت
کرنیکا قصد کیا ہے جو قبر میں اس کے ساتھ جاوے اس لئے کہ صحبت کریگا لونڈی کو بغیر استبرا کے اور پیدا
ہوگا اس سے فرزند ایسے زمانہ میں کہ احتمال بھی ہے کہ اس کے خاوند سے ہو جیسی کہ چھ مہینے میں یا پہلے اگر اقرار
کریگا یہ صحبت کرنیوالا ساتھ نسب اس کی کے یعنی اس کو اپنے نطفہ سے ٹھیرا وے گا تو وارث
ہوگا وہ لڑکا اس کا پس لازم آویگا وارث کرنا فرزند غیر کا اور یہ حرام ہے کہ وہ مستحق ہوگا لعنت
کا۔ اور یہ بھی احتمال رکھتا ہے کہ وہ لڑکا اسی صحبت کرنیوالے کے نطفہ سے ہو پس اگر
اقرار نکریگا اس کی نسب کا تو غلام ہوگا ہمیشہ کے لئے اور لازم آویگی خدمت یعنی
اپنے فرزند سے اور قطع ہونا نسب کا اور یہ بھی حرام ہے پس ضروری استبرا ہوا واسطے
تحقیق حال کے اور پاک کرنے رحم لونڈی کے پس بغیر استبرا کے لونڈی سے صحبت کرنی کسی
شخص کو حلال نہیں جو اللہ کے ساتھ اور دن پچھلے کے ساتھ ایمان رکھتا ہو بلکہ قطعاً
حرام و ناجائز ہے۔ اور جو عورت کہ بندی یا لونڈی ہو آئے اس کا پہلا نکاح ٹوٹ
جاتا ہے پس اس سے صحبت کرنی بغیر نکاح کے حلال ہے بشرطیکہ اس سے
استبرا کر لیوے جیسے کہ بیان اس کا ابھی گذر چکا ہے۔ اور اگر لونڈی کنواری ہو تو اس کا
استبرا بھی واجب ہے ایک حیض آنے تک (باب ہے بیان میں واجب ہونے مہر کے اور
نفقہ میں عدت والی عورت کے) اگر کوئی شخص نکاح کرے کسی عورت سے
پھر طلاق دیوے اس کو اور حالانکہ نہ مہر مقرر کیا ہو اور نہ اس کے ساتھ جماع کیا ہو
تو اس پر مہر دینا نہیں آتا ہے۔ نہ تمام اور نہ آدھا بلکہ اپنی حیثیت کے موافق

اُس کو کچھ متعہ یعنی ایک جوڑا پوشاک دیکر رخصت کرے اگر غنی ہو تو موافق اپنی قدر کے دیوے اور اگر فقیر ہو وے تو موافق اپنی قدر کے۔ اگر نکاح کے ساتھ مہر بھی مقرر ہو چکا ہو اور اس کے ساتھ صحبت بھی کر لی ہے اس کے بعد اگر طلاق دیوی تو مہر پورا دینا لازم ہوگا۔ اور اگر مہر مقرر ہو چکا ہو اور صحبت کرنے سے پہلے طلاق دیوے تو آدھا مہر دینا لازم آتا ہے اور اگر نکاح کے ساتھ مہر مقرر نہ کیا ہو مگر صحبت کر کے طلاق دیوے۔ تو اس عورت میں مہر مثل دینا آویگا۔ اور مہر مثل اس مہر کو کہتے ہیں جو اس کی بہنوں اور پھپھیوں وغیرہ کا مہر ہو اور جس عورت کو اس کا خاوند طلاق دیوے تو عدت میں اس کا خرچ دینا خاوند پر واجب نہیں ہے خواہ دیوی خواہ نہ دیوے۔ مگر عدت گزرنے تک اس کو رہنے کیواسطے مکان دینا خاوند پر واجب ہے اور طلاق والی عورت اگر حاملہ ہو تو بچہ جننے تک اس کو خرچ دینا خاوند پر واجب اور لازم ہے۔ اور اس کو بچہ جننے تک رہنے کے واسطے مکان دینا بھی خاوند پر واجب ہے اور جس عورت کا خاوند مر جاوے اور وہ عورت حاملہ نہ ہو تو اس کو عدت گذرنے تک خرچ کا دینا خاوند پر لازم نہیں ہے لیکن عدت گذرنے تک اس کو رہنے کے واسطے مکان دینا واجب ہے۔ اور اگر وہ حاملہ ہو تو اس کو خرچ دینا واجب ہے۔

(باب بیان میں نفقہ کے اور حق لونڈی غلام کے)

ف نفقہ نام ہے اس چیز کا کہ خرچ کی جاوے۔ اور یہاں نفقہ سے مراد عام ہے خواہ واجب ہو خواہ غیر واجب ہو اور مراد لونڈی غلام کے حق سے کھلانا اور پہنانا ان کا ہے اور نہ تکلیف دینی اس کام کی کہ نہ طاقت رکھیں اس کی تین چیزیں ہیں جس شخص میں وہ ہوں آسان کرتا ہے اللہ تعالیٰ مرنے اس کے کو اور داخل کریگا

ص بحدیث فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کی صحیح مسلم جلد ۱ کے صفحہ ۴۸۴ میں ہے
یہ آیت سورۂ طلاق میں ہے

اس کو بہشت میں اپنے وہ تین چیزیں یہ ہیں۔ نرمی کرنی ساتھ ضعیف کے اور شفقت
کرنی ماں باپ پر۔ اور احسان کرنا طرف اپنے غلام کی۔ اور یہ بھی آیا ہے کہ
صدقہ کرنا باز رکھتا ہے برے مرنے کو۔ اور احسان کرنا یعنی خلق پر زیادہ کرتا ہے
عمر کو۔ اور واجب ہے نفقہ باپ کا بیٹے پر۔ اور جائز ہے باپ کو تصرف کرنا
بیٹے کے مال میں جس طرح سے چاہے۔ اور اگر باپ بیٹے کے مال میں سے کچھ چرا لیوے
تو جائز ہے۔ اس لئے کہ اولاد باپ کی حلال ترکمائی ہے پس جو اولاد کمائے ہر طرح
سے باپ کے واسطے حلال ہے اور واجب ہے نفقہ بیوی کا خاوند پر۔ اور واجب ہے نفقہ
چھوٹی اولاد کا باپ پر۔ اگر بیوی اپنے خاوند کے مال سے موافق حاجت کے اپنے
واسطے اور اپنی اولاد کے واسطے خرچ کر لیوے بغیر اذن خاوند کے تو جائز ہے
کچھ گناہ نہیں ہے۔ اور جس کا کچھ حق کسی پر ہو اور وہ دیتا نہ ہو تو جائز ہے اس حقدار
کو لے لینا اس کے مال میں سے بقدر حق اپنے کے بغیر اذن اس کے کے۔ اور جس
شخص کو اللہ تعالیٰ کچھ مال دیوے تو چاہئے کہ سب سے پہلے اپنے نفس پر اور اپنی بیوی بچوں
پر خرچ کرے یعنی واجب ہے کہ سب سے پہلے اپنی جان پر اور اپنی بیوی بچوں پر خرچ
کرے۔ اور جس شخص کا خرچ دینا آدمی پر واجب ہے۔ اگر نہ دیوے تو اس سے گنہگار ہوتا
ہے۔ یعنی بیوی بال بچوں وغیرہ کے خرچ نہ دینے سے۔ اور جو شخص کہ فقیر ہو اور کسی
یتیم لڑکے کی پرورش کرتا ہو تو وہ شخص اس یتیم کے مال میں سے بقدر حاجت اپنی کے
کھا لیوے تو جائز ہے بشرطیکہ اسراف نہ کرے یعنی حاجت سے زیادہ نہ خرچ کرے اور نہ جلدی کرے
یعنی نہ بیچ ڈالے مال اس کے پہلے اس کے کہ محتاج ہو طرف اس کی بخوف اس کے کہ لڑکا بالغ ہوگا تو
مال چھین لیگا مجھ سے اور نہ جمع کرے مال کو اور اگر یتیم کے مال میں اسراف کرے

یا اس کے لینے میں جلدی کرے یا مال کو جمع کرے تو جائز نہیں حرام ہے اور نہیں جائز ہے غنی کو کہ کھاوے
مال یتیم کے بدلے اس لئے کہ جو لوگ کھاتے ہیں مال اُن یتیموں کا از راہ ظلم کے سوا اس کے نہیں کہ
کھاتے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ اور قریب ہے کہ داخل ہونگے وہ دوزخ میں
اور جس شخص کے قبضہ اور ملک میں کوئی لونڈی یا غلام ہو تو اس کو اپنے بھائی کے موافق
سمجھے اور یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ نے جو اس کو میرے قبضہ میں کیا ہے تو واسطے امتحان
کے کیا ہے پس جس شخص کے زیر دست کوئی غلام ہو تو واجب ہے مالک پر نفقہ اس کا
اور ادا کرنا حق ان کا۔ اور مستحب ہے کہ جو آپ کھاتے ہی اس کو کھلاوے۔ اور جو آپ
پہنے وہی اس کو پہناوے۔ اور جب کبھی خادم اس کے واسطے کھانا تیار کرے۔ اور
حالانکہ اٹھائے ہے جاس کی گرمی اور دھواں اس کا یعنی آگ کی گرمی اور دھواں
اٹھا کر کھانا تیار کرکے لاوے تو اس کو اپنے ساتھ بٹھا کر کھانا کھلانا چاہیئے اور
اگر کھانا تھوڑا ہو اور کھانے والے اس کے بہت ہوں تو اس خادم کے ہاتھ پر اُس
کھانے سے لیکر دو لقمہ رکھ دینے چاہئیں۔ اور نہیں جائز ہے تکلیف دینی غلام کو ساتھ
ایسے کام کے کہ نہ ہو سکے اس سے اور اگر تکلیف دیوے اس کام کی کہ نہیں ہو سکتا ہے
اس سے تو چاہیئے کہ مدد کیجاوے اس کی بیچ اس کام کے۔ اور جو غلام کہ اپنے مالک کی
فرمانبرداری اور اطاعت نہ کرے تو واجب ہے کہ اس کو مالک اس کا بیچ ڈالے۔
اور اس کو عذاب نہ کرے کہ جائز نہیں ہے۔ اور جو شخص کہ تہمت زنا
کی کرے اپنے غلام کو یا لونڈی کو اور وہ پاک ہووے اُس چیز سے
یعنی جھوٹی تہمت دیوے۔ تو مارے جائیں گے قیامت کے دن کوڑے مالک
کو۔ اور جو شخص کہ مارے اپنے غلام کو حد اور نہ کیا اس غلام نے کام حد کا یعنی بے گناہ